

اِفَادَاتِ

شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ

فارسی
[حضرت شیخ مجاہد اللہ آبادی]

اردو
[شاہ غلام مصطفیٰ امہر وندوی]
[شاہ محمد باقر الہ آبادی]

○



www.maktabah.org



www.maktabah.org

افادات

شیخ محمد الدین ابن عربی رحمہ اللہ

فارسی

[حضرت شیخ محمد بن عبد اللہ آبادی]

اردو

[شاہ غلام مصطفیٰ مہر وندوی
شاہ محمد باقر الہ آبادی]

○

ناشر

نذیر سنز پبلشرز

[۴۰۔ اے آرڈو بازار ○ لاہور]

بے لانا

مقامی زبانیں

1998

نذیر حسین نے
زاہد بشیر برنٹر لاہور سے چھوا کر
نذیر سنز پبلشرز لاہور
سے شائع کی

قیمت = 150 روپے

www.muhammadibrahim.org

تقدیم

راجا رشید محمود ایڈیٹر ماہنامہ ”نعت“ لاہور

شیخ الاکبر حضرت محی الدین محمد بن علی العزنی بن محمد الطائی الحامی الاندلسی دمشقی رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۷ رمضان المبارک ۵۶۰ ہجری کو اندلس (سپین) کے شہر مرسیہ میں پیدا ہوئے۔ آپ حاتم طائی کی اولاد میں سے تھے۔ آپ نے ۲۲ ربیع الآخر ۶۳۸ ہجری کو جمعہ کے دن دمشق میں وفات پائی۔ آپ کا مزار محلہ صالحیہ میں قاسون پہاڑ کے قریب ہے۔ پندرہ واسطوں سے آپ کا سلسلہ سید ہر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتا ہے۔

شیخ محی الدین ابن عربی، شیخ ابوالسود ابن الشلی، غوث الاعظم محی الدین جیلانی، شیخ ابوسعید مبارک بن علی الخرومی، شیخ علی بن احمد، شیخ محمد بن عبد اللہ طرطوسی، شیخ عبد الواحد بن عبد العزیز تمیمی، شیخ عبد العزیز بن حارث تمیمی، شیخ محمد بن خلف الشلی، سیدنا جنید بغدادی، سیدنا بڑی سقطی، سیدنا معروف کرخی، سیدنا داؤد طائی، سیدنا حبیب عجمی، سیدنا حسن بصری، حضرت علی المرتضیٰ سید المرسلین حضور حبیب کربا علیہ التحیۃ والثناء، شیخ اکبر علیہ الرحمہ آٹھ برس کی عمر میں حدیث و فقہ کی تعلیم کی خاطر انبیلیہ گئے تیس سال کی عمر میں آپ سیر و بیاحت کرتے ہوئے مصر، شام، حجاز، بغداد، موصل اور ایشیائے کوچک پہنچے۔ شہر قونیہ میں ایک عرصہ قیام کے بعد دوبارہ شام واپس آ گئے اور

زندگی کے آخری ایام وہیں گزار کر دمشق میں واصل بحق ہوئے۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے ریاضت اور مجاہدوں میں انہماک کے ساتھ بہت سی تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔ امام شعرانی نے الیواقیت والحواہر میں ان کی تصانیف کی تعداد چار سو اور مولانا نور الدین عبد الرحمن جامیؒ نے ”نقشات الانس“ میں پانچ سو سے زائد لکھی ہے جن میں فتوحات مکیہ، فصوص الحکم، تفسیر صغیر، تفسیر کبیر، مواقع النجوم، مراتب الوجود، القول النقیس، کتاب الجلالہ، نقش النصوص، تاج الرسائل مجموعہ رسائل ابن العربی اور کتاب النقباء بہت مشہور ہیں۔

ان کتابوں میں فصوص الحکم خاص اہمیت کی حامل ہے جس میں مسئلہ وحدت الوجود کو نہایت وضاحت سے مکمل صورت میں پیش کیا گیا ہے۔

یہ کتاب بہت مقبول ہوئی۔ شیخ اکبرؒ نے مقدمے میں لکھا ہے کہ محرم ۶۲۷ھ میں حضور سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ نے خود یہ کتاب انہیں عنایت فرمائی اور اس کو لوگوں کے نفع کی خاطر عام کرنے کا حکم دیا۔

مختلف زبانوں میں فصوص الحکم کی بہت سی شرحیں لکھی گئیں۔ شارحین میں درج ذیل علماء کے نام مشہور ہیں۔ کمال الدین انصاری۔ شیخ صدر الدین قنوی۔ شیخ مویہ الدین جندی۔ سید علی بن شہاب بھدانی۔ شیخ داؤد قیصری۔ کمال الدین عبد الرزاق کاشی۔ داؤد بن محمود الرومی۔ شیخ بایزید خلیفہ رومی۔ سید شرف الدین دہلوی۔ شیخ شمس الدین دہلوی۔ شیخ بابی آفندی، نور الدین عبد الرزاق جامی، مولانا جامی نے ”نقش النصوص“ کی شرح بھی کی ہے، شیخ مظفر الدین علی شیرازی۔ سید محمد بن یوسف حبینی۔ شیخ علاؤ الدین علی ہمامی۔ سید اشرف کچھوچھوی۔ شیخ عبد الباقی سٹاری گجراتی۔ شیخ محمد بن صالح۔ سید نعمت اللہ شاہ ولی۔ شیخ صابر الدین برکت۔ شیخ عبد الکریم سلطانپوری۔ مولانا یحییٰ بن علی۔ شیخ غلام مصطفیٰ عثمانی سیر، مولانا احمد حسین کانپوری، شیخ نور الدین گجراتی

شیخ عبدالباقی نقشبندی - شیخ علی اسغری صدیقی - سید مبارک علی - شیخ جمال الدین گجراتی -
 شیخ محمد افضل الہ آبادی - شیخ محمد حسن امروہوی، شیخ طاہر بن یحییٰ - مولانا اشرف علی تھانوی
 اور شیخ محب اللہ الہ آبادی۔

فصوص الحکم ۲۷ اجزاء پر مشتمل ہے۔ قرآن مجید میں انبیاء و کرام کے حالات و واقعات کے ضمن میں جو کچھ بیان ہوا ہے، شیخ اکبر نے اس کتاب میں ان سے مسائل توحید و تصوف کو حل کیا ہے۔ کتاب میں کئی مقامات ایسے ہیں کہ عامی انہیں سمجھنے میں پختہ کھا سکتا ہے چنانچہ اس کتاب کے ادق مقامات کی شرح کی ضرورت و اہمیت کے پیش نظر بہت سے صاحبان علم نے اس پر قلم اٹھایا۔ شیخ محب اللہ الہ آبادی (م ۱۰۵۸ھ) نے بھی فصوص الحکم کے اہم لیکن ادق مقامات کی فارسی میں تشریح کی ہے جسے شاہ غلام مصطفیٰ اور شاہ محمد باقر نے اردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔

”افادات ابن عربی“ تصوف کے راز نامے سرسبہ جاننے کے خواہش مندوں کے لیے ایک تحفہ گر انہما ہے۔ نذیر سنز پبلشرز نے پہلے فصوص الحکم کا ایک اچھا اردو ترجمہ (اد محمد عبدالعزیز صدیقی) شائع کیا، پھر اس کے حل کے لیے مولانا اشرف علی تھانوی کی ”فصوص الحکم“ چھاپی اور اب ”افادات ابن عربی“ کا اصل فارسی متن اور اس کا اردو ترجمہ شائع کر رہے ہیں۔ یقین ہے کہ ناشر تصوف کے طالب علموں، مسلمان وحدت الوجود کو سمجھنے سمجھانے کے تمنائیوں اور تعلیمات ابن عربی سے دلچسپی رکھنے والوں کی دعاؤں کے مستوجب ہوں گے۔

راجا رشید محمود

اعظم منزل - نیو ٹالامار کالونی - ملتان روڈ

لاہور ۲۵

یکم ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 الحمد للہ الاولی والصلوٰۃ علی النبی الامی
 وآلہ التقی وصاحبہ النقی ق بسم اللہ
 الرحمن الرحیم لکھہ بامتعلق بمحذوف است
 دہو الف واکتب ہذا الکتاب یعنی بنا
 ذات پاک واجب الوجود کہ درہستی خود
 بچیزے محتاج نیست ان اللہ غنی
 عن العالمین و ہر موجود عینی و ظلی
 بوجہ محتاج است بہت ای وجود
 تو اصل ہر موجود + ہستی دلدوہ و خوابی بوجہ
 چہ نقش عین ثابتہ ہرشی بروح ثبوت
 از خامہ فیض اقدس او بستہ و مرغینہ
 اعیان جمیع اشیاء بروز ہستی بیک
 جنبش فیض مقدس او گشتہ چہ بی
 جنبش آب مرحباب را وجود
 متصور نیست یعنی ذات مقدس
 او ہر شے محیط باشد الا انہ
 بکل شے محیط ہ

شروع کرتا ہوں نام سے اللہ کے جو رحمن اور رحیم ہے
 جمیع حمد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہے جو ولی
 ہے اور درود نبی الامی اور اُن کے آل پر جو کہ
 صاحب تقی و نقی ہیں نازل فرمایا حرف یا محذوف
 ہے اور یہ کہ تالیف کرتا ہوں اور لکھتا ہوں اس
 کو یعنی شروع کرتا ہوں میں اُس ذات پاک
 واجب الوجود کے نام سے کہ جو اپنے ہستی میں
 کسی چیز کا محتاج نہیں ہے ان اللہ غنی عن العالمین
 اور ہر موجود عینی و ظلی اُس کے محتاج ہیں
 اے کہ جو دتیرا ہر موجود کی اصل وجہ ہے تو ہی
 موجود ہے اور تو ہی پہلے بھی تھا اور تو ہی رہیگا
 ہرشی کے عین ثابتہ کا نقش اُس کے ثبوت کے تحتی پر
 فیض اقدس کے قلم سے لکھا گیا ہے اور تمامی اشیاء
 کے اعیان کا خزانہ اُس کے فیض مقدس کے حرکت
 و جنبش سے ظاہر ہوا ہے اسلئے کہ جب تک پانی
 میں حرکت و جنبش نہ ہوگی حباب ظاہر و پیدا
 نہیں ہو سکتا یعنی اُس کی ذات مقدس ہر شے کا
 احاطہ کئے ہوئے ہے تحقیق اللہ تعالیٰ ہر شے کا محیط ہے

۱۔ تحقیق اللہ دونوں جہان سے غنی ہے

نہ احاطہ بحر مہیتان راوندہ جس طرح پانی پھیل کا یا چار دیواری بارغ کا احاطہ کئے ہوئے ہے
جسٹہ حیطان مرہستان را اللہ تعالیٰ کا احاطہ اس طرح نہیں ہے اگر اللہ تعالیٰ کا احاطہ اس طرح
وگرنہ قدم ثنویت در بیان آید ہوتا تو دوئی کا قدم در میان میں آجاتا۔

و اثبیت روی نماید چه سور اور دوئی پائی جاتی اسلئے کہ شہر پناہ اور قیام گاہ اور اُس میں
و دیگر است و مقرر دیگر دامل و در د ٹھہرنے والے علیہ علیہ چیزیں میں اللہ تعالیٰ اشیا کا محیط اس طرح
و دیگر بلکہ چوں احاطہ زید بوجہ سے ہے کہ جس طرح زید اپنے چہرہ و ہاتھ و پاؤں اور اپنے تمام اعضا
زید و رطل و سائر اعضا و قوای کا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کا سمع ہو جاتا ہے
او باشد کان اللہ سمع الذی جس سے وہ مستفہم اور اللہ تعالیٰ اُسکی آنکھ ہے جس سے وہ دیکھتا ہے
سمع بہ و بصرہ الذی ببصر بہ اور اللہ تعالیٰ اُس کا ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے یا یوں
ویدہ الذی یبطش بہا بلکہ چوں کہے کہ جس طرح زید اپنے سمع و بصرہ و ہاتھ اور تمام
احاطہ زید حر سمع و بصرہ و یاست اعضا کا محیط ہے۔

و ہو السمع البصیر ذالک بان اللہ ہو الحق و ہو السمع البصیر ذالک بان اللہ ہو الحق
ہو الحق و ان تدعون من دونہ و ان تدعون من دونہ
ہو الباطل و الاکل شی ما فدا اللہ ما خلا اللہ باطل بیت
باطل بیت اگر کافر زبیت اگر کافر زبیت سے آگاہ ہوتا تو کب دین میں اپنے
آگاہ گشتے + کجا در دین خود گمراہ ہوتا

گمراہ گشتے + کیف ذاتی کہ حسب اُس کے ذات کی کیفیت و حالات جو کہ رحمت
رحمت امتنانیہ است کہ مطلع امتنانیہ کے صفت سے متصف ہے بیان

لہ دی سمع و بصیرت و تحقیق اللہ ہی ہے نہ اور تحقیق جو کچھ بکارتے ہیں اُس کے علاوہ وہ مطلق ہے تحقیق کل شے اللہ سے
خالی ہوتی باطل ہوتی۔

اعمال حمید ملحوظ نظر پاک اور ہی نہیں ہو سکتی کسی کے اچھے اعمال پر اُس کی پاک نظر
 نباشد صالح و طالح برجناب نہیں پڑتی سعید و شقی اُس کے دربار میں ایک ہی ایک
 اور ممتاز نگر و دازینجا میگوئی یا دوسرے ممتاز نہیں ہیں اسی سبب ہم سب کہتے ہیں کہ اپنے تمامی
 رحمن الدنیا و گفت رحمتی و مست مخلوقات پر بے انتہا رحم کر نیوے آپ نے خود ہی اپنے کلام پاک
 کل شیء حتی الغضب و هذا لاسم سے ہم سب کو بشارت دی ہے کہ میری رحمت ہر چیز پر واسع ہے
 لا یطلق علی ما یطلق علیہ غیر الحق یہاں تک کہ میرے غضب کو بھی گھیرے ہوئے ہے جن نام یا رحمن کی
 چہ این صفت و در غیر متحقق صفت اے ہم سب کے مالک و اللہ آپ کو کسی دوسرے کا نہیں ہو سکتا
 نیست فهو کا العلم لہ تعالیٰ حتی یہ صفت آپ کے علاوہ دوسرے میں پائی نہیں جاتی وہ مثل آپ کے برتر
 اجر علیہ قولہ الرحیم یعنی صاحب نام کے ہے۔ فهو کا العلم لہ تعالیٰ حتی اجر علیہ آپ کے بعد آپ کا قول الرحیم
 رحمت و جوبہ است کہ نظر بر جمال ہے اور یہ اسم بھی آپ ہی پر صادق آتا ہے یعنی آپ رحمت و جوبہ کے
 اعمال طیبہ و ارد و ترتیب صفت سے بھی متصف ہیں اور مالک میں رحمت و جوبہ کا کام اچھے
 ثواب را بر اعمال طیبہ بر ذات اچھے اعمالوں پر نظر رکھنا اور ثواب مرتب کرنا ہے اور یہ تمام
 خود التزام نموده است ازینجا باتیں اپنے اپنی ذات پر واجب کر لی ہیں اسی وجہ سے آپ کی
 رحمت و جوبہ خواندنی و تحقیق ذات کو رحمت و جوبہ کہتے ہیں حق تو یہ ہے اور یہی
 مافی الوجود الارحمۃ امتنانیتہ صحیح ہے کہ عالم میں سوائے رحمت امتنانیہ کے
 چنانکہ انکشاف میں معنی کہ دوسرے کا وجود نہیں ہے جیسا کہ اس معنی
 موجب النشارح خاطر گردد کہ فص سلیمانی میں شرح و بسط کے ساتھ

لہ پس وہ جیسا کہ علم واسطے اللہ تعالیٰ کے یہاں تک کہ اجرا پایا اور اُس کے قول اُس کا

درقص سلیمانی انشاء اللہ تعالیٰ بیان کیا جائے گا انشاء اللہ العزیز۔ اس کے بعد
 خواہد شد تصنیف میکنم وی نویسم کتاب فصوص الحکم کا لکھنا شروع کیا جاتا ہے۔
 ایں کتاب را قال البنی الامی تمامی خلق سے افضل اور بزرگ ہستی اور سب
 افضل المخلوق داعرفم باللہ کل سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے جاننے والے نبی امی محمد رسول اللہ
 امرؤی بال لم یبدء فیہ باسم اللہ صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر وہ کام جو اللہ کے نام سے
 فہو ابراہی قطوع الذنب فی نظر شرع کیا جائے وہ دم بریدہ ہے یہ شرع شریف و معرفت
 الشرع والمعرفتہ ہر کار کے آغاز کے نظر سے کیا گیا ہے کیونکہ ہر وہ کام جسکی ابتدا اللہ کے نام سے
 آں تلبیس باسم حق نباشد شیطانی است نہیں ہوتی شیطانی ہے ایسی جو جسے تمامی خلق سے افضل حضور
 از نبی افضل المخلوق داعرفم بالحق میگوید پروردگار صل اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کے بارے میں کہ جس
 درباب کیکہ درابتدا کل تسمیہ نکفت فلکن نے کھانا کھانے کی ابتدا اللہ کے نام سے نہیں کی فرمایا
 معہ الشیطان ہے کہ اُس کے ساتھ شیطان نے کھایا۔

یعنی در ہر کار سے حاضر باش و یعنی ہر کام کو سمجھتے رہو اور ہوشیار رہو کہ کام
 دریاب کہ فعل چیست و فاعل کیا ہے اور کرنے والا کون ہے جب کام کی ابتدا
 کیست و چوں آغاز کار مقرون اللہ تعالیٰ کے نام سے ہوتی ہے تو کتنا چاہئے
 باسم حق نباشد لوی فاعل در تمام کار کہ کام کرنے والا تمامی کاموں میں حاضر اور
 حاضر است و خبردار دایں الزام دار خبردار ہے اس کو لازم جانو نہیں تو بہتر یہی
 و گرنہ بہتر است کہ فعل نامید باشد و فاعل ہے کہ نہ تو فعل ہو اور نہ فاعل ہو۔

تاہو یا بیت ہر کہ نگویای تو خاموش جس زبان سے آپ کی بات نہ سکے تو خاموشی بہتر ہے اور
 بہ + ہر چہ زیادہ تو فراموش جس چیز سے آپکی یاد نہ آوے اُس کو بھول جانا اچھا ہے۔

دور حدیث مرعارف را اشارت | اس حدیث میں عارف کے لئے ایک دوسرا اشارہ
دیگر است یعنی ہر کار را اسم حق بھی ہے وہ یہ ہے کہ وہ سمجھے اور جانے کہ ہر کام اسم حق
داند چہ ہر موجود از جوہر و اعراض ہے کیونکہ ہر موجود خواہ وہ عرض ہو یا جوہر ہو عین اسکا
عین او عین حق باشد پس ترک تسمیہ عین حق ہے اسی وجہ سے ہر کام کو شروع کرنے سے پہلے
در آغاز ہر کارے بنی از جب و غفلت اللہ تعالیٰ کا نام نہ لینا کام کر نیوالے کے حجاب اور غفلت
فائل باشد پس مرآں کار را انجا کو ظاہر کرتا ہے ایسی صورت میں وہ کام پورا نہیں
می نباشد و مر صاحب کار را سلامتی ہوتا اور کام کر نیوالے کیلئے سلامتی اور اچھائی نہیں ہے
و اللہ یدعو الی دار السلام اور حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سلامتی اور اچھائی کے گھر
الحمد للہ دل یعنی پاس و تائش کی طرف بلاتا ہے یعنی تو صیغ و تعریف جو کہ زبان یا
زبانی دار کا فی وجہ ثبات مرحق دل یا اعصار سے کی جاوے وہ صرف اللہ ہی کیلئے
راست و بس کہ محیط بہر موجود است ثابت ہے جو ہر موجود کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور ہر
و در ہر موجود بنمود و حمد و درافت موجود میں ظاہر ہے حمد کے لغوی معنی زبان سے تعریف
شنای زبانی است کہ در مقابل جیل کرنے کو کہتے ہیں جو کسی اچھے کام کے مقابلہ ہو اور یہ بھی
اختیاری باشد و این نیز مختص اللہ تعالیٰ کیلئے مخصوص ہے جیسا کہ حرف تعریف الحمد
بمحضۃ الحق است چنانکہ حرف تعریف اور لام اختصاں کا اللہ میں اسی معنی پر دلالت کرتا ہے
در الحمد و لام اختصاں در اللہ بریں اللہ الملک و لا الحمد اللہ تعالیٰ ہی کے
معنی دال است اللہ الملک و لا الحمد لئے ملک اور حمد ہے اور
و بریں حکم اتفاق علماء اہل اسلام است اس حکم پر جمیع علماء اسلام کا اتفاق ہے
و عجیب آنکہ میگویند کہ حمدت زیداً اگر یہ عجیب بات ہے کہ کہتے ہیں ہم نے زید کی حمد کی

بر حقیقت است و بیچ وجه زید کی حمد کرنا حقیقتاً ہے اور کسی طرح اس
 درال کلام مجاز نیست و ہم چنین کلام میں مجاز نہیں ہے۔ اور اسی طرح
 مراد الملک ولہ الحمد را بر حقیقت میدانند کہ الملک ولہ الحمد کو اپنی اپنی حقیقت پر
 و ازین اشکال تفصی منظور نیست رکھنا چاہئے۔ بجز حقیقت پر نظر رکھنے کے
 مگر آنکہ نظر بر حقیقت کنند و استقصا اس اشکال سے رہائی نہیں ہو سکتی یہ مضمون
 این مطلب در انفاص الخواص نمودہ شد اہل فاس الخواص میں لکھا گیا ہے۔
 قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کل حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
 امر ذی بال لم یبدع بحمد اللہ فہو کل کام پر دار ہوتے ہیں اور جو کام اللہ تعالیٰ
 قطع و بحسب ظاہر بین الحمد بینین کے حمد سے شروع نہیں کیا جاتا وہ دم بریدہ
 تدافع واقع است و فی الحقیقت ہے ظاہری اعتبار سے دونوں حدیثوں میں
 مدفوع است چہ مرہر و حدیث تدافع ہے حقیقت میں تدافع نہیں ہے
 را مراد آنست کہ تا کہ تسمیہ و حمد بلکہ مدفوع ہے کیونکہ دونوں حدیثوں کا یہ
 تگوید شروع در کاری بزرگ مطلب ہے کہ جب تک بسم اللہ نہ کہے اور
 نگوید تقدیم تسمیہ بر چند طریق منسلوک است اللہ تعالیٰ کی حمد نہ کرے کسی کام کی ابتداء نہ کرنا چاہئے
 و در کتاب مجید و کتب دیگر از کتب سادہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے سے پہلے بسم اللہ کہنا
 و غیر آں واقع است چنانکہ مراجعت قرآن اور حدیث اور جملہ کتب آسمانی سے ثابت
 بوضوح خواہد پیوست اور سنوں ہے جیسا کہ واضح طریقہ سے اُسکو آپ دیکھ سکتے ہیں
 بدانکہ حمد بروی نوع است حمد از حق و حمد از حمد کی دو قسمیں ہیں۔ حمد از حق۔ حمد از ما یطلق علیہ
 ما یطلق علیہ غیر بحق و حمد از حق تعالیٰ غیر بحق اول حمد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

برسہ قسم است قولی و فعلی و حالی قولی چنانکہ
 در کتب ائمہ واقع شدہ۔ فعلی رخسار کلمات
 جمالیہ و جلالیہ را از عبار غیبیہیت مصفا
 ساختن است و شاہد ممکن را بر منصفہ تھو
 وجود جلوه دادن و از ممکن غیب بر حضرت الشہو
 آوردن و ہذا ہوا المراد بقول افضل الحق و
 اعرفہم باحق لا احصی ثناء علیک انت کما
 اثبت علی نفسک چہ جلوه دادن زید مر
 حضرتہ السخا را از قبہ غیب بر منصفہ شہود باظہار
 آثار آن حمدی باشد مراد را کہ در جنب دے
 حمد مراد ترا لاشی محض می توان گفت در حد
 مذکور را محلی دیگر ہم ہست یعنی حمد ہر ذرہ
 از کائنات و ما من شیء الا یسبح بحمدہ از حق
 تعالیٰ باند چنانکہ عنقریب توفیع و تنقیہ خواہد
 یافت و حمد فرد و احد در برابر حمد جلہ وجود
 وجودے ندارد و نمودے نیار و چنانکہ بریں
 و چہ صیغہ واحد متکلم شاہد است و قد ذکر تہنی
 ترجمہ الکتاب و حالی تجلیات حق تعالیٰ است
 دوم حمد جس پر غیر متعالی کے الفاظ دلالت کرتے ہیں
 جو حمد کا اللہ تعالیٰ کے طرف سے ہے اسکی تین قسمیں ہیں
 قولی۔ فعلی۔ حالی۔ حمد قولی۔ جیسا کہ کتب ائمہ میں
 واقع ہے۔ حمد فعلی رکالات جمالیہ اور جلالیہ کے رخسار
 کو عبار غیبیہت سے صاف کرنا اور شاہد ممکن کو منصفہ
 ظہور وجود پر جلوه دیتا اور غیب کے پردہ سے عالم شہادت
 میں لانا ہے حضرت افضل الخلق و اعرفہم باحق کے قول
 سے یہی مراد ہے لا احصی ثناء علیک انت کما اثبت
 علی نفسک مثلاً زید سخاوت کے صفت سے متصف
 ہو کر سخاوت کا اظہار کرے تو یہ فعل زید کا اللہ تعالیٰ
 کی ایسی حمد ہے کہ اس حمد کے مقابلہ میں ہماری اور آپ کی
 حمد لاشے محض ہے۔ اس حدیث شریف کا
 دوسرا محل بھی ہے یعنی کائنات کے ہر ذرہ کی حمد۔ حمد
 حق تعالیٰ سے ہے یعنی کائنات کے ہر ذرہ کی زبان سے
 اللہ تعالیٰ خود اپنی حمد کر رہا ہے و ما من شیء الا یسبح بحمدہ
 اسکی وضاحت عنقریب کی جادگی ایک شخص کی حمد جلہ
 موجودات کے حمد کے مقابلہ میں کوئی حقیقت اور وجود
 نہیں رکھتی اس بات کی شہادت صیغہ واحد متکلم دے رہا ہے

لہٰ نہیں احاطہ کر سکتی ثناء اور تیرے جیسا کہ حق تیرے ثنا کا ہے۔ لہٰ

بفیض اقدس و ظهور نور ازلی و حمد از اطلاق ہے جیسا کہ ترجمۃ الکتاب میں ذکر کیا گیا ہے۔

علیہ غیر حق تعالیٰ نیز برہم قسم مذکور است قوی حمد عالی۔ اللہ تعالیٰ کے فیض اقدس سے اُسکی تجلیات

چنانکہ میگویی پاس و تائیش ثابت است ہیں اور اُس کے نور ازلی کا ظہور ہے۔ وہ حمد جس پر

مرازی دے بہتار فعلی صرف جمیع ماضی الی غیر حق اطلاق کیا جاتا ہے اُسکی ہی تین قسمیں ہیں۔

ماضی لاجل یعنی صرف کردن جمیع نعم بسوی کار قوی فعلی حالی۔ حمد قوی۔ جیسے کہ ہم کہتے ہیں کہ تعریف

کہ مناسب و لازم آں باشد و حالی تخلق شدن اور شکر ایزد بے ہمتا کیلئے ثابت ہیں۔

بندہ است باطلاق اللہ وصفاتہ سوی ممتہ حمد فعلی۔ ہر چیز کو جسکے لئے وہ چیز پیدا کی گئی ہے اُسی کے

الوجوب الذاتی واللہ تعین و ایں محامد اگرچہ مطابق اُسکو صرف کرنا یعنی عام نعمتوں کا جس کے لئے

فی الحقیقتہ واقع نیست مگر از حضرت اللہ والہ وہ مناسب ہو صرف کرنا عطا کرنا اور دینا ہے۔

الاحد چہ ہر چہ در عرصہ وجود آمدین حق باشد حمد عالی۔ بندہ کا اللہ تعالیٰ کے عادتوں اور صفوں سے

کہ غیر حق محال محض است چنانکہ شریک منصف ہونا اور عادی ہونا ہے سوائے وجوب ذاتی کے

باری تعالیٰ در وجوب ذاتی نزد علماء روایت کہ حق ہی کیلئے سزا دار ہے اور یہ محامد فی الحقیقت اگرچہ

اما بحسب ظاہر و تعین محامد منتسب اند اللہ واحد الاحد میں واقع ہیں اسلئے کہ جو چیز وجود میں

ہے وہ عین حق ہے غیر حق محال محض ہے جس طرح سے ہے وہ عین حق ہے

علماء روایت کے نزدیک وجوب ذاتی میں شریک علماء روایت کے نزدیک وجوب ذاتی میں شریک

عرفت و جہ اختصاص الحمد بحناہ تعالیٰ و تقدس باری تعالیٰ محال ہے لیکن ظاہری حیثیت سے تمام

ق منزل الحکم علی قلوب الکمل منزل صیغہ تعریفیں بندہ کی طرف نسبت پاتی ہیں علماء روایت کے

اسم فاعل است از تنزیل بمعنی پارہ پارہ اس قول سے ہمیں اتفاق ہے ان معاملات میں ہم اُن سے

فرد آمدن و حکم کسرا مملہ و فتح محارب نہیں کرتے پس اجمالاً و تفصیلاً وہی حامد ہے اور

کاف جمع حکمت است و حکمت انسان وہی محمود ہے فالان عرف دجا اختصا ص الحمد بحناہ
 دانستن اشیاء است کما ہی و شناختن تعالیٰ و تقدس انبیاء اور اولیاء کے قلوب پر حکمتوں کا
 ماراز ماہی و کار کردن بمقتضای آل نازل کرنا منزل باب تنزیل سے ہے اسم فاعل کا صیغہ
 چنانکہ بعضی از علماء روایت عمل ہے مگر اکر اُتارنا اور حکم بکسر ح حکمت کی جمع ہے
 باحکام شرعیہ را داخل فقہ دانستہ اور حکمت انسان کا کل چیزوں کو جیسی وہ ہیں جاننا اور
 اند بخلاف معرفتہ و علم چہ معرفتہ و علم پہچاننا اور سمجھنا اور سانپ کو مچھلی سے تمیز کرنا اور اُسی
 دانستن اشیاء است کما ہی و پس اگر کے مطابق عمل کرنا ہے چنانچہ بعضی علماء روایت احکام
 کے ماراز ماہی نشانہ داند کہ ہر دو شرعیہ پر عمل کرنا کو فقہ میں داخل کرتے ہیں اور معرفت
 ذاتاً و صفاتاً کی اند بچھین باکی را از و علم کو فقہ میں داخل نہیں کرتے کیونکہ علم و معرفت
 ضالحک جدا کنند و گوید کہ باکی حیوان جو چیز جیسی ہے ویسے ہی اُس کو جاننا اور پہچاننا
 ناطق است و پس بچھین ضالحک اور اُسی کے مطابق عمل کرنا ہے پس اگر کسی سانپ
 و قائم و قاعد اُنکس جاہل باشد اور مچھلی کو نہ پہچاننا اور یہ سمجھا کہ دونوں ذاتاً و صفاتاً
 لا یعلم البحر من البر ولا یسعر من البر و ایک ہیں اور ایسے ہی روئیوالے اور ہسنے والے کو
 و آنرا عالم باشیاء نخوانند و اگر کیل جدا کیا اور کہا کہ ہسنے والا روئے والا کھڑا ہونے والا
 را از دیگری جدا کرد و فرج را از بیٹھنے والا حیوان ناطق ہے اور پس وہ شخص
 ترج دریافت و آب را از مراب و جاہل ہے سردی اور گرمی میں تمیز نہیں کرتا اور نہ پہچانتا
 راحت را از غم جدا کرد و غسل را ایسے شخص کو اشیاء کا جاننے والا اور پہچاننے والا
 رزم دانست و بمقتضای آل نہیں کہیں گے جس کسی نے ایک کو دوسرے سے

ملہ پس اب جانا تم نے کہ اللہ تعالیٰ کے جناب میں الحمد کا پڑھنا کیوں خاص کر دیا گیا ہے۔

پرداخت و شاہد علم را بجلی عمل محلی ناساخت
 چہ آب را احترام نکند و از اسباب غم
 احتراز بخیزد و پاک بندارد کہ راحت و
 رنج کمی باشد و سم خورد و نمیش جان
 ساخت و از غسل اعراض نمود و نوش
 جان نفرمود آنکس را حکیم بخوانند
 اگر چہ عارف و عالم باشد بدانکہ حکمت و
 معرفت حاجز ایداد مانع آزار نگردد
 چنانکہ حق تعالی گفت یوزون اللہ
 و رسولہ موسیٰ گفت یا قوم لم تو
 ذنتی و انتم تعلون انی رسول اللہ
 الیکم من رب العالمین و افضل المخلوق
 و اعرفہم بالحق گفت لعن اللہ العقرب
 لایدع مصلیاً ولا غیرہ ولا نبیاً مرسلًا
 ولا غیرہ و از بنیادریاب کہ یوزون اللہ
 بچہ ولالت میکند و چہ راہ می نماید مگر
 دران وقت کہ حکیم و عارف بجوشن
 القاص بصفۃ لایضرفہ شیئ متلبس
 شدہ باشد آن زمان تبرہ معرفت کاری
 جد کیا خوشی و غم میں پانی و شراب میں تکلیف
 و راحت میں شہد و ہر میں تمیز کیا اور اس مطابق عمل
 نہ کیا اور اپنے کو علم کے زیور سے آراستہ نہ کیا پانی کی
 عزت نہ کی غم کے اسباب سے پرہیز نہ کیا اور راحت
 و رنج کو ایک سمجھا نہ رکھا یا اور شہد سے منہ موڑا
 اسکو حکیم نہیں کہیں گے اگر چہ وہ عارف و عالم ہے
 اس بات کو سمجھ لو اور ذہن نشین کر لو کہ حکمت و
 معرفت تکلیف کی روکنے والے اور آزار کو منع
 کرنے والی بنیں ہوتی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
 ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہو۔
 اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے لوگو
 مجھ کو کیوں تکلیف دیتے ہو حالانکہ تم یہ جانتے ہو
 کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور تم لوگوں کے ہدایت
 بھیجا گیا ہوں۔ اور افضل المخلوق و اعرفہم بالحق
 نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر لعنت کرے کہ
 نمازی وغیرہ نمازی اور انبیاء وغیرہ کو ڈنک مارتی
 ہے۔ یہاں پر ایک بات سمجھنے کی ہے اللہ تعالیٰ
 کا یوزون اللہ کہنا کس بات پر دلالت کرتا ہے
 اور کونسا راستہ دکھلاتا ہے ہاں عارف و حکیم کا

کند چنانکہ خلیل اللہ صلوٰۃ اللہ وسلامہ
 علیہ بارخرد مردود متاذا نشد و این
 منصب بجایست سعی و قدم اختیار حاصل
 نتوان کرد و بی عنایت محض بدست
 نتوان آورد چنانکہ سلیمان علیہ السلام
 متصف شد بصفت سمع حق مطلق حتی
 اذا قال علی وادی النمل قالت نملة یا
 ایها النمل ادخلوا مساکنکم لا یحطنکم سلیمان
 وجنوده و ہم لا یشعرون قسم ضاحکا
 من قولها وقال رب اوزعنی ان الشکر
 نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی و
 ان اعمل صالحا تر ضاه وادخلنی جنتک
 فی عبادک الصالحین و بعضی فوائد
 این آیتہ در انفاص الخواص ذکر کرده
 شدہ است و ظہیر ثانی متعلق شد بصفت
 بصرف حق مطلق اذ قال یا ساریہ ابجل
 و ساریہ متعلق شد بصفت سمع حق مطلق
 تعالیٰ ثم اتلہ علیک کلاما ان کننت
 لہ نہیں ضرر پہنچائی اس کو کوئی چیز۔
 ایک مرتبہ ایسا بھی ہے کہ وہ لایقظہ من شیئی کی ذرہ
 پہنچے ہوتا اُسوقت حضرت کا حربہ اُسکے اوپر کارگر
 نہیں ہوتا حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوٰۃ اللہ
 وسلامہ کا یہی مرتبہ تھا کہ آپ نے نر و مرد و دکی
 آگ سے ایذا نہیں پائی یہ منصب اور درجہ
 کوشش و سعی سے کوئی شخص حاصل نہیں
 کر سکتا محض اللہ تعالیٰ کے بخشش و مہربانی
 سے یہ مرتبہ حاصل ہوتا ہے جس طرح کہ حضرت
 سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے
 لطف و کرم و الام و اکرام سے سمع مطلق حق
 کے صفت سے متصف ہوئے یہاں تک کہ جب
 پہنچے چیونٹیوں کے میدان میں کہا ایک چیونٹی
 نے اے چیونٹی چلی جا واپس گھروں میں ایسا نہ
 ہو کہ سلیمان اور اُن کے شکر تم کو پس ڈالیں
 اور اُن کو خبر نہ ہو حضرت سلیمان علیہ السلام
 چیونٹیوں کے اس طرح کہنے سے مسکرا دئے اور
 فرمایا کہ اے رب میرے قسمت میں دے کہ میں
 شکر کروں تیرے احسانوں کا جو کہ تو نے مجھ

مومن باللہ وانبیاءہ واولیاءہ ومنہم
 من یومن بہ ومنہم من لا یومن بہ واما
 کان نفس ان تو من الابدان اللہ
 وتنزل من القرآن ما ہو شفاء و
 رحمۃ للمومنین ولایزید الظالمین
 الا خساراً ویجعل الرحمن علی الذین
 لا یعقلون وانی یکون لہم الذکر
 وقد جاورہم رسول مبین ثم تو لواعنہ
 بدانکہ چنانکہ بعضی جواہر و اجسام مثل
 میتہ و دم و دماغی و سم و مریدن انسانی
 را در دنیا بی آب گرداند و ناچیز و
 خراب سازد و بقدر ہمچنین بعضی
 اعراض از مقولہ افعال و کیف کہ
 مرقدم اختیار را در تحصیل آل راہ
 باشد لعل جسد را در سوق آخرتہ
 کا سد گرداند و فاسد بی آب
 سازد و بی وقار و چنانکہ بعضی از
 جواہر مریدن دینور انافع باشد
 و نصارت بخش و ہمچنین بعضی از

پر اور میرے ماں باپ پر کیا ہے اور یہ کہ کر دل کام
 نیک جو تو پسند کرے اور ملائے مجھ کو اپنی رحمت
 سے اپنے نیک بندوں میں اور خلیفہ ثانی حضرت
 عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بصر حق مطلق کے سمعت
 سے متصف ہوئے جس وقت آپ نے فرمایا کہ
 اے ساری پہاڑ سے بچو اس وقت حضرت ساریہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمع مطلق حق سے متصف
 تھے اور حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
 حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سنی۔
 اسکے بعد ہم تم کو حق تعالیٰ کا کلام پڑھ کر سناتے ہیں
 اگر تم مومن ہو گے اور اللہ اور انبیاء اور اولیاء پر
 ایمان رکھتے ہو گے تو سمجھو گے۔ ان میں سے بعض
 وہ ہیں جو ایمان لائے ہیں اور بعض وہ ہیں جو
 ایمان نہیں لائے۔

اور کسی نفس کے اختیار میں نہیں ہے کہ وہ
 اللہ پر ایمان لاوے مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور
 قرآن کو ہم پر اوتار رہے جو شفاء سے اور مومنین
 کیلئے رحمت ہے اور جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے
 ہیں ان کے لئے نقصان و خسارہ ہے یا یوں سمجھو

اعراض مذکورہ جسد اخروی را انجلا بخشد
 و جلاد و چنانکہ بعضے از جوارہ مریدان مذکور را
 نہ نافع باشد و نہ مضار نہ چنانچہ بعضی از افعال
 جسد مذکورہ را نہ تیرہ گردانند و نہ صاف و
 کشف ایں حکم بی معونت نکاشفہ و بی حکم
 وحی ناموسی میسر نیست پس افعال مضارہ
 حرام شدہ اند و نہی عنہ و افعال نافع
 واجب شدہ اند و امور بہ و افعال متوسط
 مباح شدہ اند لا مامور بہ ولا منہی عنہ
 پس چنانکہ حکمت و معرفت مانع و حاجز
 مضرت دنیوی نگردد و مانع و رافع المخری
 نیز نگردد و پس اقبال یا افعال طیبہ و اوبار
 از افعال خبیثہ مرہطان را از عارف و
 محبوب واجب آمد و ضروری از انجلا انبیا
 و اولیاد رتبہ باشد و تاب و در بوتہ
 ریاضت محترق و گداز کہ تو گردانچہ ایشان
 در آں باشند نتوانی گشت پس چنانکہ
 نہات دنیوی منوط است بفرق کردن
 میان مار و ماہی و عمل کردن بمقتضای

کہ بتاتہ برائی اُن لوگوں کیلئے جو نہیں سمجھتے اور
 کیسے ہوگا اُن کیلئے ذکر حالانکہ اُسے ہیں اُن کے پاس
 رسول اور اُن لوگوں نے رسول سے منہ پھیر لیا۔
 اس بات کو سمجھ لو کہ بعضے جوارہ و اجسام مثل مردہ و
 خون و سانپ و زہر انسان کے بدن کو دنیا میں بے
 رونق و ناچیز و خراب بمقدار کر دیتے ہیں اسی طرح
 مقولہ کیف و فعل میں بعضے اعراض کہ جبکہ حاصل
 کرنے کیلئے اختیار کے قدم کو راہ ہے۔ عمل جسد کو
 آخرت کے بازار میں کھوٹا و خراب و بے رونق و
 بے عزت کر دیتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح بعضے اعراض
 بدن دنیوی کو نفع و تازگی پہنچا نوالے اور خوش
 کر نوالے ہوتے ہیں ایسے ہی بعضے اعراض مذکورہ
 اخروی جسم کو جلا بخشتے اور مصفا کر دیتے ہیں۔ جیسے کہ
 بعضے جوارہ بدن دنیوی کو نفع و نقصان نہیں پہنچاتے
 ہیں اسی طرح بعضے افعال جسم اخروی کو نہ تو سیاہ اور
 نہ صاف کرتے ہیں۔ ان تمام امور کو ٹھیک ٹھیک اور
 تمام حکمتوں کو صحیح صحیح پہچاننا اور جاننا اور سمجھنا
 بغیر کشف الہی اور وحی ناموسی کے کسی پر کھل نہیں
 سکتا اور نہ کوئی جان سکتا ہے۔

آل نجات اخروی نیز مربوط باشند | اب اس بات کو سمجھو اور جانو کہ نقصان اور ضرر پہنچانے والے
 بفرق کردن میان نماز و نماذ میان وضو | افعال حرام ہوئے اُن سے روکائیے اور نفع و تائید پہنچائیے
 و شرب خمر و عمل کردن بمقتضای آں و اگر | افعال واجب ہوئے اُنکو اختیار کرنا حکم دیا گیا اور
 نہ چنانکہ در دنیا ہلاک گردد و در آخرت نیز | متوسط افعال جو کہ نہ تو نقصان کرتے ہیں اور نہ فائدہ
 خراب گردد و متالم مگر آنکہ رجعت عنایت از | پہنچاتے ہیں وہ مباح کئے گئے یعنی اُن کے کرنے یا نہ کرنے
 مہم الطاف و زیدن گیر و راحت بخشند | میں کوئی ہرج نہیں ہے جس طرح سے کہ حکمت و معرفت
 چنانکہ مخرلیل اللہ را در دنیا ناز و دینور | دنیاوی نقصانات سے نہیں بچا سکتی اُسی طرح اخروی
 مبدل شد و صارت بردا و سگنا بامرہ | آلام کو بھی رد کرنے والی نہیں ہوتی۔ اسوجہ سے
 اتالی پس عنایت دیگر باشد و حساب دیگر | اچھے اچھے کاموں کی طرف مستعد اور متوجہ ہونا اور
 و غتاب دیگر و اما الساعۃ الاکلح البصر | بُرے کاموں سے پرہیز اور منہ پھیرنا اور بچنا سب
 پس اگر صباح عنایت بر سر تیرہ روزگار | لوگوں پر خواہ وہ عارف و عالم و حکم ہو یا نہ ہو واجب
 کہ تمام عمر روز روشن را بمظلمہ معصیت | اور ضروری ہے کہ کام نہیں دیکھتے کہ تمامی انبیاء اور اولیا
 سیاہ گردانیدہ شب کردہ است و شب | اور اچھے اچھے لوگ یعنی مردان کامل محنت و مشقت
 دراز را بمقرض غفلت و خواب کوتاہ | میں رہتے ہیں اور بہت زیادہ ریاضت و احکام
 ساختہ بروز آوردہ در وقت حاضر گردانند | اور امر و نواہی کے پابندی کرتے ہیں کہ ہم لوگ اُن
 پس و رحیم او صفاء دیگر دادند و جلا دیگر | کے گرد کو بھی نہیں پاسکتے۔ جیسا کہ نجات دنیوی
 فقد شہد بالاعین راست و لا اذن سمعت | سانپ کو چھلی سے پہچانے اور اُسکے مطابق عمل کرنے
 و لا خطر علی قلب بشر شب حلت ہم از بستر پر موقوف و مختصر ہے اُسی طرح نجات اخروی نماز
 دم یصحو العین | اگر در وقت جان دادن تو باشی | دُنا اور وضو اور شراب کے پینے میں فرق کرنا اور اُسکے

شمع بالینہم۔ وقلوب جمع قلب است وقلب
بمعنی دل باشد و دل نزد عوام عضوی
مطابق عمل کرنے پر یوقوف نہیں تو جطرع دنیا میں ہلاک
ہوا ہے آخرت میں بھی خراب و ستالم ہوگا۔

صنوبری است کہ درون حیوان نمادہ اند
و نزد طائفہ صاحب دل چیز لیست کہ
صاحب دی بمعوت دے متقلب باشد
در جمیع چیزیکہ حق تعالیٰ متصف باشد
بوی و متصور فان القلب صورة المرتبة الالہیہ
ازینجا است کہ گفتہ است حق تعالیٰ ما معنی
ارضی ولا سماوی و لکن ومعنی قلب
عبدی المؤمن التقی النقی و ازینجا است
کہ سوامی انسان را کہ صاحب عضو
صنوبری باشد صاحب دل نخواہند
ان فی ذالک لذكری لمن کان له قلب
کلم جمع کلمہ است و کلمہ و اسم نزد
ایں طائفہ عین ہر موجود را کہ زندانا
بنشرک بکلمتہ منہ اسمہ المسیح و ازینجا
مراد اعیان کمل باشند از انبیا
صلوۃ اللہ و سلامہ علیہم اجمعین و کمل
اولیا کہ مطلع شاہد معارف بنحال عمل

عنایت و حمایت و مہربانی اور ہر چیز ہے اور حساب و کتاب
و عتاب و دوسری چیز ہے۔

قیامت کا معاملہ ہلک چھپکانے کی طرح ہے اگر عنایت و مہربانی
کا چراغ کسی بد قسمت و بد بخت کے سر پر کہ جس نے ساری
عمر دشمن دن کو گناہ کے تاریکی سے سیاہ کر کے رات کر دی ہے
اور بھی راتوں کو غفلت اور نیند کے مقرر سے کوتاہ کر کے
دن کیا ہے روشن کریں اور اسکی آنکھ میں جلا اور دل میں
صفائی پیدا ہو جاوے اور ایسی نعمت سے اسکو مستفید
کریں کہ جس کو اسکی آنکھ نے نہ دیکھا ہو اور کان نے نہ سنا ہو

زمین ساختہ باشند ازینجا است کہ حکم
 گفت نہ معارف و قد عرفتمہ و نزول حکم
 و معارف بر ارواح انبیاء و اولیاء
 دفعی است و آتی فان الروح صوره
 المحضت الاحدیۃ و بر قلب ایشان
 تدریجی و زمانی زیرا چہ قلب صورت
 مرتبہ آئینہ است چنانکہ گذشت
 ازینجا است کہ منزل از تنزیل گرفتہ
 شدہ از انزال و اگر میان تنزیل و
 انزال فرق نکنند پس از تنزیل باشد
 یا از انزال یعنی خداے کہ فرو و آرنده
 علوم و معارف باشد کہ مستقیع و
 مستصحب عمل باشد بر دلہای انبیاء
 اولیاء کمل و کلمہ ہر موجود را انزال خوانند
 کہ تحقق آن و ثبوت ہر چیز بواسطت
 نفس رحمانی باشد چنانکہ حرف بواسطت
 نفس رحمانی و نفس رحمانی عبارت
 از انبساط حضرت الوجود و امتداد
 آن و این را ہر کس نشانہ و بسوی

اور نہ اُس کے دل پر کبھی اُس کا خطرہ گذرا ہو۔
 مرنے کے بعد بھی بستر سے اٹھ کر حوروں کے محل میں پہنچ
 جاؤنگا اگر آپ مرنیکے وقت میرے سر ہانے کی شمع ہوں۔
 قلوب قلب کی جمع ہے جسکے معنی دل کے ہیں عام لوگوں کے
 نزدیک دل ایک عضو صوبری شکل کا ہے جو حیوان کے
 اندر کہا گیا ہے اور صاحب دل کے نزدیک دل اُس کو
 کہتے ہیں کہ صاحب دل اُسکے مدد و موت سے ہر جن صفات
 سے کہ حق تعالیٰ جن صفات سے متصف اور مقصور ہوتا ہے بٹا
 کھاتا اور متصف ہوتا رہتا ہے یہ اسلئے کہ قلب مرتبہ آئینہ کی
 صورت ہے اسی نظر سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میری
 سہائی آسمان و زمین میں نہیں ہوئی لیکن مومن تقی و نقی کے
 دل میں میری سہائی ہو گئی۔ اسلئے سوائے انسان کے قلب
 کے کہ جو عصفوری کا مالک ہے دل نہیں کہتے بیشک اُسکے
 لئے کہ جسکے دل ہے نصیحت ہے۔ و کلم کلہ کی جمع ہے اصحاب و
 دوست نزدیک کلمہ اسم عین موجود کو کہتے ہیں ہم بشارت
 دیتے ہیں تجھ کو اللہ تعالیٰ کے کلمہ کی جن کا نام مسیح ہے یہاں پر
 کلم سے مراد اعیان کمل یعنی انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام اور
 اولیائے کاملین میں کہ جو شاہد معارف کے مطلع و عمل کے
 خال سے زینت دئے ہوئے اور راستہ کے ہوئے ہیں اسوجہ

ایں ہر کس نزد الیہ یبعد الکلم الطیب
 ای الا افراد الکمل والعمل الصالح یرفعہ
 دینز وجود ہر چیز بی حرکت کہ لازم جرح است
 ثابت نشود و کلم بمعنی جرح است ق
 باحدیۃ الطریق الامم ل ائم بفتح ہمزہ یعنی
 راہ راست است و درست و با متعلق
 است بہ منزل یعنی طرق موصلا بحق تعالیٰ
 اگرچہ بسیار اند و پراگندہ چہ ہر راہی کہ
 آزمایکی ازا نبیا بدالات وحی ناموسی
 یا العامی ملی کرد و بگرد نمود ہر کہ درال
 راہ راست و درست رفت و اصل
 شد و صفار دل حاصل کرد و اختلاف
 راہ موجب غوایت و ضلالت باشد
 چنانکہ گفت باری تعالیٰ ان ہذا صراطی
 مستقیما فاتبعوہ ولا تتبع السبل
 فتفرق بکم عن سبیلہ اما ہمہ راہماے
 حق تعالیٰ فی الحقیقت یکی باشند چہ
 ہمہ طرق خبر از وحدۃ الوجود دید ہند
 و حق مینمایند اگرچہ کور و کر نشود و نہ بیند

سے کلم کا معارف نہیں کہا تحقیق انبیاء و اولیائے کاملین
 نے پہچان لیا ہے۔ کلم اور معارف کا نزول انبیاء اور اولیاء
 اور احوں پر دفعی اور انی ہوتا ہے اسلئے کہ روح حضرت
 احدیت کی صورت ہے اور ان لوگوں کے قلوب پر تبدیلی
 و زمانی ہوتا ہے اسواسلئے کہ قلب مرتبہ آئینہ کی صورت ہے اکی
 سے منزل باب تنزیل سے لیا گیا ہے انزال سے نہیں لیا گیا۔
 اور اگر درمیان تنزیل اور انزال فرق نہ کریں تو بھی کوئی
 ہرج نہیں ہے یعنی وہ خدا کہ ہر علوم و معارف کو جو کہ تابع اور
 ہمراہ عمل کے ہیں انبیاء اور اولیائے کاملین کے دلوں پر نازل
 و اُتارنے والا ہے یا نازل و اُتارتا ہے تاکہ وہ لوگ اُسکے
 مطابق عمل کریں اور کلمہ موجود کو اسلئے کہتے ہیں کہ اس کا
 ثبوت نفس رحمانی کیواسلئے سے ہے جس طرح سے کہ حروف کا
 ثبوت نفس انسانی کے واسطے سے ہوتا ہے۔
 نفس رحمانی حضرت الوجود کے انبساط اور امتداد کو
 کہتے ہیں اور اُسکو ہر شخص پہچانتا اور جانتا نہیں ہے۔ پاک
 کلمے اُسکو پہچانتے ہیں اور عمل صالح ان کو بلند کرتا ہے۔
 اور کلم کے معنی حرج کے بھی ہیں کیونکہ ہر چیز کا وجود بغیر حرکت
 کے جسکے لئے حرج لازم ہے ثابت نہیں ہے۔
 ائم بالفتح سیدھا اور درست راستہ اور با منزل سے متعلق

و تعدد و اختلاف طرق در بعضی احکام یعنی اگر چه بادی النظر میں اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے راستے
 ارباب فرض است چنانکہ عنقریب تحقیق میں بہت سے ہیں اور پرانگندہ اور بکھرے ہوئے ہیں کیونکہ جس راستہ
 مطلب خواہد شد انشاء اللہ تعالیٰ پس ہمہ کو کسی انبیائے وحی ناموسی اور الہامی کے ذریعے کیا ہے اور
 راہمہای انبیاء مستقیم باشند و موصول لوگوں پر ظاہر کر کے اُس راستہ پر چلایا ہے اور وہ لوگ اللہ
 چرکہ فی الحقیقت کی اندیس راہ مستقیم تعالیٰ تک پہنچ گئے ہیں اور صفائی دل حاصل کی ہے یہ
 یکی باشد و آل راہ توحید است و ہمیں سمجھنا کہ راستہ میں اختلاف و گمراہی کا سبب ہے
 مراد است از صراط در قول باری تعالیٰ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے بیشک یہ میرا راستہ ہے اور
 ان ربی علی صراط مستقیم یعنی خدا سے ہے اس پر چلو اور دوسرے راستہ پر نہ چلو۔ سنا
 کہ فرد و آرنده است مر علوم و معارف ہو کہ وہ دوسرے راستے تم کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے دور
 را کہ مستقیم اعمال باشد بروہای انبیاء کر دیں حقیقت میں تمام انبیاءوں کے راستے ایک ہیں اور
 صلوة اللہ و سلامہ علیہم اجمعین یہ یگانگی تمام راستے وحدت الوجود کی خبر دیتے ہیں اور حق کو ظاہر کرتے
 راہ است و مستقیم چہ اگر راہ مستقیم اگر بہرہ و اندھانہ دیکھے و نہ سمجھے تو راستوں کے ایک ہونے میں
 یکی نکلے بود و منزل علم و معارف و بوقوع کوئی قباحت لازم نہیں آتی بلکہ یہ دیکھتے والوں اور چلنے
 نمی آمد کہ تعدد طرق موجب غواہیت والوں کا قصور ہے۔ راستوں کا متعدد ہونا اور طریقوں
 و ضلالت باشد چنانکہ گذشت و وحدت میں بھٹے احکام میں اختلاف ہونا یہ عارضی ہے حقیقی نہیں
 صراط در قول باری تعالیٰ صراط الذین ہے۔ جیسا کہ آگے سنو گے انشاء اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام
 انعمت علیہم شاہد است کہ راہ انبیاء کے تمام بتائے ہوئے راستے ایک ہیں سب مستقیم ہیں اور
 یکی بود چہ ہمہ انبیاء علیہ السلام اشرف اور اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والے ہیں راہ مستقیم ایک ہے
 ایمان ایزدی مشرف شدہ اند و وہ راہ توحید ہے اللہ تعالیٰ کے قول کا جو کہ ان ربی

ق من المقام الاقدم

علیٰ صراط المستقیم ہے یہی مطلب ہے۔

ل ایں جار مجرور نیز متعلق است بہ منزل یعنی اللہ تعالیٰ ایک ہی مستقیم راستے سے علوم و معارف یعنی تنزیل حکم و معارف از مقام اقدم باشد کہ دایں مقام حضرت الاحدیۃ است کہ

مستتبع فیضان اعیان ثابتہ باشد اسلئے کہ اگر راستہ ایک نہ ہوتا کلم و معارف انبیاء علیہم السلام کے قلوب پر نازل نہ ہوتے کیونکہ راستہ کا اختلاف گراہی کا سبب ہوتا جیسا کہ کہا گیا۔ راستہ کا ایک ہونا خود اللہ تعالیٰ کے قول سے ثابت ہے اور قول حق تعالیٰ صراط الذین انعمت علیہم اس بات کا گواہ ہے کہ انبیاء کے راستے ایک ہیں اور تمامی انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام سے مشرف و مستفید ہوئے ہیں۔

دارند و قدم و حدود را در آنجا راہی یہ جار مجرور بھی منزل سے متعلق ہے یعنی انبیاء کے قلوب پر علوم و معارف مقام اقدم سے نازل ہوتے ہیں اور یہ مقام نیست

ق وان اختلفت الملل والنحل لاختلاف الامم حضرت الاحدیۃ کا ہے۔ اب اسکو سمجھو کہ اعیان ثابتہ کے استعدادات کے مطابق حضرت العلمیۃ سے جو کہ فیضان وجود

ل یعنی تنزیل حکم و معارف یا یگانگی راہ اعیان و کمالات کا اُس کے ہے بحسب اطوار روحانیہ و جسمانیہ راست است اگرچہ از ممر اختلاف تنوع جسکی بنیاد فیضان اول پر رکھی گئی ہے حضرت العینہ میں امتہاء انبیاء و استعدادات ایشان نزول فرماتے ہیں اقدم اسلئے کہ کہ اسما و صفات اُسی ادیان و مذاہب انبیاء مختلف باشند مقام سے مستند ہیں و یہ سب قدیم ہیں اور قدم و حدود

چہ راہ انبیاء یک راہ ہست و آن راہ اُس میں راہ نہیں ہے۔

توحید باشد اگرچہ شرائع و احکام ہر واحد متعدد و بدوند و مختلف فاما شریعت ہر نبی بحسب استعدادات امت دے باشد از نبی است کہ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام چیز می آورد کہ ابطال سحر کند کہ در امت او سحر غالب بود و مسح علیہ السلام ابرار کہ دابر ص و احیاء موتی آورد کہ در امت او طب غالب بود و رسالت پناہی قائم الانبیاء محمد رسول اللہ صلعم قرآن فصیح بلیغ معجزہ آورد کہ غالب در وقت ادتفا خسر بفصاحت و بلاغت بود و دمل جمع ملت است و ملت بمعنی دین باشد و نخل جمع نخلتہ است بمعنی تنخل یعنی خود را بزمہ بیہ بستن و مراد اینجاست مذاہب اندوام جمع امت باشد بمعنی گروہ ق و الصلوٰۃ علی محمد و آلہم

یعنی حکم و معارف ایک ہی مستقیم راستہ سے نازل ہوتے ہیں اگرچہ انبیاء کے امتوں کے تنوع و اختلاف اور ان کے استعدادات کی وجہ سے مذاہب اور ادیان مختلف ہیں حقیقت میں تمامی انبیاء کا راستہ ایک ہے اور وہ راستہ توحید کا ہے اگرچہ شریعتیں اور احکامات ہر نبی کے جدا جدا ہیں لیکن ہر نبی کی شریعت اُن کے امتوں کے استعدادات کے مطابق ہوتی اسی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام وہ چیز لائے جو سحر کو باطل کرے کیونکہ ان کے امت میں جادو کا زور و غلبہ تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اندھے اور کورھی کو اچھا کرنے اور مردہ کو زندہ کرنے کا معجزہ لائے کہ اُن کے امت کے وقت میں طب و حکمت کا زور و غلبہ تھا اور رسالت پناہی خاتم الانبیاء قرآن فصیح و بلیغ کا معجزہ لائے کہ آپ کے وقت میں فصاحت و بلاغت کا زور و غلبہ تھا۔

ملت کی جمع ہے بمعنی دین و نخل جمع نخلتہ ہے بمعنی تنخل یعنی اپنے کو کسی گروہ کا پابند کرنا اس جگہ مذاہب مراد ہیں اور اہم امت کی جمع ہے بمعنی گروہ۔

مومن کا نبی پر صلوٰۃ و درود بھیجنے کا ہے۔

ل صلوة از مومن دعا است و از ملائکہ
 استغفار و ملائکہ عبارت اند از مظاهر
 اسمای باری تعالی کہ اقتدار و تبعیت
 باسم اعظم کہ رب محمد باشد علیہ الصلوٰۃ
 والسلام دارند ازینجا است کہ گفته است
 ان اللہ و ملائکہ یصلون علی النبی و ہر
 موجود در تصرف اسمی باشد از اسماء حق
 تعالی و تحت حکم او و محفوظ است
 ہلکی از ملائکہ کہ مظاهر اسماء باشند پس
 گفت یا ایہا الدین آمنوا صلوا علیہ
 و سلموا تسلیما و صلوة از حق تعالی رحمت است
 و تعلق رحمت او بہر کس اندازہ طلب
 و تقاضای او باشد پس رحمت حق تعالی
 بر عاصی عفو باشد و مغفرت و جنت و
 حور و قصور و بر صالح با وجود این نعم
 نقار اللہ باشد و غیر آن ممالا عین رات
 ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر
 و بر عارف با اینہما افاضہ علوم است
 ملائکہ کا بنی پرصلوٰۃ بھیجنا استغفار ہے ملائکہ
 اللہ تعالیٰ کے مظاہر ہیں اور پیروی و
 اقتدار اسم اعظم کی جو کہ رب محمد مصطفیٰ صلی اللہ
 علیہ وسلم ہے کرتے ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا ہے ان اللہ و ملائکہ یصلون علی النبی۔
 اور ہر موجود یعنی عالم میں جتنی چیزیں ہیں اللہ تعالیٰ
 کے کسی نہ کسی اسم کے تحت و تصرف میں ہیں اور
 ملائکہ میں سے کوئی نہ کوئی ملائکہ جو کہ مظاہر انبیاء
 ہیں ان تمام چیزوں پر مقرر ہیں اور انکی حفاظت
 کرتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا
 یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما۔
 اللہ تعالیٰ کا بنی پرصلوٰۃ بھیجنا رحمت ہے اللہ تعالیٰ
 کے رحمت کا تعلق ہر شخص کے ساتھ اُس کے
 استعداد و طلب و تقاضا کے انداز کے مطابق
 ہوتا ہے اس وجہ سے گنہگار پر اللہ تعالیٰ کی رحمت
 اُس کے گناہوں کو معاف کرنا اور جنت و حور و
 قصور کا عطا فرماتا ہے اور صالح بندوں پر
 باوجود ان نعمتوں کے اللہ تعالیٰ کی نقار ہے اور

لہ تحقیق اللہ اور فرشتے بنی پر درود بھیجتے ہیں اے وہ لوگ کہ جو ایمان لائے محمدؐ بھی بنی پر درود بھیجو۔

و معارف یقینہ و برحق کامل از انبیاء و
 اولیاء کامل با اینہم متجلی بودن حق است
 تجلیات ذاتیہ صفاتیہ و اسمائیہ و حمد
 اسم فاعل است از امداد و ہم جمع ہمت است
 بمعنی قصد و تقدیم ہمت بہ وہم بہادور
 اصطلاح بمعنی توجہ دل است و قصد
 آن جمیع قوای روحانی بجناب حق تعالی
 و تقدس یعنی دعا و مومنان و استغفار
 ملائکہ و رحمت ایزد پاک توجہ نمودہ و نزول
 فرمودہ است یا نازل باد بران کہ مدد
 و امداد نمودہ است ہمتیای مومنان
 و عارفان را باینکہ نمودہ است
 بایشان طریق موصل بحق و محقق می
 گرداند برایشان حقیقت حال کہ
 موجب کشف و شہود باشد و صورت
 ذوق و وجدان بریں تقدیر بعض
 ہم مراد باشند کہ منتفع بامداد بعض
 ہم اند و تواند بود کہ دارلہم براس
 جنس مستغرق باشند بامداد امداد

اسکے علاوہ اور بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جس کو نہ
 انگھوں نے دیکھا ہے نہ کانوں نے سنا ہے اور نہ دل پر
 کسی بشر کے اُس کا خطرہ گذرا ہے۔ اور عارف پر
 باوجود ان تمام نعمتوں کے فاضلہ علوم ہے اور معارف
 یقینہ سے فیضیاب ہوتا ہے اور محقق کامل انبیاء و اولیاء
 کامل کا باوجود ان تمام نعمتوں کے اللہ تعالیٰ کا تجلیات
 ذاتیہ و صفاتیہ و اسمائیہ سے متجلی ہوتا ہے۔ حمد اسم
 فاعل کا صیغہ ہے جو امداد سے ہے وہم جمع ہمت کی جمع ہے
 جسکے معنی قصد کے ہیں تقدیم ہمت بہ وہم بہادور اصطلاح
 میں توجہ دل کو کہتے ہیں یعنی تمامی قوای روحانی و
 جسمانی سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں دل کو متوجہ کرنا۔
 یعنی مومنوں کی دعا اور فرشتوں کی استغفار اور اللہ
 تعالیٰ کی رحمت نے توجہ کی ہے اور نزول فرمایا ہے۔
 یا نازل ہوا اُس پر کہ جنھوں نے مدد اور امداد عارفوں
 مومنوں کی ہمتوں کی کی ہے اس لئے کہ ان کو اللہ تعالیٰ
 تک پہنچنے کا راستہ دکھایا ہے اور ان پر حقیقت حال کو
 ظاہر کر دیا ہے جس سے کشف و شہود ان کو حاصل ہوتا ہے
 جو کہ صورت ذوق و وجدان کا ہے۔ ایسی صورت میں
 بعض ہمتیں ان کی امداد سے فائدہ اٹھانے لے ہیں۔

ہر کس از مصالح و طالع در چیزے از ایمان و کفر و صلاح و سفاح از جناب اوست علیہ السلام چہ اگر قدم مبارک او در میان نشنود ہر کس دست شفاعتی خود بجناب بندہ بر ندارد و بیچ چیز از زندان عدم بر درستی و شہود قدم نہند و ما ارسلناک الارحمۃ للعالمین پس حقیقت او واسطہ باشد در میان بندہ و جمیع موجودات و کمالات آل لولاک لما خلقت الافلاک ازینجا است کہ گفت حق تعالی اذا ذکرک ذکرک معی و گفت واسطہ مذکور من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ و ازینجا واجب شد کہ احمد ایزدی مستبح درود نبوی باشد و گر نہ محمد را جمال کجاست و مرصع حمد را کماں کجا و در جنسی نسخہ وصلی اللہ واقع است بجائے و الصلوٰۃ

اس کے یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں لام الہم میں جنس مستغرق کے لئے ہے کیونکہ مدد و امداد ہر شخص کی خواہ صالح ہو یا طالع ایمان ہو یا کفر اچھائی ہو یا برائی انھیں کے جناب سے ہے صل اللہ علیہ وسلم کیونکہ اگر قدم مبارک آپ کا در میان میں نہ ہو کوئی شخص اپنے شفاعت کا ہاتھ خدا کے درگاہ میں نہ اٹھاوے اور کوئی چیز عدم کے جبل خانہ سے ہستی اور شہود کے چو ترے پر قدم نہ رکھے یعنی عدم سے وجود میں نہ آوے ظاہر و پیدائے ہو و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین پس حقیقت محمدی صل اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ و تمامی موجودات اور کمالات موجودات کے در میان واسطہ ہے۔ لولاک لما خلقت الافلاک اسی مقام سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اذا ذکرک ذکرک معی اور بھی واسطہ مذکور سے فرمایا ہے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ اسی وجہ سے واجب ہے کہ خدا کے حمد کے ساتھ نبی پر درود بھیجنا چاہئے نہیں محمد کیلئے جمال اور حمد کر نبیوائے کیلئے کمال نہیں ہے۔

لہ اور نہیں بھیجاں نے آپ کو گر رحمت و نازل جہان کی لہ اگر نہ ہوتے آپ نہ پیدا کرتا افلاک کو لہ جب تو یاد اللہ کو تو مجھے بھی اُسکے ساتھ یاد کر لہ جس نے نہ شکر کیا لوگوں کا اُس نے نہ شکر اللہ کا۔

ق من خزائن الجود والكرم

ل این متعلق است بجد و خزان جمع

خزینہ است و خزان جود و کرم حقائق

القبیہ اندکہ عبارت از اسماء و صفات

حق تعالی باشند نمود بر العالم بالعالم و

لتسمع شرح ہذا انشاء اللہ تعالیٰ و جود

صفت حق است کہ نظر بر مطلع استحقاق

کسی و بر جمال و کمال او از افعال حمیدہ

و صفات پسندیدہ ندارد و گوش خود

بر صدائے سوال مفتوح نسازد و گھر

نوامی گل گوش بر آواز بلبل مسکینی بہ کار شکل

می شود بر بی زبانان چین و کرم صفتی است

بخلات جود و جود فیض رحمانی است و کرم

فیض رحیمی و قول شیخ قدس سرہ کہ مہد باشد

اشارات است باینکہ موہبت ہر چیز از حق

جواد کریم است بجد و کرم حق از شیجا

اضافت خزان بسوی جود و کرم واقع

شد یعنی امداد بنی علیہ السلام مرہم را از

خزان جود و کرم حق تعالیٰ است پس

بعضی نسخوں میں صلوٰۃ کی جگہ صل اللہ ہے۔ یہ حمد سے

متعلق ہے خزان خزینہ کی جمع ہے خزان جود و کرم حقائق

القبیہ میں جو اللہ تعالیٰ کے اسماء صفات ہیں بس اللہ تعالیٰ

عالم کی تدبیر عالم سے کرتا ہے آگے اسکی شرح بیان کی جائیگی

انشاء اللہ تعالیٰ۔ جود حق کی صفت ہے جو کسی کے استحقاق

اور جمال و کمال اور اچھے اچھے کاموں اور فعلوں پر نظر

نہیں رکھتا اور اپنے کان کو اچھے اچھے لوگوں کے سوالوں

پر نہیں کھولتا ہر شخص پر رحمت اُس پر فرض ہے۔

لے گل اگر تو بلبل کے آواز پر کان لگا دیکھا تو غیب بچا

چمن کے بے زبانوں پر سمیت گراں گذرے گا۔

کرم جود کے صفت سے برعکس ہے جود فیض رحمانی

ہے اور کرم فیض رحیمی ہے۔ شیخ کا یہ قول کہ مدد

پہنچانے والا ہے اشارہ ہے کہ ہر شے کو ہستی عطا

کرنا جود کا کام ہے اسی وجہ سے خزان کی معنات

جود و کرم کی طرف واقع ہوئی۔

بنی صل اللہ علیہ وسلم کا ہمتوں کو مدد پہنچانا

اللہ تعالیٰ کے جود و کرم کے خزانہ سے ہے ایسی

صورت میں بنی صل اللہ علیہ وسلم کا ہمتوں کو مدد

پہنچانا از روئے خلافت ہے اصالتاً نہیں ہے۔

امداد بنی علیہ السلام مرتبہ را از خزائن جہود
 یعنی نسخوں میں خزانہ کی جگہ پر خزانہ ہے۔
 کرم از روئے خلافت باشند اصالت
 یہ بھی مدد سے متعلق ہے یعنی ایسی بات اور ایسے چیز سے
 دور یعنی نسخہ خزانہ واقع است بجائے
 امداد پہنچاتے ہیں جو بہت ہی مستحکم اور مستقیم ہے کہ قرآن
 ہے یعنی ہمتوں کو قرآن کے ذریعہ مدد پہنچانے میں یہ دریا
 خزانہ
 ق بالقیل الاقوام
 ہے جس کا پانی نہایت ہی خوشگوار ہے جس نے اس دریا
 ل ایں نیز متعلق است بمعنی مدامت
 کے میٹھے پانی کو پیا اُس کا حلق شیریں ہو جائے گا اور
 بسنی کہ توام تمام دارد و مستقیم تر باشد
 حرام اخروی کا زقوم اُس کے گلوگیر نہ ہوگا اور
 کہ قرآن باشد کہ امداد و مرتبہ را از راہ
 اُس کے حلق شیریں کو کھوواند کرے گا اور شرافت
 قرآن است ہذا بحر فوات سیاح شراہ
 اسلام سے جو کہ آلام آخری کا توڑنے والا اور چھینا لیا
 ہر کہ ازیں بحر مشرب ساخت زقوم حوال
 ہے مشرب ہوگا۔ اور جس نے کہ اس گمرے دریا میں غوطہ
 از سلامت اخروی مراد را گلوگیر نشود و
 لگا یا حکمت اور معرفت کے موتیوں کو پالیا غنی ہو گیا
 کام شیریں اور تلخ نگر داند و بشریف
 اور طہارت حقیقی و سعادت سرمدی اس کو حاصل
 اسلام کہ سائرہ کا سراسر آلام اخروی باشند مشرب
 ہو گئی اور در بدر کی گداگری اور ذلت سے بچ چکا رہے
 گروہ ہر کہ دریاں عمیق تعمق نمود و در
 پاکیا خواص بحر حقیقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 غرور و معارف کہ موجب سعادت سرمدی باشند
 و سلم کے قول جو کہ نہیں ہے زکوٰۃ مگر یہ کہ اُس کی ایست پناہی
 برآورد و دریافت و از ذلت و در بدری خلاص شد و زکوٰۃ
 کرے گا اسی طرف اشارہ ہے اور جس نے اس سے بچنے پر
 و طہارت حقیقی اور حاصل شد و قول
 کے پانی پینے سے روگردانی کی۔
 خواص بحر حقیقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 یعنی نہ پیادہ گمراہی کے موج و تھپیڑ میں پڑ گیا
 اور یہ دریا کھاری ہے اور تم سب گوشت تازه کھاتے
 علیہ وسلم لازکوٰۃ الا عن ظہر غنی بچیں

چیز اشارت تو اند بود و ہر کہ ازاں دریا سے ہو کیونکہ کوئی شخص اس کے تر و تازہ رزق سے محروم نہیں ہے اس لئے کہ عام صفت اُن کی رحمت ہے۔

غوايت افتاد و ہذا بحر حاج و من کل تاكلون
لحماط يا چه بچس از رزق تر و تازہ جملانی
او محروم نیست کہ رحمت صفت عام دوست
ع بریں خواں یغا چه دشمن چه دوست
و امن دابته فی الارض الاعلیٰ اللہ رزقا
پس ایں اکرام و تکریم مختص بفردی نباشد
و تقد کرنا بنی آدم و تواند بود کہ مراد از
قیل اقوم قول مطلق نبی باشد علیہ السلام
کہ قول ادیب و جہل و اعراف و اعوجاج ندارد
کہ منظر اسم جامع است و اسم ہادی چراغ
ہدایت فرارادہ و دارد و آں قول بلسان
استعداد و مرتبہ دوست کہ در غایت کمال
و اعتدال واقع شدہ کہ بدال استعداد
استعداد و استفاضہ و افادہ و افاضہ

بریں خواں یغا چه دشمن چه دوست
و امن دابته فی الارض الاعلیٰ اللہ رزقا۔ پس یہ اکرام و تکریم
کسی فرد کیلئے خاص نہیں ہے و تقد کرنا بنی آدم تحقیق ہم نے
آدم (علیہ السلام) کے بیٹوں کو عزت دار بنایا اور یہ بھی
ہو سکتا ہے کہ قیل اقوم سے مراد قول مطلق نبی صل اللہ
علیہ وسلم ہو اس وجہ سے کہ آپ کے قول میں کسی طرح سے
الخراف و اعوجاج نہیں ہے کیونکہ آپ منظر اسم جامع
ہیں اور اللہ تعالیٰ کا اسم ہادی۔ ہدایت کا چراغ
آپ کے راستہ پر رکھے ہوئے ہیں۔ اور یہ بات
حضور پر نور کے استعداد و مرتبہ کے لحاظ سے ہے
کیونکہ آپ کی استعداد اور آپ کا مرتبہ غایت مرتبہ
و کمال رکھتا ہے کہ اس استعدادات و کمالات
سے ہر شخص جیسی اس کی استعداد ہوتی ہے استفادہ
و استفاضہ و افادہ و افاضہ حاصل کرتا ہے۔

سہ اور نہیں ہے کوئی دابہ زمین میں مگر رزق اس کا اور پر اللہ کے ہے لہ تحقیق عزت دیا ہم نے آدم کے بیٹوں کو
سہ و گردانی کرنا لہ ٹیڑھا ہونا لہ فائدہ حاصل کرنا لہ فیض حاصل کرنا لہ فائدہ اٹھانا
لہ فیض اٹھانا۔

درود فرستادن بر نبی دال و محبوب میں کہ اُس حالت میں توجہ سوائے حق تعالیٰ کے
 و مرضی آمد بلکہ نماز بدن اُل تمام نشو و محبوب و پسندیدہ نہیں ہے درود بھیجنا نبی پر
 پس انکوں دریا ب کہ شان نبوت او اور اس کے آل پر اللہ تعالیٰ کو محبوب اور پسندیدہ
 چون است و محبت اہل بیت تا بر کجا ہے بلکہ نماز بغیر درود کے پوری نہیں ہوتی اب تم
 بر کشید پستربشنو کہ گفتہ است حق سمجھو کہ اُسکے نبوت کی شان بہت بڑی ہے اور محبت
 تعالیٰ بطریق حکایت از بندہ خاص اہل بیت کی ہم کو اور آپ کو کہاں تک لیگی اب تم سنو
 خود اما الحد از دکان تعلما میں یتیم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اور وہ دیوار و یتیم لڑکوں
 فی المدینۃ و کان تحتہ کنز لہما و کان کی تھی جو شہر میں رہتے تھے اور اس دیوار کے نیچے
 ابوہما صالحی فاراد ربک ان یبلغا خزانہ تھا اور وہ خزانہ انھیں دونوں یتیم لڑکوں کا
 اشد ہما و یستخرجا کنز ہما رحمۃ من کھا جو تا مالغ تھے اور اُن دونوں یتیم لڑکوں کا
 ربک و ما فعلتہ عن امری ذالک باپ نیک بخت تھا پھر چاہا تیرے رب نے کہ
 تاویل مالم تستطع علیہ صبر ایس قول وہ دونوں یتیم لڑکے جوان ہوں اور اپنے زور و
 او کہ ابوہما صالحی باشند تنبیہ است قوت کو پہنچیں مہربانی سے تیرے رب کے دیوار
 بریکہ اولاد اُن کے عزیز صلح و اجبار و عتد کے نیچے سے گروے ہوئے خزانہ کو نکال لیں اور یہ
 و الحما یتہ باشند و بمفاصل بسیا منظور سوچ کچھ کیا ہے میں نے اپنے سے نہیں کیا ہے بلکہ
 شوند کہ در میان آل عزیز صلح و مردو اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا ہے۔ یہ اصل حقیقت
 یتیم مذکور ہفت آباؤ دند و آل عزیز ہے اُن چیزوں کی جس پر تو ٹھہر و صبر نہ سکا۔
 صلح و سباج بود فغانک بحسب اہل بیت اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندہ عزیز صلح کا ہمارے

اشرف موجودات و رعایت و حمایت
 ایشان بلکہ اگر عنایت ایزدی دستگیری
 نماید و قول مذکور واقعی بر وقت متجلی شود
 پس رعایت و حمایت ہر مومن بر خود
 لازم گیری کہ صلاح آدم و نوح علیہما الصلوٰۃ
 و السلام محرک بریں معنی تو اندیشہ و ترا
 جنبش بسوی محبت و رعایت ہر مومن
 تو انداد لیکن او تفاخر و دعوت در میان
 نیار و دلفتنہ است حتی تعالیٰ اولی الناس
 بابرہیم للذین اتبعوه و ہذا بنی و الذین
 آمنوا و اللہ ولی المؤمنین یعنی قریب و
 واصل تر بابرہیم علیہ السلام ہر آئینہ آل
 طائفہ باشند کہ آئینہ خود را بصیقل جمعیت
 ابراہیم علیہ السلام مصقل ساختہ باشند
 و آل محمد است و طائفہ کہ ایماں آوردہ
 اند بوسے قل بل متبع ملت ابراہیم حنیفا
 بصیغہ متکلم مع الغیر فالمراد بالذین اتبعوه
 لے سب آدمیوں میں زیادہ قربت والے حضرت ابراہیم کے ساتھ وہ لوگ تھے یا ہیں جنھوں نے ان کا اتباع کیا اور
 یہی ہیں صل اللہ علیہ وسلم آوردہ لوگ جو ایمان لائے اور اللہ ایمان والوں کا دوست ہے۔

ہذا نبی والذین آمنوا اکتفابہیں نکر و تائبہ
 کہ کہ وجہ قرب بنی و مومنان بابراہیم تعیت بصیغہ مشکلم مع الیغیر فرمایا ہے یعنی کہو کہ اتباع کرتے ہیں ہم
 او باشندہ قرابت پس تفاخر یہود و نصاریٰ ملت ابراہیم صلیف کی۔ پس مراد یہ ہے کہ اتباع کریں
 بر بلال و امثال وی بقرب ابراہیم سودے اس نبی کی اور ایمان لائیں اُن پر اسی کہنے پر اکتفا نہیں
 مکنہ و اعتبارے ندارد پس دریں کریمہ کیا اسلئے کہ متنبہ کرے کہ قربت کی وجہ بنی اور مومنوں
 رد تفاخر یہود و نصاریٰ است و ایں حجت کی ابراہیم علیہ السلام سے اُن کے لائے ہوئے احکام کی
 قاطع است بر ترک فخر نسب از ہر کس بیروی کرنا ہے قرابت نہیں ہے اسوجہ سے یہود و نصاریٰ
 کہ باشند قاطع سوار السبیل و دوع عنک کانسب و حسب کے اعتبار سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ
 القال و القیل بعد ازاں گفت واللہ یا مثل اُن کے دوسروں پر فخر کرنا کوئی فائدہ اور کوئی
 ولی المومنین با آنکہ گفت است احمد اعتبار نہیں رکھتا۔
 للہ رب العالمین بلکہ در قرب خود بہر آیت کریمہ یہود و نصاریٰ کے تفاخر نسب کے اور تردید
 مومن و کافر نیز گفتہ است نحن اقرب کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور یہ دلیل ترک فخر نسب
 الیہ من جبل الوریہ یعنی بسوی انسان پر جس شخص سے بھی ہو دلیل قاطع ہے پس انھیں راستہ
 مطلق چنانکہ در نص یہودی خواہد آمد کی اتباع کرو اور قیل و قال کو چھوڑ دو بعد اس کے
 انشاء اللہ العزیز اما ایں قرب سودے فرمایا ہے واللہ ولی المومنین با یہود اس کے کہ اللہ
 ندارد و اعتبارے نیار د از نبی گفت واللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے الحمد للہ رب العالمین یہاں تک کہ
 ولی المومنین چوں لوامی عطمت و شفاعت ہر مومن و کافر کے متعلق فرمایا ہے ونحن اقرب الیہ من
 ید الاولین و الاخرین بس عریض است جبل الوریہ انسان مطلق کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ
 للہ المومنین کا دوست ہے اے حامی حمد اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت ہے کہ ہم بہت قرب ہیں تمہارے رگ گردن سے

گفت صلی اللہ علیہ وسلم تحت لوائی آدم | فص ہودی میں یہ بیان آدینکا انشاء اللہ تعالیٰ لیکن یہ
ومن دونہ پس گنجائش دارد کہ اولاد امجاد | نزدیکی اور یہ قرب کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا اور نہ کوئی
واحقاد اکباد و صد گونہ تفاخر در میان | اعتبار رکھتا ہے اسوجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ
کنند الصالحین للہ والطاہمین لی در زینت | اللہ مومنوں کو دوست رکھتا ہے چونکہ سید الاولین
بسوی ایں معنی بلکہ میرسد کہ باقی امت | والآخرین کے عظمت و شرافت کا جھنڈا بہت چوڑا
کہ از شرف قرابت صوری ایں سرور | ہے اسلئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
محروم شدہ اند مباہات در میان کنند | تحت لوائی آدم ومن دونہ یعنی میرے جھنڈے کے
کہ اللہ تعالیٰ ایشان را امت آں | نیچے آدم اور علاوہ اُس کے ہیں۔

سید المرسلین والآخرین گردانید | پس اس بات کی گنجائش ہے کہ آپ کے آل و اولاد
چنانکہ موسیٰ و عیسیٰ وغیر ایشان غبطہ | سیکردن تفاخر کریں الصالحین للہ والطاہمین لی
ایں معنی کردہ اند چنانکہ فقر ذکر کردہ است | میں ایک رمز ہے جو اسی معنی کی طرف دلالت کرتا ہے۔
در ترجمۃ الکتاب پس بر صاحب اہل بیت | یہاں تک کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ باقی امت بھی جو کہ حضور
در عایت حمایت ایشان واجب باشد | کے قرابت صوری کے شرف سے محروم ہیں فخر کریں کہ
وبرایشان شفقت و رحم بر امت خود | اللہ تعالیٰ نے اُن کو سید الاولین والآخرین کا امتی بنایا
لازم کہ رسول جنیں بود لیکن تابجاے | جیسا کہ حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہم السلام نے
سرکش کی در بارہ بزرگان از تو نامناسب | اور علاوہ اُن کے دوسرے پیغمبران نے اس کی آرزو
گفتہ شود یا ظن نامناسب بحال ایشان | کی ہے جیسا کہ ترجمۃ الکتاب میں اس کا ذکر کیا گیا ہے
در تو راہ یابد و مرکوز خاطر شود | پس ہم پر اہل بیت کی محبت اور ان کی حمايت در عات

ملہ نیک اور صالح بندے اللہ تعالیٰ کے لئے اور گنہگار بندے میرے لئے ہیں۔

یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیر من النطن
 ان بعض النطن اثم ولا تجسوا ولا تعقیب
 بعضکم بعضا یحب احدکم ان یا کل لحم اخیہ
 یتافکرمتمواہ والقوالیہ ان اللہ تو ابالرحیم
 ان اکر کم عند اللہ اتقا کم و مراد داشتن از
 آل بحسب فہم عوام است و گرنہ بر تحقیق
 شیخ علما عرفا ندق دسلم
 ل دریں قول مر ج است نسخہ صلی اللہ
 را اگرچہ اسمیہ بودن جملہ کہ معطوف
 علیہ است مر جملہ صلو تہ را مر ج است
 کہ جملہ صلو تہ جملہ اسمیہ باشد پس مر جملہ
 صلو تہ را دو وجہ ست وجہی و نظری
 سابق خود را دو وجہی و نظری دیگر
 بلا حق خود یعنی تسلیم حق تعالی و غیر او
 بر بنی باد و آل دے علیہ السلام و تسلیم
 از حق تعالی متجلی شدن حق ست
 باسم سلام کہ مورث سلامتی است از
 منقصت حجب غفلت و معدوم مد
 تجلیات جمال حق بود و منجی از سطوات

واجب ہے اور ان لوگوں پر رحم اور مہربانی اپنے
 امت پر لازم ہے کہ رسول ایسے ہی تھے لیکن اس مد
 تک سرکشی نہ کرو کہ بزرگوں کے بارے میں اقوال نامناسب
 سرزد ہوں یا گمان نامناسب ان کے حالات میں
 لے جاؤ ورنہ گنہگار ہو گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
 ہے کہ اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو بچو بڑے گمان
 سے کہ تحقیق بعض بڑے گمان گناہ ہیں اور مت تلاش
 کرو اور مت غیبت کرو بعضوں کی بعضوں سے کیونکہ
 دوست رکھتے ہو کسی کو اور کھاتے ہو گوشت اپنے مرے
 ہمارے بھائی کا پس کراہیت کرو اور اللہ تعالیٰ سے
 تحقیق اللہ تعالیٰ تو بیکہ نواہوں پر رحم کرتا ہے تحقیق تم میں
 سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک عورت دار وہ ہے جو اللہ تعالیٰ
 سے ڈرتا ہے آل سے اولاد مراد لینا عوام کے سمجھ کے
 مطابق ہے و نہ ان عربی رحمۃ اللہ علیہ کے تحقیق کے
 مطابق آل سے مراد علما و عرفا ہیں۔
 یہ قول راجع ہے صلی اللہ سے اگرچہ دونوں جملہ اسمیہ ہیں جو کہ
 جملہ صلو تہ کیلئے مفعول علیہ ہے اور راجع ہے کہ جملہ
 صلو تہ جملہ اسمیہ ہے پس جملہ صلو تہ کیلئے دو وجہ ہے
 ایک وجہ سابق میں اپنے رکھتا ہے اور دوسری وجہ اپنے

جلال و از مومنان دعا ست بزبان
استسلام و انقیاد بچارح بطبع و رعیت
نہ بنفعا و کرامت -

ق اما بعد فانی رایت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی مبشرۃ اریتمہا
فی العشرۃ الاخیر فی المحرم سنہ سبع
و عشرین و ستائزہ بحدیث دمشق
و بیدہ کتاب فقال لی ہذا الکتاب
فصوص الحکم

خذہ و اخرج بہ الی الناس یتفقون بہ
ل ایں شروع است در سبب تالیف
کتاب و اشارات بسوی اعتذار در
اظهار اسرار الہی یعنی عارف امین حق است
اسرار حقانی را واجب الستر داندا اگر نہ
امانت مانند خیانت رومی نماید پس
فاش نگواند آل اسرار را اگر آنکہ مامور
شود آل زمان معذور بود و تشنیع
مردم بر اظهار اسرار شیعہ تر بود و کلمہ بعد
بضم و ال باشد و مبشرہ صیغہ اسم

سے ملی ہوئی رکھتا ہے۔ یعنی سلام حق تعالیٰ کا
اور اُس کے غیر کا نبی پر اور آل نبی پر ہو۔ اللہ تعالیٰ
نبی پر سلام اللہ تعالیٰ کا اسم سلام سے متجلی ہونا ہے
جو کہ حجاب و غفلت کے نقصان سے سلامتی کا
موجب و سبب ہے اور اللہ تعالیٰ کے جالی تجلیات کا
مدد پہنچا موالا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سطوت و جلال
سے نجات دینے والا ہے اور مومنوں کا سلام
استسلام کے زبان سے دعا ہے نقصان و کرامت
سے نہیں بلکہ رغبت و محبت سے اعفای کو چھکاتا ہے
حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ نے
تالیف و تصنیف کرنے کے اسباب اور اسرار الہی
کے ظاہر کرنے کے عذر سے اس کتاب فصوص الحکم
کو لکھنا شروع کیا ہے کہ عارف باللہ اسرار حقانی
کا امانت رکھنے والا ہے اس لئے اُن اسرار کا چھپانا
اُس پر واجب ہے اسرار حقانی کے ظاہر کرنے سے
عارف باللہ کا گریز کرنا لازمی ہے ورنہ خیانت
ہوگی اور امین کے شان کے خلاف ہے یہی وجہ ہے
کہ عارف باللہ اسرار حقانی کو ظاہر نہیں کرتا اگر
اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن بھیدوں کے ظاہر کرنا

فاعل است از تبشیر و موصوف آن
 محذوف است کہ رو یا باشد و موصوف
 مذکور واجب الحذف است در کلام
 عرب دارتہا صیغہ ماضی مجہول است
 از ارات فاعل وی اللہ است و قول
 شیخ کہ فی العشرۃ الاخیرہ رایت یا
 اریتم چہن بجز سورہ دمشق متعلق است
 بیکلی از دو فعل مذکور ای بخطہ محروسہ
 من الآفات وہی دمشق بیدہ رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم کتاب حالست
 از رسول اللہ آخرت صیغہ امر است
 از باب نصر و بادربہ برای تعدیہ باشد
 و ینفقون حال است از ناس یعنی
 ہر چیزیکہ باشد وقوع شی در دنیا
 پس میگویم کہ تحقیق دیدم من رسول خدا را
 صلی اللہ علیہ وسلم در خواب صادق و
 موجب بشارت و سرور و قالی از
 دشواریہا اختلاط بشوَاب شیطانی کہ
 نمودہ شدہ است بمن و آل خواب
 حکم ہوتا ہے اُس وقت وہ اسرار حقانی کے ظاہر کرنے
 سے معذور ہوتا ہے اسرار آتی کے ظاہر کرنے پر لوگوں
 کا بوجھل کتنا بہت ہی خواب ہے۔
 کلمہ بعد میں دال پر پیش ہے اور بشر و اسم فاعل کا صیغہ
 ہے تبشیر سے ہے اور موصوف اُس کا محذوف ہے جو کہ
 رو یا ہے کلام عرب میں موصوف واجب الحذف ہے
 اریتمہا صیغہ ماضی مجہول ہے ارات سے ہے اُس کا فاعل
 اللہ ہے اور قول شیخ قدس سرہ جو کہ فی العشرۃ الاخیرہ
 رایت سے متعلق ہے۔ اسی طرح ایک دو وجہ مذکور سے
 محروسہ دمشق متعلق ہے۔ اے خطہ دمشق آفات سے
 محفوظ ہو دیدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتاب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حال ہے اور بابہ میں
 برائے تعدیہ ہے اور ینفقون ناس سے حال ہے
 یعنی ہر وہ چیز جو کہ دنیا میں واقع ہے۔ ابن عربی قدس
 سرہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
 کو خواب میں دیکھا اُس خواب میں خطرات شیطانی کا ذرا
 بھی دخل نہیں تھا وہ خواب بشارت دینے والا خوشی
 پہنچانے والا تھا وہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بغیر
 کسی رنج و مشقت و کسب و کتساب کے عشرہ اخیر

از قبل حق تعالیٰ از غیر تجتم کسب کتاب
 و از غیر ثابہ اختلاط بشوائب نفسانی و
 و اغراض شیطانہ در عشرہ اخیر از عشرت
 خرم احرام سنہ ششم و بیست
 و ہفت در خط دمشق محروس باد و محفوظ
 بحالیکہ بدست مبارک ادعلیہ السلام
 کتابی بود پس فرمود من کہ این کتاب
 فصوص الحکم است بگیر معنی این کتاب
 را در باطن و سرتا ترا کمال و جمال رو
 نماید و بدون آرائنا بسوی مردم و عالم
 شہادت بعبارات و اثبات و اشارات
 موافق بحالیکہ کہ منتفع شوند مردم بوائے
 و مقصود حجاب از عین باطن ایشال بر
 بر خیزد فائز لالعی الابصار و لکن تعنی القلوب
 التي فی الصدور و حرارت دوری و سوز
 مجوری از ایشان تسکین یا بد و بزال
 وصال شیریں کام و صاحب آرام شوند
 و ترا مرتبہ کمال و تکمیل ہوید اگر دو
 ہدایت انبیا علیہم السلام مشرف شوی
 محرم سنہ ۶۲۷ ہجری خط دمشق میں ایسے حال میں کہ حضور
 پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں کتاب تھی
 دکھایا گیا حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کتاب
 فصوص الحکم ہے اس کے معنی کو اپنے سر و باطن میں لے
 تاکہ تجھ کو کمال و جمال حاصل ہو اور اُس معنی کو عمدہ لباس
 اور اچھے اشارات سے آراستہ کر کے لوگوں میں بیان
 دکھا کر کہ تاکہ وہ لوگ اُس اسرار حقانی سے قائلہ پاویں
 اور اُن کے باطن کے آنکھ سے حجاب کا پردہ اٹھ جاوے
 اس لئے کہ اُن کی آنکھیں اندھی بنیں ہیں بلکہ اُن کی باطنی
 آنکھ جو اُن کے دلوں میں ہے اندھی اور اُن کو حرارت
 دوری اور سوز مجوری سے تسکین اور شربت وصل
 سے اُن کا حلق شیریں ہو جاوے اور سکون و آرام
 پائیوے ہوں اور تجھے تکمیل و کمال کا مرتبہ حاصل
 ہو اور تو انبیاء علیہم السلام کے وراثت سے
 مشرف ہو۔
 و جب تسمیہ اس کتاب کی آگے ظاہر ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ
 رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول جو بیدہ
 کتاب ہے۔
 اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ علوم و معارف

دو وجہ تسمیہ اس کتاب بیشتر ظاہر خواہد شد انشاء اللہ العزیز و قول ابریدہ صلی اللہ علیہ وسلم اشارت است کہ حکم و معارف اس کتاب کے معدن الحکم و المعارف رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت و تصرف میں ہیں جیسا کہ کہتے ہیں کہ یہ ملک فلاں بادشاہ کے ہاتھ میں ہے یعنی اُس کے قدرت و تصرف میں ہے اور اُسی بادشاہ کے حکم سے اور اُسی کی طرف سے کوئی چیز کسی کو ملتی ہے۔

فلاں بادشاہ است یعنی در تخت و تصرف اوست و یکسی از آن چیزی نرسیدہ مگر از قبل و اذن و بداند کہ حال امر مومن صالح را نیست مگر بشارات چنانکہ گفتہ است رسالت پناہی صلعم لم یبق من بعدی من النبوت الا المبشرات فقالوا ما المبشرات یا رسول اللہ قال الرویا الصادقة التي یراہا المؤمن

اس امر کو ذہن نشین کر لو کہ مومن کے لئے اجزاء نبوت میں سے کوئی چیز سوائے بشارات کے باقی نہیں ہے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ یعنی باقی نہیں ہے میرے بعد نبوت میں سے کوئی چیز لیکن خواب صادق جب کہ دریافت کیا۔ کیا ہے خواب صادق یا رسول اللہ۔ فرمایا سچے خواب ہیں جو مومن دیکھتا ہے۔ اسمع والطاعة بتدا ہے اور اس کی خبر ہے اور منا اولی الامر سے متعلق ہے۔

ق فقلت اسمع والطاعة للہ وللرسول واولی الامر منہا کا امرنا لاسمع والطاعة بتدا است

کا امرنا شیخ قدس سرہ کے کہنے کی وجہ ہے۔ پس کہا میں نے کہ جان و دل سے سنا اور

و لد خبر آن و مناسبت است باولی
 الامر و کما امرنا گویا وجه است بر اے
 گفتن شیخ قدس سرہ مر قول مذکور را
 یعنی پس گفتیم کہ بجان و دل شنودن
 و بر رغبت و طاعت نمودن مرام خدا
 راست و مرام رسول خدا را و مرام
 صاحبان امر و حکم را از ماکہ سلاطین
 باطن باشند یا سلاطین مملکت
 کہ امر معروف و نہای عن المنکر باشند
 از اہل دین یا یعنی ہر چہ خدا و رسول
 خدا و صاحب امر برای ما فرماید آنرا
 باید شنود و واجب الاتقیاء و الطاعت
 باید دانست چنانکہ ماموریم بایں حکم
 گفتہ است باری تعالی اطیعوا اللہ
 و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم
 ق ف تحقیق الامر و اولی الامر منکم
 و جودۃ القصد و الممتہ لا یزالہا اللہ
 کما وعدہ لی رسول اللہ صلعم من غیر
 لہ اطاعت کرد اللہ کی اور رسول کی اور بادشاہ وقت کی ۔

زیادہ والا نقصان اخلصت النیۃ حقت الایۃ من اغراض

ل حقت از تحقق صیغہ ماضی معلوم است النفسانیۃ اور جردت تجرید سے ہے اور دو

مرشکلم واحد اعطف است بر قلت میں سے ایک فعل پر عطف ہے از روے صیغہ

والنیۃ مفعول حقت است از تمنی کے مثل اُس کے اور بنا اور قصد جردت کا

بضم ہمزہ بمعنی متمنی و مطلوب ای مفعول ہے اور ہمت۔

اروت ان اجعل الایۃ حقاً ثابتاً عطف تفسیری سے قصد پر عطف ہے ولا براز

فی الخارج و اخلصت از اخلاص است ہذا الكتاب متعلق ہے اے جردت القصد

و معطوف بر حقت مثل وے از روی الی اظہار ہذا الكتاب من القارات شیطانیہ اور

صیغہ و بنا و نیۃ مفعول اخلصت کما حدہ با براز ہذا الكتاب سے متعلق ہے اے

باشد ای اخلصت النیۃ حقت الا ابراہام مقرونا موافقا کما حدہ لی و عینہ رسول اللہ

مینۃ من الاغراض النفسانیۃ و جردت یعنی اُس میں اپنا داخل نہ ہو و قول شیخ قدس سرہ

از تجرید عطف است بر یکی از دو فعل کا جو کہ من غیر زیادۃ ہے اے فی المعنی و لا نقصان

مذکور و مثل اُن از روی صیغہ و بنا اے فی المراد بیان ہے شیخ کے اس قول کا

و قصد مفعول جردت و ہمت عطف جو کہ کما حدہ ہے اور شیخ کے اُس قول سے

باشد بر قصد بعطف تفسیری و لا براز جو کچھ مفہوم ہوتا ہے اور لازم ہوا ہے اُس کی

ہذا الكتاب متعلق است ای جردت تصریح ہے۔

القصد الی اظہار ہذا الكتاب من یعنی پس چاہا میں نے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ

القارات الشیطانیۃ و کما حدہ متعلق وسلم کے خواہش و تمنا کو جو کچھ وہ چاہتے ہیں عالم

است با براز ہذا الكتاب ای ابراہام شہود و نمود میں ثابت و ظاہر کروں مہیا کہ حضرت

امقر و ناموافقا کما حدہ لی وعینہ رسول اللہ یوسف علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تحقیق کرو یا میرے
یعنی من غیر تصرف منی وقول شیخ من غیر پروردگار نے سچ یعنی حس میں ظاہر کر دیا اور اس کا
زیادۃ اسی فی المعنی والانقصان اسی فی اللہ ابی میں اللہ تعالیٰ سے خواستگار ہوا کہ کتاب
بیان است مرقول شیخ را کہ کما حدہ باشد فصوص الحکم کے علوم و معارف کو عالم شہادت
و تصرف است بامری کہ لازم آمدہ بود میں لانے اور ظاہر کرنے کے لئے اغراض نفسانی
و مفہوم شدہ از آن قول یعنی پس خواستم سے اپنے قصد اور نیت کو خالص کر دوں یعنی میری
کہ بگردانم مطلوب و متمنای رسول خدا را نیت اس شائبہ سے پاک و منزہ ہو کہ لوگ
صلی اللہ علیہ وسلم حق و ثابت در عالم شہود کتاب فصوص الحکم کی تشریف و توصیف کریں
و نمود چنانکہ گفت یوسف علیہ السلام اور مجھ کو بزرگ سمجھیں۔

قد جعلہا ربی حقایق اخر جہا و انظر ہا اس کتاب فصوص الحکم کے معارف و اسرار کو
فی احسن و خالص گردانم نیت احوال عالم شہود و نمود میں لانے اور ظاہر کرنے میں میری
کتاب را بسوی عالم شہادت از اغراض نیت اور میرا قصد اور میری ہمت پاک و صاف
و مطالب نفسانی یعنی از شائبہ اینکہ مردم ہو یعنی آمیزش طبع اور توقع بادشاہان اور امرا
تحمین کنند آن کتاب را و مرا بزرگ سے میری نیت میرا پاک و صاف ہو۔
خوانند منزہ باشد و پاک و خالص و صاف یہ اس لئے کہ عارف باشد کو اللہ تعالیٰ کے نور
گردانم قصد و ہمت را با ظہار این کتاب سے تائید ہوئی ہے کہ وہ اغراض نفسانی و شیطانی
در عالم شہود و نمود از خطرات شیطانی کو خطرات رحمانی و دادات سبحانی سے الگ
یعنی از آمیزش طبع و توقع از سلاطین کر سکتا ہے اور پہچان سکتا ہے اور اس کتاب
و امرا مبرا باشد و صاف چہ عارف را فصوص الحکم کے معارف و اسرار کے ظاہر کرنے

از جناب حق تعالیٰ امدادی باشند و از لفظ میں قصد میرا اور ہمت میری پاک و صاف ہو اور
 او تائیدی کہ اغراض نفسانی و خطرات جس طرح سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
 سلطان فی را از خواطر رحمانی و واردات اس کتاب فصوص الحکم کے علوم و معارف کو ظاہر
 سبحانی و اندر شناخت و قصد من بر آنست کرنے کے لئے مجھ کو تعلیم و تلقین فرمائی ہے اُسی طرح
 کہ ظاہر کنم کتاب مذکور انبوعی کہ تلقین و میں اُن علوم کو ظاہر کروں۔

تشخیص فرمودہ است مرا رسالت پناہی یعنی جن جن باتوں کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
 صلی اللہ علیہ وسلم در اظہار آن یعنی چیزی نے یعنی بیان معانی اور احکام صوفیہ اور مطالب
 در بیان معانی احکام صوفیہ و مطالب فقراء کے اظہار کے لئے حکم دیا ہے ظاہر کر دیں اور
 فقرا کہ رسالت پناہی صلعم اظہار آن جو کچھ اُن کی مراد ہے اس کے شرح میں کوتاہی دہی
 امر نمودہ است و حکم فرمودہ زیادہ نگوں نہ کر دیں اور جیسا کہ مجھ کو شرح کرنے کے لئے حکم
 و در شرح مراد نقصان نیارم دیا ہے اُس میں کمی و زیادتی نہ کر دیں۔

ق و سالت اللہ ان یجعلنی فیہ فی جمیع قول مشیخ قدس سرہ یجللنی فیہ بتقدیر من ہے
 احوالی من عبادۃ الذی لیس للشیطان اسی من ان یجعلنی اللہ فیہ اسے فی ابراز الکتاب اور
 فی جمیع احوالی من عبادۃ یجعلنی کے لئے مفعول ثانی
 علیم سلطان

ل قول قدس سرہ یجللنی فیہ بتقدیر من ہے اور من تبعیضیہ ہے اور اُس کا قول الذین باصلہ
 من است اسی من ان یجعلنی اللہ فیہ ای عبادہ کے لئے صفت ہے

فی ابراز الکتاب و فی جمیع احوالی من جالوا و سمجھو کہ عارف کامل ذرا بھی اپنے نفس پر مجبور
 عبادۃ مفعول ثانی است مر یجعلنی را نہیں رکھتا اور اپنے نفس کو برائی سے بری اور پاک
 و من تبعیضیہ است و قول ادا الذین نہیں سمجھتا بلکہ نفس امارا کو برائی سکھاتی ہے اُس کی

باصطلاح صفت است مرعوبہ را بدارانکہ نظر ہمیشہ فضل حق اور اللہ تعالیٰ کے رحمت پر رہتی ہے
عارف کامل ہرگز بر نفس خود اعتماد نہ کند ^{دلو} لا فضل اللہ علیکم ورحمتہ مازکی منکم من اعدا ابد و لکن
ما بری نفسی ان النفس لا مارت بالسور اللہ یزکی من ایشار جیسا کہ فرمایا ہے و ما بری نفسی
مطرح نظر او ہمیشہ فضل حق باشد و رحمت ^ع الا مارحم ربی۔ دوسرے نے فرمایا ہے لا عامم الیوم
دلو لا فضل اللہ علیکم ورحمتہ مازکی منکم الامن امر اللہ۔

من اعدا ابد و لکن اللہ یزکی من ایشار پس اس کو سمجھو جب کہ شیخ قدس سرہ نے فرمایا فحققت
چنانکہ گفت قائل و ما بری نفسی الا لامینۃ من غیر زیادہ و لا نقصان تو ان کے لئے لازمی
رحم ربی و گفت دیگر لای عامم الیوم اور ضروری ہوا کہ اپنے لئے اللہ تعالیٰ سے طہارت و تزات
من رحمہ پس چوں شیخ قدس سرہ گفت و اعدا طلب کریں اسی لئے شیخ قدس سرہ نے رسالت
فحققت الامینۃ من غیر زیادہ و لا نقصان اللہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ سے کتاب فصوص الحکم کے
لازم است کہ طلب اعدا طہارت و تزات انہار کے لئے اپنی محتاجی ظاہر نہیں کی کہ یہ عارف کے
خود از جناب مقدس حق تعالیٰ و تقدس شان کے عطف ہے اس لئے فرمایا فی جمیع احوالی۔
کند پس گفت و رسالت اللہ و اقتصار یعنی میں نے اللہ تعالیٰ سے جو کہ جامع جمیع اسماء و صفات
سوال در باب انہار کتاب مذکور نکرد و موجودات ہے سوال کیا اور پا گیا کہ اے اللہ مجھ کو
کہ ایں نیز از شان عارف و در باب شد کتاب فصوص الحکم کے اسرار علوم و معارف کے انہار
پس گفت و فی جمیع احوالی یعنی پس سوال و ظاہر کرے اور تمام احوال میں مثل قیام و رکوع و سجود

لے اگر اللہ کا فضل اور رحمت ان پر نہ ہوتی تو کوئی پاک ہمیشہ نہ ہوتا لیکن اللہ حکو چاہتا ہے پاک کرنا ہے۔
لے میں اپنے نفس کو برائی سے بری اور پاک نہیں کرتا میں اس نیت سے بچ گیا کہ میرے رب نے مجھ پر رحم کیا۔
لے آج کے دن کوئی پچانہ لانا نہیں ہے مگر وہی محفوظ رہے گا جس پر اللہ کا حکم اور رحم ہو گا۔

کردم و خواستم از اللہ تعالیٰ کہ جامع جمیع
 اسماء و صفات و موجودات است اینکہ
 بگردانم و در اظہار کتاب و در جمیع احوال
 از قیام و قعود و رکوع و سجود و غیر آن
 از عباد خویش یعنی مرا از عباد اللہ گردانم
 نہ از عباد النعم و الرزاق و غیر آن از کائنات
 جزئیہ الرباب متصرفون خیرام اللہ
 الواحد القہار کہ نظر بر لذت دنیوی و
 و اخروی دارند از اولاد و اموال بہشت
 و حور و قصور و عباد اللہ ہم العارفون
 الذین لا یرون غیر اللہ موجوداً لا تجوزون
 الامرائی و تعلیوں الاسم العادی من
 الاسم الفضل و یعرفون مداخل الشیطان
 ازینجا گفت الذین لیس للشیطان علیم
 سلطان یعنی آن بندگانیکہ نباشد مر
 شیطان و نفس را برایشان تسلط و
 قلب و کان کید الشیطان ضعیفاً ضعیف
 الطالب و المطلوب چنانکہ گفت حق
 تعالیٰ مر شیطان را ان عبادی لیس ملک
 و غیرہ میں اپنا بندہ بنائے یا بنادے اور مجھ کو اپنے
 گردہ میں شامل کرے تاکہ میں منعم اور رزاق و غیرہ
 کا بندہ نہ رہوں اسوجہ سے کہ آپ کے بندوں کے
 علاوہ جو اسماء جزئیہ کے بندے ہیں اُن کی نظر
 ہمیشہ لذات دنیوی و اخروی مثل جنت و حور و قصور
 و اولاد و اموال پر رہتی ہے۔ اور آپ کے بندے
 آپ کے علاوہ کسی دوسرے کو نہیں دیکھتے اسلئے
 کہ غیر کا وجود محال ہے اور جو کچھ اللہ کا حکم ہے
 اُس سے آگے نہیں بڑھتے اسم ہادی اور اسم مفضل
 کو جانتے ہیں اور شیطان کے مداخلت کو بھی پہچانتے
 ہیں ایسے ہی موقع کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
 یعنی میرے اُن بندوں پر جن کو کہ میں نے اپنا بندہ
 کہا ہے شیطان اور نفس کا غلبہ و تصرف ہوتا ہے۔
 شیطان کا مکرو فریب اُن بندگان کے سامنے کچھ
 بھی حقیقت نہیں رکھتا شیطان کا مکرو ضعیف ہے
 اُن بندگان کے سامنے شیطان ضعیف ہے جیسا
 کہ شیطان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ
 نہیں ہے واسطے تیرے اُن پر غلبہ اور یہی اللہ
 تعالیٰ فرمایا ہے کہ ہم نے انسان کو پیدا کیا اور

علیہم سلطان و حال آنکہ گفتہ است و نقد
 خلقنا الانسان و نعلم ما توس بہ نفسہ
 و گفتہ است در باب جماعہ دیگر اولیک
 حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان
 ہم الاخر دن پس معلوم شد کہ از عبادی
 جماعہ دیگر مراد اند کہ انما حزب اند کہ انما
 حزب اللہ اند کہ حرکات و سکنات
 ایشان از خدا بخدای خدا بسوی خدا
 باشد و مرشد شیطان و اسم فصل رابر ایشان
 تسلط و غلبہ نیست فان حزب اللہ
 ہم الغالبون و چون سوال و طلب
 کرد از حق تعالی حفظ خود را در جمیع
 احوال و انظار کتاب فصوص الحکم
 خواست کہ طلب کند از حق تعالی اینکه
 مخصوص گردد اند اورا بخواطر رحمانی و ارادت
 سبحانی چنانکہ می شنوی
 ق و ان یخصنی فی جمیع مایرقبہ بنانی
 و منطبق بہ لسانی و منطوی علیہ جنانی
 بالانقار السبوحی و النفث الروحی
 ان کو بھی ہم جاننے ہیں جو برائی اُس کے نفس
 میں پیدا ہوتی ہے اور دوسری جماعت کیلئے
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ لوگ شیطان
 کے گردہ کے ہیں بیشک شیطان کا گردہ خسارہ
 پانیہ اول میں ہے۔ تو معلوم ہوا کہ عبادی سے
 مراد ایک دوسری جماعت ہے کہ وہ لوگ ہمیشہ
 اللہ تعالیٰ کے حفاظت میں ہیں اللہ تعالیٰ ان
 کے حرکات و سکنات کا محافظ ہے ان لوگوں کے
 حرکات و سکنات خدا سے خدا پر خدا کے لئے
 خدا کی طرف ہوتے ہیں شیطان اور اسم فصل
 کا ان کے اوپر غلبہ نہیں ہے۔ سب پر غالب
 ہیں اور جب میں نے اللہ تعالیٰ سے کتاب
 فصوص الحکم کے اسرار و معارف ظاہر کرتے
 کے لئے خواستگار ہوا کہ میرے تمام احوال
 و افعال میں اللہ تعالیٰ میرا محافظ ہو جاوے۔
 تو اُس کے بعد میں اس امر کا بھی طلبگار ہوا کہ
 اللہ تعالیٰ میرے لئے خواطر رحمانی و ارادت
 سبحانی کو مخصوص کر دے عیباً کہ سنو گے۔
 شیخ قدس سرہ العزیز کا قول جو کہ ان یخصنی ہے

فی الروح النفسی بالتأیید للاعتقادی
 ل قول شیخ قدس سرہ ایخصی عطف است
 براں یجعلنی وبنائی بضم اول مضاف
 باشد سبوی یا می متکلم واحد و آل جمع
 بنائے است بمعنی سرانگشت و جنان بفتح
 اول نیز مضاف است چنانکہ بنائی و
 و جنان دل را گویند وینطوی از نطوی
 است بمعنی اشتغال و بالالقار سبوحی
 متعلق است بان یخصی ای یخصی
 بالقار الخاطر الرحمانی بلا واسطہ المنزہ
 و عما یقتضیہ اسم المفضل من الخاطر
 الباطلۃ الغیر المطابقۃ نفس الامر و
 القامہ النفث عطف است بالالقار
 السبوحی یعنی و میدن نفس بزمی ای
 ایخصی بالنفث المنسوب الی روح
 القدس یعنی بالقار الخاطر الرحمانی
 الذی تفیضہ الحق تعالیٰ بوا سطرہ
 روح القدس فی روح الکامل
 چنانکہ گفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

ان یجعلنی پر عطف ہے اور بنائی بضم اول بائے متکلم
 واحد کی طرف مضاف ہے اور بنائے کی جمع ہے
 جسکے معنی سرانگشت کے ہیں اور جنائی بھی بفتح
 اول مضاف ہے جس طرح سے کہ بنائی ہے اور جنان
 دل کو کہتے ہیں اور نطوی نطوی سے ہے جس کے
 معنی اشتغال کے ہیں اور بالقار و اسبوحی ان یخصی
 سے متعلق ہے اور القامہ و النفث القار سبوحی
 پر عطف ہے جس کے معنی ہیں آہستہ آہستہ پھونکنا
 اور یہ نفث روح القدس کی طرف منسوب ہے
 اور خاص کی گئی ہے یعنی القار الخاطر رحمانی کے
 اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذلیہ روح القدس کے
 روح کامل میں پہنچنا ہے۔

میں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا ہے کہ بیشک جبرئیل نے میرے دل میں
 پھونک دیا ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک
 نہیں مرتا جب تک روزی پوری نہیں کر لیتا۔
 اسی وجہ سے اس مقام پر فی روح النفسی
 فرمایا اور روح بضم رائے مہملہ جس کے معنی
 عقل کے ہیں اور دل نفث کے ساتھ متعلق

وسلم ان جبریل نفث فی روعی ان
 نفسا لن تموت حتی تستوفی رزقها
 ازینجا گفت فی الردع النفسی روع
 بضم را و رملہ بمعنی عقل است و دل
 متعلق است بالنفث و النفسی
 ماثرات است باینکہ معانی حاصل
 می شوند مر نفس منطبقہ را بنفث
 روحی و القار ملکی بواسطہ نفس
 ناطقہ چہ بیچ چیزے فالض نمی شود
 از جناب اعلیٰ بر اسفل از غیر طریق
 خاص مگر بواسطہ نفس شریف و
 لطیف پس فالض نفس ناطقہ نیز
 نمی شود مگر بواسطہ روح انسانی یا
 غیر از مجردات و قول او بالتأیید
 الاعتصامی متعلق است بان یحفظنی
 اسی سالت اللہ من ان یحفظنی بالقار
 السبوح و النفث الروحی حال متلبسا
 متمسکا بالتأیید الاعتصامی مویدا
 باسمیہ العاصم و الحفیظ لا عاصم الیوم
 ہے اور نفسی سے یہ اشارہ ہے کہ معانی نفس
 منطبقہ کو بذریعہ نفس ناطقہ کے
 و القار ملکی سے حاصل ہوتے ہیں کیونکہ جو چیز
 کہ جناب اعلیٰ سے اسفل پر آتی ہے وہ بذریعہ
 نفس شریف و لطیف کے آتی ہے اس کے علاوہ
 دوسرے طریقے سے نہیں آتی ہے پس نفس ناطقہ
 پر بھی بذریعہ روح انسانی یا علاوہ اُس کے مجردات
 سے معنی فالض ہوتے ہیں۔
 اور شیخ قدس سرہ کا قول جو کہ بالتأیید
 الاعتصامی ہے ان یحفظنی سے متعلق ہے۔
 اے سالت اللہ من یحفظنی بالقار السبوحی
 و نفث الروحی حال متلبسا متمسکا بالتأیید
 الاعتصامی مویداً باسمیہ العاصم و الحفیظ
 لا عاصم الیوم الذین رحمہم و اعتصموا بحبل اللہ
 و من یعصم باللہ فقد ہدی الی صراط المستقیم
 یعنی اللہ تعالیٰ سے میں نے سوال کیا اور
 خواہش کی کہ اے اللہ تو مجھ کو منفرد اور
 مخصوص کر دے اُن تمام چیزوں میں کہ لکھتے
 ہیں انگشتان میری اور پڑھتی اور بات کرتی ہے

الذین رحمہ واعلموا بحبل اللہ ومن یعظم باللہ فقد ہدی الی صراط المستقیم
یعنی خوش قسم و سوال کر دم کہ منفرد و مخصوص گرداند حق تعالیٰ مراد در جمیع چیزیں کہی نوزید انگشتان من و نفق میکند و میخواند زبان من و مشتعل و در گرفتار است آزادل من بالقار و اضافہ کہ منسوب باشد بسوی سبوح یعنی در من نباشد مگر القار معانی و حکم کہ منسوب باشد بجناب سبوح و منزہ از شوائب شیطانی کی دست نباشد ہماں حکم و القار معانی مگر حضرت رحمانی را و در واسطہ را در ایصال آن حکم راہ نباشد بلکہ مراد را نہ اسم باشد و نہ رسم و مخصوص گرداند حق تعالیٰ مراد بیدن نفس رحمانی کہ بواسطہ روح منفوت باشد و در دل کہ نفسی رسد بنفس منطبعہ فیض روح القدس اربا زد فرماید دیگر ایں ہم بکنند انچہ مسیحا میگردند

زبان میری ہر وہ اسرار حکم و علوم و معارف کہ جس کو جناب سبوح کے القار و اضافہ سے میرے دل نے لے لیا ہے اور اعاطہ کر لیا ہے یعنی مجھ سے ظاہر نہ ہو مگر القار معانی اور حکم جو شوائب شیطانی سے پاک اور جناب سبوح کی طرف منسوب ہیں اور اُس حکم و معانی پر سوائے حضرت رحمن کے اور کسی کا غلبہ نہ ہو اور واسطہ کا قدم بھی در میان میں نہ ہو بلکہ اس کے لئے نہ اسم ہو نہ رسم۔

اور یہ کہ مخصوص کرے اللہ تعالیٰ مجھ کو نفس رحمانی سے دم کرنے سے جو کہ نفس منطبعہ سے بذریعہ نفوت کے دل کو حصہ تھا ہے فیض روح القدس اربا زد فرماید دیگر ایں ہم بکنند انچہ مسیحا میگردند یعنی مجھ میں حضرت رحمن سے بلا واسطہ القار و اضافہ ہو جو خطرات شیطانی سے محفوظ ہو اور اُس حکم و القار کے پہنچانے میں سوائے حضرت رحمن کے در میان میں کسی کا قدم نہ ہو بلکہ اُس کے لئے نہ اسم ہو نہ رسم۔

اور یہ کہ مخصوص کرے اللہ تعالیٰ مجھ کو نفس رحمانی کے پھونکنے میں یعنی جو معارف اور علوم اور بھید

یعنی درمن افاضہ نکلند مگر القاد خواطر حجاب کی باتیں لوگوں میں ظاہر و بیان کروں اُس وقت بلا واسطہ از شاہ خطرات شیطانی کہ دست نباشد برآں حکم و القاد مگر حضرت

رحمانی را و مرد واسطہ را در ایصال آن حکم اور اسم عاصم و حفیظ کا دامن پکڑے ہوئے ہوں قدم نباشد بلکہ مراد اسم باشد و تاکہ گمراہی کے بیابان و جنگل سے دور رہوں اور نہ اسم و مخصوص گرداند حق تعالیٰ مرا میں امور باطلہ کا جو دراصل مطابق نفس الامر نہیں بدیدن نفس رحمانی کہ منزہ باشد ہے اُن کا ظاہر کرنے والا اور کھولنے والا ہوں۔

در حالیکہ متلبس باشتم بتائید اعتصامی و اکون سالت اللہ یجعلنی اے آخرہ سے متعلق ہے و جنگ زدہ بدامن اسم اد کہ عاصم باشد اور مترجماً بکسر جیم ترجمہ سے ہے اور اسم فاعل کا و حفیظ از رفتن در باد یہ ضلالت و غوایت صیغہ ہے یعنی معانی کو بیان کرنا عبارت میں لانا و از انکشاف یافتن امور باطلہ کہ مطابق اور متحکم حکم سے ہے اور صیغہ اسم فاعل ہے جس نفس الامر نباشد کے معنی اپنی زور و تصرف و نفس سے حکم کرنا ہے یہ

ق حتی اکون مترجماً متحکماً لتحقيق من قول دلالت کرتا ہے کہ عبارت فضیلت الحکم کی وقف علیہ من اہل اللہ اصحاب القلوب عالم باطن سے نہیں ہے اور جس چیز کے اخذ کرنے ان من مقام التقدیس المنزہ من کے لئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا الاعراض النفسیۃ اللتی یدخلها التلبیس ہے وہ معنی تھے جیسا کہ قبل اس کے اشارہ کیا

ل اکون متعلق است بقول شیخ قدس جاچکا ہے۔ ۵

سرہ کہ سالت اللہ ان یجعلنی باشد الی آنکس است اہل بشارت کہ اشارت داند نکتہا ہست بسی محرم اسرار کا است

از ترجمہ معنی بیان معانی است یعنی در اور قول شیخ قدس سرہ جو کہ تحقق ہے تحقق سے ہے
 عبادت آوردن معانی و متکلمین صیغہ اور صیغہ مضارع معروض ہے فاعل کے لئے مبنی
 اسم فاعل است از تکلم بمعنی حکم کردن ہے اور من وقف اُس کا فاعل ہے اور وقف وقف
 بزور و تصرف نفس و ایں قول دلالت سے ہے جسکے معنی اطلاع کے ہیں اور بعض نسخوں میں
 میکند کہ عبارت کتاب فی خصوص الحکم از بجائے وقف کے یقین واقع ہے اور من اہل اللہ من
 عالم باطن نباشد و آنچه رسالت پناہی وقف کا بیان ہے اصحاب القلوب صفت اہل اللہ
 علیہ الصلوٰۃ والسلام باخذاً امر کی ہے در مقام تقدیس ل تحقیق کا مفعول ہے
 فرمودہ معانی بودند چنانکہ قبل ازیں در مقام تقدیس ان کی خبر ہے اور المنزہ الاغراض
 اشارت کردہ شد چہ در عالم باطن عبارت النفسیتہ ان کیلئے خبر دوم ہے۔
 مفقود است ۵ انکس است اہل یہ قلنا التلیس اغراض کے لئے صفت ہے۔
 بشارت کہ اشارت داند پتکھتاہست یعنی میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا اور چاہا کہ مجھ کو
 بسی محرم اسرار کجاست پ و قول او شیطان اور اسم مضل سے دہر رکھئے تاکہ میں ان
 ل تحقیق صیغہ مضارع معروف از تحقیق علوم و معارف کا جو کہ مجھ کو رسول مقبول صلی اللہ
 مبنی است مر فاعل را و من وقف علیہ وسلم کے دست مبارک سے ملا ہے اور مجھے
 فاعل وے و وقف از وقوف است ان کے اظہار کا حکم دیا ہے اُس کو عمدہ عبارات
 بعضی اطلاع و در بعضی نسخہ یقین اور اچھے اشارات میں ظاہر کروں اور اپنے نفس
 واقع است بجائے وقف و من اہل اللہ کے تصرف سے علوم و معارف کو نہ بیان کروں
 بیان من وقف است و اصحاب القلوب اور اُلٹ پھیر کر اُس کو عالم شہادت میں نہ لاؤں
 صفت اہل اللہ و انہ من مقام تقدیس یعنی میں ترجمہ کر نیوالا ہوں اور بس۔

مفعول لتحقق دمن مقام التقدیس اور حکم و معارف کے بیان کرنے میں اپنے
 خیرانہ والمنزہ من الاغراض النفسیتہ خواہش نفس سے حکم کرنے والا نہ ہوں جس
 خبر دوم مرانہ رایا صفت مرقام التقدیس سے کہ تکلیس واقع ہو حکم چلانا اے میرے اللہ
 را والتی ید فلما التکلیس صفت مر آپ ہی کیلئے ہے۔ اور اہل اللہ میں سے جو بھی اس
 اغراض را یعنی سوال کردم از حق تعالیٰ کتاب فصوص الحکم سے آگاہ ہو وہ یقین سے
 کہ مرا از شیطان واسم مفضل دور دار جائے اور سمجھے کہ یہ کتاب مقام تقدیس سے
 و مخصوص گرداند بالقارت سبوحی ہے کیونکہ اہل اللہ صاحب کشف و شہود میں
 نفت روحی بتایند اعتصامی تا باشم اور یقین کے مرتبہ پر پہنچے ہوئے ہیں اور وجود
 مترجم در بیان حکم و مطالب کہ دادہ است کے جاننے والے ہیں تمام چیزوں میں اللہ تعالیٰ
 حق تعالیٰ بوساطت دست مبارک کے ذات کی طرف دیکھنے والے ہیں ہمیشہ دہر
 رسول خود صلی اللہ علیہ وسلم و امر اپنے دل کی طرف رجوع ہیں اسی وجہ سے
 کردہ بانظار آن بزبان مبارک اصحاب القلوب کہا ہے اور جو اہل اللہ کہ
 دے نہ متحکم کہ حکم کردہ باشم تصرف صاحب دل نہیں ہے وہ اہل اللہ نہیں ہے۔
 نفس و تغیر و مطالب و معارف صاحب دل ہونا بھی دلالت ثانی ہے حضرت
 یعنی از من ترجمہ باشد و بس نہ حکم مسیح علیہ السلام کے قول کا یہی مطلب ہے
 بحکم و معارف بلکہ حکم خاصہ حق است ہرگز آسمان و زمین کی بادشاہت اس سے
 تا تکلیس واقع نشود تا کیسکہ واقع زیادہ نہ بڑھے گی اور نہ دوبارہ پیدا ہوگی پس
 بود بر کتاب از اہل اللہ بدانند یقین اہل اللہ یقین سے جانتے ہیں کہ یہ کتاب
 کہ کتاب مذکور از مقام تقدیس است مقام تقدیس سے ہے جو کہ باطن کا باطن ہے

چہ اہل اللہ صاحب کشف است اور اُس مقام پر نفس و شیطان کا گزر نہیں ہے
 و شہود و اصل برتبہ یقین و وجود ناظر یعنی اہل اللہ یقین سے جانتے ہیں کہ یہ کتاب مقام
 بسوئے وجہ اللہ در ہمہ چیز راجع اقدس سے ہے اور برابر اُس میں راستہ نہیں
 علی الدوام بخواب دل ازینجا گفت ہے اگر ایک سرموے برتر پریم: فروغ تجلی
 اصحاب القلوب چہ تا آنکہ کسی صاحب بسوز و پریم۔
 دل باشد اہل اللہ نیست و بودن یعنی مقام تقدیس و اقدس وہ بلند مقام ہے
 کس صاحب دل میں ولادت ثانی است کہ جہاں فرشتوں کا گزر نہیں ہے نفس و شیطان
 و مراد از قول مسیح علیہ السلام لن یلج کا گزر کیسے ہو سکتا ہے اسی وجہ سے شیخ قدس
 ملکوت السموات و الاض من لم یولد سرہ نے فرمایا ہے کہ کتاب فصوص الحکم اغراض
 مرتین پس اہل اللہ میدانند بہ یقین کہ نفسانی سے پاک و منزہ ہے یعنی ہماری کتاب
 این کتاب از مقام تقدیس است کہ باطن فصوص الحکم پاک ہے اور مقام تقدیس سے
 الباطن باشد و در ان مقام شیطان ہے مقام تقدیس وہ مقام ہے کہ جہاں اغراض
 و نفس را راہ نیست یعنی بدان اہل اللہ نفسانی اور دوسوہ شیطانی کا ذرا بھی گزر نہیں
 کہ این کتاب کہ از مقام اقدس است ہے اور ابلیس کے آنے کے تمام راستے بند ہیں
 کہ مراد از ادراخ راہ نیست کہ مراد از ادراخ راہ نیست
 اگر ایک سرموے برتر پریم: فروغ تجلی کہ چونکہ اغراض نفسانی و ثواب شیطانی جس
 بسوز و پریم: چہ جائے نفس و شیطان مقام پر گزر کرتے ہیں جن کو باطل کا لباس پہناتے
 چنانکہ گفت قدس سرہ المنزہ عن الاغراض ہیں اور حقیقت چھپا دیتے ہیں اور خلاف نفس
 النفسیۃ یعنی پاک است کتاب مقام تقدیس الامر ظاہر کرتے ہیں۔
 یعنی میں اللہ تعالیٰ سے امید دار ہوں کہ حقوت

از شائبہ اغراض نفسانی و شوائب شیطانی اللہ تعالیٰ میرے طلب و رغبت کو سنے اس لئے کہ
کہ مواقع درآمد تبلیغ حق بیاطل اندوہی سننے والا دیکھنے جاننے والا ہے اور جو کچھ
موجب استقامت و حقیقت حال و ظهور خلافت میں نے طلب کیا ہے ازراہ بخشش و مہربانی
نفس الامر انعام و مرحمت فرمائے۔

ق دار جوان یکن الحق لما سمع دعای شیخ قدس سرہ نے جو ارجو فرمایا ہے اس
قد اجاب ندائی کہنے میں جناب حق تعالیٰ کے دربار میں ادب ہے

ل یعنی امید و ازم کہ ہر گاہ بشود حق اور عارف کے منظور نظر تمام احوال میں ادب
تعالیٰ طلب و رغبت من در امور مذکور ہی مد نظر رہتا ہے ادب الخدمۃ اعز من الخدمۃ۔

فانہ ہو السميع العليم بتحقيق اجابت کند عارف اللہ تعالیٰ سے وہی خیر طلب کرتا ہے
و فریاد مرا یعنی مسئلہ را بمن مرحمت نماید جس کے واقع ہونے میں مشیت ایزدی متعلق

والانعام فرماید و کلمہ ار جواز شیخ قدس ہوتی ہے اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ انبیاء علیہ السلام
سرہ ادب است بجناب حق تعالیٰ کہ کی دعائیں مقبول ہوتی ہیں۔ اور ہر نبی سے اُس

منظور نظر عارف در ہمہ حال ادب باشد چیز کے طلب کرنے پر کہ اُس کے واقع ہونے
و خدمت و عبادت مطمح نظر عارف است میں مشیت ایزدی متعلق نہیں ہے تقریب

از نیجا است کہ میگویند ادب الخدمۃ اعز از نیجا است کہ میگویند ادب الخدمۃ اعز
من الخدمۃ و اگر نہ عارف ہماں چیز طلب علیہ السلام کے قول کی ترویج میں اللہ تعالیٰ نے

کند کہ مشیت ایزدی بوقوع آن تعلق فرمایا ہے کہ یہ تمہارا اہل نہیں ہے اس وجہ سے
گرفتہ باشد و از نیجا است کہ میگویند کہ کہ اس کے عمل اچھے نہیں ہیں۔

دعای انبیاء علیہ السلام مقبول است اور جس چیز کا تجھ کو علم نہیں ہے اُس کو مجھ سے

و برانیا بطلب چیزے کہ مشیت حق تعالیٰ
بوقوع آن تعلق نکرنتہ باشد تعریف و لغض
میں طلب کر دہیں تو میں تمہارا نام جاہلوں کے فہرت
میں لکھ دوں گا۔

واقع می شود چنانکہ گفت حق تعالیٰ در
رد قول نوح علیہ السلام کہ ان انبی من اہلی
باشد انہ لیس من اہلک انہ عمل غیر صالح ما
لیس لک بعلم انی اعطاک ان تکون من
الجاہلین وہ مر عارف را این عتاب و
و جاہل خواندن سرزنش تمام است و
توبہ و استغفار را چنین سوال و جواب
واجب و لازم باشد چنانکہ گفت نوح
علیہ السلام رب انی اعوذ بک ان اسالک
مالیس لی بعلم ولا تغفر لی وترحمی اکن
من الخاسرین و استغفار ایں مطلب
و شرح بعضی نکات آیات مذکور در
النفاس الخواص نمودہ شد

ق فوالقی الاما یطقی الی ولا انزل فی
ہذا المسطور الا ما ینزّل بہ علی
ل القی از القار است صیغہ مضارع
مر متکلم واحد مبنی است مر فاعل را و یطقی
اس آیت کے بعضے نکات و تاریکیاں النفاس الخواص
میں ظاہر کی گئی ہیں۔
القی القار سے ہے صیغہ مضارع متکلم واحد ہے
اور فاعل کیلئے مبنی ہے اور یطقی بھی القار سے ہے۔
صیغہ مضارع واحد مذکر غائب کا ہے اور مفعول
کیلئے مبنی ہے و انزل ینزل تنزیل سے ہے الاول
کا الاول و ثانی کر ثانی اور بابہ میں زائد ہے
اور با مفعول میں الم یم ینزل کے لئے فاعل ہے
اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انزل نزول سے ہو اور

نیز از القار صیغہ مضارع است مرواحد
مذکر غائب را مبنی است مفعول را
و نزول وینزل از تنزیل الاول
کا لاول والثانی کا لثانی و بادربہ زائد
باشد و مدخول بامفعول مالم لیسیم فاعله است
مرینزل را و لواءند بود کہ نزل از نزول
باشد مبنی مرفاعل را یعنی چون امیدوارم
کہ دعائے و سوال مرا استجابت نماید
پس القار و افاضہ نمیکند بر قوای برادر مگر
چیزیکہ القار و افاضہ نموده شد بسوی من
یعنی ہر چہ از حضرت الاحدیۃ کہ مفصل شدہ است

در اعیان انبیاء مذکورہ دریں کتاب برین
فایض و نازل شدہ باشد بواسطہ مظهر اسم
جامع کہ رسول ما باشد علیہ السلام من افاضہ
میکند بر قوای طالب و القار میکند از او
کتاب و فرد و نمی آرم از عرش قلب خود سے نہیں کرتا ہوں۔

قلب المؤمن عرش اللہ تعالیٰ دریں مظهر
مگر چیزیکہ فرد و آوردہ شد برین از حضرت
الاحدیۃ در صورت رسول ما علیہ السلام یا
یاجو کہچہ کہ خواب صادق میں مجھ پر وارد ہوا ہے
مومن کا قلب اللہ تعالیٰ کا عرش ہے اُسی کو عبارت
جامع کہ رسول ما باشد علیہ السلام من افاضہ
کرتا ہوں اور اُس میں کوئی تغیر و تبدل اپنے حکم
سمجھنے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ شیخ قدس سرہ کوئی

بگویم کہ ہرچہ در پیشہ بر من نازل شد همان را
 در لباس عبارت جلوہ میدہم و تغیری واقع
 نشود پس اعتراض بر شیخ قدس سرہ ارجح
 و تارسیدگی معترض باشد چہ شیخ قدس سرہ
 بیج مسئلہ در فصوص الحکم از خود نگفتہ است
 و از خلاف شریعت نیاوردہ چنانکہ گذشت
 از قول شیخ ویدہ صلی اللہ علیہ وسلم کتاب
 فقال لی ہذا الکتاب فصوص الحکم فذہ چہ
 ایں قول اشارت است کہ ہرچہ در کتاب
 مسطور است از نبی باشد و ہرچہ از نبی
 باشد خلاف شریعت نیست یا گفتہ شود کہ
 امیدوار استجابت سوال خود ام کہ تا القار
 نکلم الی آخرہ

شیخ قدس سرہ نے جو دست جمعی و لا رسول الا آخرہ
 فرمایا ہے وہ بحدے موٹے کج فہم سمجھ والوں کی
 نظر سے کلمے یعنی میں نے نبی ہوں اور نہ رسول ہوں
 لیکن میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث ہوں
 اس لئے کہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین
 ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے اور یہ بھی قرآن میں ہے
 خرقۃ حارث

ل ایں قول برای دفع توہم متوجہ پدید است
 یعنی نیست من نبی از انبیاء و نہ در سولے از
 رسل در رسول خاص است از نبی نبی بمعنی
 پیغامبر باشد و خبردار در رسول و آنکہ
 میں اس لئے پیدا ہوا ہوں کہ مکارم اخلاق کو

صاحب کتاب باشند اپنا میرا بعضی پورا کر دوں اب اس کے بعد اور کچھ لکھنا اور پڑھنا
 فرق نکلند لیکن دار غم مر رسول را اور زیادہ کہ نالقصان کا باعث ہے۔
 علیہ السلام چہ محمد رسول اللہ علیہ السلام ختم شد بر کمال لطف سخن + ہر چہ بعد از کمال
 خاتم النبیین آمد چنانکہ در قرآن مذکور است نقصان است جو شے اپنے حد سے تجاوز کرتی
 و نیز گفته است ایوم اکملت لکم دینکم ہے تو وہ ضد کی طرف جاتی ہے اس لئے عارف
 و اتممت علیکم نعمتی و گفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج کے دن نبی کا وارث ہے جیسا کہ خود حضور
 بعثت لا تم مکارم الاخلاق و از دیار بر پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے امت
 کمال نقصان باشند اشی اذا جاؤ زحده کے علماء و انبیاء کے وارث ہیں اور میرے امت
 جالس ضدہ ختم شد بر کمال لطف کے علماء مثل انبیاء بنی اسرائیل کے ہیں۔
 سخن : ہر چہ بعد از کمال نقصان است اور انبیاء کا ورثہ در ہم و دینار نہیں ہے اُن کا ورثہ علم
 پس امر و عارف وارث نبی باشند ہے وہ تم کو وراثت میں ملا ہے اُس کو پورا پورا
 چنانکہ گفت علیہ السلام العلماء ورثتہ حاصل کرو و اور یہ بھی یقین کرو کہ وارث کی غنا
 الانبیاء و علماء امتی کا انبیاء بنی اسرائیل مورث کے غنا کے مطابق ہوتی ہے۔ اس لئے جب
 و الانبیاء ما در تو ادینار و لا در ہما و انما کہ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم غنی ترین
 در تو العلم فمن اخذه اخذ عطاء وافر و غنا مورثوں میں ہیں اور سب لوگوں میں اعرف ہیں
 وارث بحسب غنا مورث باشند پس ایسی صورت میں اُن کے ورثاء بمقابلہ دوسرے
 رسول ما علیہ السلام چوں غنی ترین مورثان انبیاء علیہم السلام کے ورثاء کے غنی ترین وارثوں
 و اعرف ایشان باشند پس رسول علیہ السلام میں ہیں۔ شیخ قدس سرہ العزیز لکھتا کہ میں رسول
 غنی ترین وارثان باشند از ورثہ انبیاء دیگر مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث ہوں اس بات کی

علیہ السلام و قول او دارت تنبیہ است کہ
 گنجینہ علوم و معارف بزور و قہر بدست
 ادو ادہ اند چہ ارث تملیک قہری است
 پس علوم مکتبہ برای علماء روایت از راہ
 ارث نباشد و از علماء و در قول رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم العلماء و شتہ الانبیاء
 و غیر ان علماء درایت و عرفاء اہل کشف
 کہ ادبیاء اند مراد باشند چہ اخذ ایشان
 مرالی علوم و جوہر معارف را از صندوق
 باشند کہ اخذ مورثان کہ انبیاء باشند از
 آل بود و چنگ در زدن ادبیاء اللہ
 در کشف بعضی مطالب با حدیث و
 قرآن نظر بتائیس مجوبان است و
 دفع وہم ایشان کہ اثبات مطالب
 از قرآن و احادیث می کنند و گرنہ عارف
 مکاشف نیست چہ نزد آل ہر چہ بہت
 از دولت شہود و امداد باطن و وجدان
 و تواند بود کہ مراد علماء کہ در قول
 رسول صلی اللہ علیہ وسلم است ہر دو فریق
 تنبیہ ہے کہ علوم و معارف کا خزانہ بزور و جبر سے ان کے
 قبضہ میں دیا گیا ہے اس لئے کہ ارث تملیک قہری ہے
 اس وجہ سے علوم مکتبہ علماء روایت کیلئے از راہ ارث
 نہیں ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے قول میں
 علماء سے مراد علماء و روایت و عرفاء اہل کشف جو کہ
 ادبیاء میں مراد ہیں کیونکہ علوم و معارف کے جوہر ارث
 اور موتی کو ادبیاء اللہ اسی صندوق سے لینے ہیں جس
 صندوق سے انبیاء علیہم السلام لیتے ہیں۔ ادبیاء اللہ
 کا کشف کے ذریعہ چنگل مارنا قرآن و حدیث کے بعضے
 مطالب بیان کرنا اور اثبات محبوب لوگوں کے انس و
 محبت پیدا کرنے کے نظر سے کہا گیا ہے اور ان لوگوں
 کے وہم اور شبہہ کو دفع کرنے کے لئے ہے ورنہ
 عارف صاحب کشف اور ادبیاء کے پاس جو کچھ ہے
 وہ اس کے شہود و امداد باطن اور وجدانی کی دولت
 ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ علماء سے مراد جیسا کہ رسول
 مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دونوں فریق ہیں
 علماء ظاہر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم
 ظاہر کے وارث ہیں اور علماء باطن رسول مقبول
 صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم باطن کے وارث ہیں اور

باشند کہ علماء ظاہر و در نہ علوم ظاہر رسول جو علماء کہ علوم ظاہر و باطن کے جامع ہیں کامل ترین
 اند و علماء باطن و در نہ علوم باطن رسول و آنکہ اور غنی ترین تمام در تار میں سے ہیں اور ایسا ہی کامل
 جامع باشند میان علوم ظاہر و علوم باطن مقتدا کیلئے لائق ہے اور لوگوں کو راستہ بتانے کے
 او کا ملترین و غنی ترین جمیع در نہ اند و ہاں قابل ہے جیسا کہ نفحات الانس میں ہے خلاصہ یہ کہ
 کامل مرقتدا بودن را شاید و مرراہ نمودن علماء ظاہر کو و ارث اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ علم مقولہ
 را ب مردم زیباست چنانکہ در نفحات الانس کیفیت سے ہے اور کیفیت کے دربار میں اختیار کے
 مذکور است غایتہ الامر علماء ظاہر را و در نہ قدم کا گذر نہیں ہے لیکن پہنچنے کا طریقہ علوم اختیاری
 ازان می توان گفت کہ علم از مقولہ کیفیت است پر ہے اور یہ و ارث کے منافی نہیں ہے نہیں تو
 و مر قدم اختیار را بر جناب کیفیت گذر نیست علماء باطن کی بھی و ارث ثابت نہیں ہوتی کیونکہ
 آری طریق وصول بہ علوم اختیاری است عرفاء کا شہود و کشف بھی مجاہدہ و ریاضت
 و ایں منافی ارث نیست و گرنہ و ارث سے ہے پس تحقیق مجاہدہ مشاہدہ میں اثر کرے نوا
 علماء باطن نیز ثابت نشود پہ کشف و شہود ہوتا ہے اس لئے میں نبی و رسول نہیں ہوں لیکن
 عرفاء نیز ریاضت و مجاہدہ است فان نبی کا و ارث ہوں اور اپنے آخرت کے لئے
 المجاہدات و ثروت المشاہدات پس میں نبی کھیتی کرنے والا ہوں۔
 در رسول نیم یسکن و ارث و یم و مر آخرتہ جو کچھ اس جگہ ہم کریں گے وہی چیز آخرت میں ہم
 خود را حارث و کشت و کار میکنم چہ در آخرت پر ظاہر ہوگی یعنی جو چیز یہاں ہم بپائیں گے آخرت میں
 همان ظاہر گردد کہ در اینجا بکار نہ چنانکہ اسی کا پھل ہم پائیں گے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ
 گفت: **وَلَا تَعْلَمُ الْإِسْلَامَ إِلَّا بِالْمَرْغَةِ وَالْآخِرَةِ** علیہ وسلم نے فرمایا ہے دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔
 و یکی از سرکات نفیر بر نشستن انفاص انخواس اور انفاص انخواس لکھنے کی ایک دم یہ بھی ہے

اینست از اینجا است کہ در اکثر انفس ایس کہ جو کچھ ہم کریں گے آخرت میں اُس کا پھل پاویں گے
 مطلب ذکر یافتہ است و آیتہ چند بر تو اس مطلب کو ظاہر کیا گیا ہے اب اس کے بعد چند
 بخوانم اگر مومن بایہما فرقائی ادغان و آیتیں آپ کے سامنے پیش کی جاتی ہیں اگر آپ
 قبول بر تو لازم گرد و گرد نہ جزر و درود لوگ آسموں اور فرقان پر ایمان رکھتے ہیں تو اُس کا
 درمیان نیاید و از میان مرد و گردوسی قبول کرنا آپ لوگوں پر لازم و فرض ہے ورنہ
 و التقرایوم ترجعون فیہ الی اللہ ثم توفی سوائے رو اور تردید کے درمیان میں کچھ نہیں
 کل نفس ما کسبت و ہم لا یظنون لہا ما ہے۔ اور مرد و دوز کے زمرہ میں شامل ہو جائیگا
 کسبت و علیہا ما لکسبت و وفیت کل اندیشہ ہے ای لوگو اُس دن سے در و جب
 نفس ما کسبت و ہم لا یظنون یوم تجزئ اُس کے پاس لوٹ کر جاؤ گے تو ہر شخص اپنے
 کل نفس ما عملت من خیر محض و ما عملت کمائی کا پورا پورا بدلہ پاوے گا اور اس کے ساتھ
 من سوء لود لوان بینہا و بینہ امداد البیضاء ظلم نہ ہوگا۔ ہر شخص نے جو کچھ کیا یا ہے اُس کا نفع
 و امثال ایس آیات در قرآن بسیار اند اُس کے لئے ہے اور جس نے برائی کمائی ہے اُس کا
 و لا تطع من اغفلن قلبہ عن ذکرنا و جد ضرر یا نقصان اُس کیلئے ہے ہر شخص نے جو کچھ
 ما عملوا حاضر و لا یظلم ربک احداً آمن کمائی ہے اس کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی
 الرسول بما انزل الیہ من ربہ و المؤمنون پر ظلم نہ ہوگا اُس دن جس شخص نے نیک اعمال
 کل آمن باللہ و ملائکتہ و کتبہ و رسلہ لا کئے ہوں گے وہ اس کے سامنے ہوگا اور جس نے
 نفرق بین احد من رسلہ پس بہشت برے اعمال کئے ہوں گے وہ بھی اُس کے سامنے
 در پہلوئے راست تست و دوزخ ہوگا برے افعال کرنا والا کہے گا کہ کاش میرے
 در پہلوئے چپ فمن لعل شقال ذرۃ اعمال اور میرے درمیان بہت بڑا فاصلہ ہوتا

خیر برہ و من لعل مشقال ذرۃ شریرہ آری اور میں اُس کو دیکھ نہ سکتا مثل ان آسمتوں کے
 در بعضی آیات کلمہ جزا و اجر واقع شدہ است قرآن میں بے شمار آستیں ہیں اُن لوگوں کی اتباع
 و اُن نظر بتغیر لباس و صورت اعمال ذکر و جن کے دلوں کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا
 واقع است چنانکہ صباغ بگوید کہ ہر کہ بہ ہے جو کچھ تم نے عمل کیا ہو گا اُس کو دیکھو گے تمہارا
 من پارہ طلا یا رد اجرا و پارہ طلا باشد رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔
 و ہم چنین نقرہ و مس و جز آن و اگر باندہ ایمان لائے رسول جو کچھ او ترا اُن کو ان کے رب
 بگوید کہ اگر بر من ریمان حریر بیاری جزا کی طرف سے اور سب ایمان لائے اللہ پر اور اُس
 آن جامہ حریر باشد و اگر ریمان پنبہ کے فرشتوں پر اور اُس کے کتابوں پر اور اُس کے
 آری جزا آن جامہ پنبہ باشد و صباغ رسولوں پر نہیں فرق کرتے ہم در میان رسولوں کے
 و باندہ را از خود ببردن لگیر و غیر خود مدار کسی میں۔ اسلئے تمہارے واسطے پہلو میں بہشت
 بلکہ اوعین تست و تو عین اولی و با وجود اور بائیں پہلو میں دوزخ ہے۔
 آن ہر چہ رسول علیہ السلام آورده است سو جس نے ذرہ برابر بھلائی کی وہ دیکھ لیگا اور جس نے
 از احکام دنیا و آخرت ہمہ بر حق اند و تحقق ذرہ بھر برائی کی اُس کو بھی دیکھ لیگا
 و ماتفقوا من خیر یوف الیکم و اتم لا تظلمون ہاں بعضے آیات میں کلمات جزا و اجر کا بیان ہے وہ
 و تو اند بود کہ معنی قول شیخ قدس سرہ العزیز تغیر لباس اور اعمال کے صورت کی نظر سے ہے
 و الاخرتے حادثات ایں باشند کہ برای آخرت جیسا کہ سونا کہتا ہے کہ جو شخص میرے پاس سونے کا
 خود یعنی برای چیزی کہ آخر کار و انجام کردار لکھو والا دے گا اُس کا اجر سونے کا لکھو اہی ہو گا
 رجوع بان است و آن فنا فی اللہ است اسی طرح چاندی اور تانبہ اور کسکٹ اور پیتل اور
 و بقا باللہ حادثات ام و حریص چہ از عارف علا و اُس کے جو بھی ہو اس کا اجر وہی ہو گا۔

طلب آخرت از جنت و حور و قصور نقصان اور بننے والا کتا ہے کہ جو شخص میرے پاس ریشمی موت
 است و قصور و قول رسول علیہ السلام اللہ لا دیگا جزا اُس کا ریشمی کپڑا ہوگا اور اگر موت لا دیگا
 مزرعة الآخرة نیز اشارت باشد یاں حکم جزا اس کا سونی کپڑا ہوگا زیورات بنائو والا اور کپڑا
 ای کامور سابقہ اسباب للامور والآخرة بننے والا اپنے سے علاوہ دوسرا نہیں ہے۔ یعنی اپنے
 ولاحقہ ای ماکان آخر الامر من العنار سے علاوہ اُس کو مت سمجھو بلکہ تمہارا عین ہے اور
 فی اللہ والبقا بہ ودر بعضی نسخہ و لاخوانی تم اُس کے عین ہو اور کبھی بھی اُس کو اپنے سے دور
 واقع است بجای والا آخرتی یعنی برای نہ سمجھو باوجود اس کے کہ جو کچھ رسول خدا صلی اللہ علیہ
 برادران خود کہ طالبان حق باشند عادت و سلم دنیا و آخرت کے احکام لائے ہیں وہ سب بحق
 ام والنبت ہو اللہ انبتہ اللہ نبأ احسن ہیں اور ثابت ہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ شیخ قدس سرہ
 ق فمن اللہ فاسمعوا والی اللہ فارجعوا کے قول عادت کے یہ معنی ہوں کہ میں اپنے آخرت
 ل یعنی چوں معارف و اسرار ایں کتاب کے ایسی چیز کیلئے کھیتی کر نیوالا اور حریت ہوں کہ جس کی
 از حق اندہ از من ومن ما مور نشدہ ام آخر کار و انجام اُسی کی طرف رجوع ہوتا ہے اور
 مگر باظهار معارف و اخراج اسرار سے وہ فنا فی اللہ اور بقا باللہ ہے اسلئے کہ عارف کا
 کہ دریں کتاب مذکور اند بسوی مردم از آخرت کیلئے جنت و حور و قصور۔
 غیر تصرف بزیادتی و نقصان پس از مقدار و مثل اُس کے طلب کرنا نقصان و خسارہ ہے اور رسول
 تعالیٰ کی جامع جمیع اسماء و صفات باشد مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا جو الدنیا
 و محیط بہمہ کائنات بشنود اسرار و معارف مزرعة الآخرة ہے اسی طرف اشارہ ہے یعنی یہ اور
 کتاب را ای برادران نہ از من و یکی از سابقہ اسباب امور آخرت کے ہیں اور انجام کار
 دو فائز اندہ است یا لگفتہ شود کہ تقدیر فنا فی اللہ اور بقا باللہ ہے۔ اور بعضے نسخوں

کلام ایفست فاقول اذا کان الامر علی ما
 مضی و عرف فاسمعوا ما فی الکتاب من
 الاسرار و المعارف من اللہ لانی و لبسوی
 خدا تعالیٰ رجوع کنید چون بشنود چیز
 از کتاب کہ در فہم ناقص شمایید نہ لبسوی
 من کہ القاد افاضہ معانی کتاب از حق است
 نہ از من و ہوا لبسیر لکل عیسر و ہو علم آدم
 الاسرار کلما لا انا فلعلیہ یطلعکم علی مانیہ
 کما ہی بانوار وجہ و در قول مذکور تنبیہ
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منظر
 اسم اللہ است چہ آمر برای شیخ قدس سرہ
 باخراج این اسرار و معارف از جناب
 ادب و علیہ السلام
 ق فاذا سمعتم ما یت بہ فاعوا
 ل عوا کہ در فہم است از دعویٰ یعنی است
 بمعنی حفظ یعنی پس و تفتیکہ بشنود چیز
 کہ آوردہ ام درین کتاب پس یاد گیرید
 آنرا کہ از حق است نہ از من چنانکہ گذشت
 ق ثم بالفہم فصلوا محل القول و اجمعوا
 میں لاخوانی کے بجائے و الآخرتی واقع ہے یعنی اپنے
 بھائیوں کیلئے جو کہ ظالمان حق میں کھیتی کر رہے ہیں
 اگلیں والا وہی اللہ ہے۔ اگلا دے اللہ کا اچھا
 یعنی جب کہ علوم و معارف اس کتاب خصوصاً احکم
 کے حق سے ہیں مجھ سے نہیں ہیں اور میں صرف اسلئے
 مقرر کیا گیا ہوں کہ کتاب کے اسرار و معارف کو
 جو لوگوں کی طرف ذکر کئے گئے ہیں بغیر کسی کمی و
 زیادتی کے اظہار و اخراج کر دالیسی صورت میں
 اے میرے بھائیو اللہ تعالیٰ سے جو کہ جامع جمیع
 اسرار و صفات اور تمام کائنات کا محیط ہے
 اسرار و معارف کو سنو اور سمجھو کیونکہ اللہ تعالیٰ
 ہی اسرار و معارف کا اظہار کرنے والا اور
 اخراج کر رہا ہے اور پس اور دوف میں سے
 ایک ف زائد ہے یا یہ کہا جائے کہ تقدیر کلام یہ ہے
 فاقول اذا کان الامر ما مضی و عرف فاسمعوا
 فانی الکتاب من اسرار و المعارف من اللہ لانی
 یعنی اے برادران من دگر ویدہ اسرار و معارف
 جب کوئی اسرار و معارف اس کتاب خصوصاً احکم
 کے سنو اور تمہارے فہم میں نہ آوے تو اسرار

ل فصلوا صیغہ امر است از تفصیل یعنی
 بعد از فہم معانی و دریافت مراد کتاب
 تفصیل بکنید و شرح و بسط بدہید قول
 مجمل کتاب را یعنی مراد کتاب فہمیدہ
 و بمعانی آں چنانکہ باشد و ارسیدہ
 کلام مجمل را شرح و بسط بدہید نہ از
 تخمین وطن و اگر نہ راہ کم شود و مطلوب
 فوت گردد و جمع کنید میان قول مجمل و
 و مقصود و توفیق بدہید میان ہر دو
 قول کہ آن کلام حق است چنانکہ گذشت
 و در کلام حق تعالی تدافع نیست ولو
 کان من عند غیر اللہ و جدوافیہ اختلاف
 کثیر و لہذا ند بود کہ مراد آں باشد کہ جمع
 بکنید و توفیق بدہید میان قول مجمل این
 کتاب و میان آیات قرآن و احادیث
 نبوی کہ فی الحقیقت در میان ہر دو تدافع
 نیست ق ثم منوابہ علی طالبیہ لا تمنعوا
 ہذہ الرحمۃ الّتی وسعکم فوسعوا
 ل منوا صیغہ امر است از من یمن منا

و معارف سمجھنے کیلئے اپنے کو اللہ تعالیٰ کی طرف
 رجوع کرو اسلئے کہ معانی کا القار و افافہ اللہ
 تعالیٰ سے ہے میرے طرف سے نہیں ہے وہی آسان
 کہ نوالا کل سختیوں کا ہے اور اُس نے آدم کو کل
 اسماء سکھلا دئے پس شاید نہ ہو اطلاع پانے
 والے اور پر معانی کے جیسا کہ اُس کے چہرہ کی
 روشنی ہے۔ قول مذکور میں تنبیہ یہ ہے کہ رسول
 مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اسم اللہ کے منظر میں کیونکہ
 شیخ قدس پر حکم چلانا اور اسرار و معارف کے
 رواج کا حکم دینا اور مقرر کرنا رسول مقبول
 صلی اللہ علیہ وسلم کے جناب سے ہے اور بس
 عواد کہ فعوا میں ہے دعی سے ہے بمعنی حفظ
 کرنا یعنی اس کتاب میں جو اسرار و معارف ظاہر
 کئے گئے ہیں وہ تمہارے نظر سے گذریں اور تم
 لوگ اُس کو سنو تو اس بات کو یاد کرو کہ وہ
 اللہ تعالیٰ سے ہے مجھ سے نہیں ہے جیسا کہ
 بیان کیا گیا۔ فصلوا تفصیل سے ہے اور امر کا
 صیغہ ہے۔ یعنی کتاب فصوص الحکم کے مطالب
 سمجھنے اور حاصل کرنے کے بعد معنی مجمل کو شرح

و غنا بمعنی نعمت دادن و لا تمنعوا صیغہ
 نئی است از منع بمنع یعنی بازداشتن
 گویا لا تمنعوا بیان است و تاکید مرقول منوبہ
 را و ہذہ الرحمۃ منصوب است و مفعول
 مر لا تمنعوا و وسعوا صیغہ امر است از
 توسیع یعنی پستمنت نہیند پجیزی کہ
 شنیدید از کتاب و فہمیدید بر طالبان
 کتاب و بیان بکنید اسرار و معانی بر
 ایشان کہ خود قوت اخراج آن ندارند
 و باز ندارند از طالبان چنین رحمتی کہ
 شامل و محیط است بمعنی شامچہ طلب اسلام
 مختص یکی نیست و اللہ یعدو الی دار السلام
 چہ اسلام و شارف بوی عام نباشد
 افانت تکرہ الناس حتی یکو نوا مومنین
 و ما کان لنفس ان تؤمن الا باذن اللہ
 کہ ضنت نا محمود است و نامرضی و
 نزدیک فقیر لا تمنعوا صیغہ مضارع
 جہول است مر ذکر حاضر را جواب است
 مر منوبہ را از اینجا نون اعرابی با قاطعہ
 و بسط دیکر تفصیل سے بیان کر دہی کتاب کے
 معارف و اسرار اور اس کے مراد و معنی کو
 جیسا کہ چاہئے سمجھنے اور حاصل کرنے کے
 بعد کلام مجمل کی شرح و بسط کر دیکھنا اور
 گمان سے اپنی طرف سے کچھ نہ کہو نہیں تو
 راستہ بھول جاؤ گے اور مطلب کو نہ پاؤ گے
 اور مطلوب قوت ہو جاویگا اور قول مجمل
 و مفصل کے درمیان موافقت پیدا کر دو
 اور جمع کر دو اسوجہ سے کہ یہ کلام حق ہے اور
 کلام حق میں تداخل نہیں ہے۔ اور اگر ہوتا
 نزدیک سے غیر اللہ کے پاتے اُس میں اختلاف
 بہت اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ مراد ہو یعنی
 درمیان قول مجمل اس کتاب کے اور قرآن
 و حدیث نبوی کے جمع کرو اور مقابلہ کر دو کیونکہ
 فی الحقیقت ان دونوں کے درمیان تداخل
 نہیں ہے۔ منو امر کا صیغہ ہے منا و منت سے
 ہے جسکے معنی لغت دینے کے ہیں و لا تمنعوا نہی
 کا صیغہ ہے منع و یمنع سے ہے جس کے معنی
 باز رکھنا ہے گویا لا تمنعوا قول منوبہ کیلئے

ای ان تمنعوا به علی طالبیہ لا تمنعوا رحمۃ اللہ بیان اور تاکید ہے۔ اور ہذہ الرحمۃ تمنعوا کیلئے
 ونعمۃ الی وسعکم فوسعوا ولا تجلوا یعنی پس مفعول اور منسوب ہے اور وسعوا تو وسیع سے
 وسیع کنید ان رحمت را کہ شامل حال تمام ہے امر کا صیغہ ہے۔ یعنی جب کہ کتاب فہرست الحکم
 مردم گرد د چہ ہر کہ صفت و بخل و رز د بہ کو تم نے پڑھا اور سمجھا تو اس کے معارف
 نعمت و رحمت حق تعالیٰ ان نعمت و رحمت و اسرار کو بیان کرنے اور سمجھانے کے لئے
 را کہ شامل حال اوست از وی سلب جو اس کے طالب اور اہل ہیں ان پر کسی قسم کا
 گردانند و نزداد ان رحمت و نعمت احسان مت رکھو اور معافی و مطالب کے
 نسیا منسیا گردان رحمۃ اللہ قریب سمجھانے میں کوتاہی و دریغ نہ کرو کیونکہ وہ
 من المحسنین الدین لا یجتلون مہار قلم اللہ لوگ کتاب کے معنی کو سمجھتے اور اخذ کر نیکی
 پس تو از بیان معنی دریغ مدارے قوت نہیں رکھتے اور اللہ تعالیٰ کے اس رحمت
 زبان بکشا با سر را آئی : بگو شرح معافی کو جو تمہارے اور ان کے شامل حال ہے
 را کہ ای : وایں وہم ترا ز رحمت نہ بد کہ طالبوں کو باز نہ رکھو یعنی اس رحمت سے محروم
 بمواعظ الہی ہی کس منتفع و نید پذیر نہ کرو کیونکہ اسلام کا طلب کرنا کسی ایک کے لئے
 نمی شوند کہ انتفاع و العاظ مو قوف مخصوص نہیں ہے واللہ یدعوا الی دار السلام
 براہر نگویں است و این امر بدست اوست اس وجہ سے اسلام اور اس سے مشرف ہونا عام
 و بس چنانکہ گفت و ما کان لنفس ان نہیں ہے۔ پس کیا تم ان کو بُری نگاہ سے دیکھتے
 تو من الالباذن اللہ و مرعین ترا این ہو یہاں تک کہ وہ مومن ہو جائیں کوئی شخص
 استعدا نیست کار عین تو تبلیغ احکام بغیر حکم اللہ کے ایمان نہیں لاتا۔ بخل کرنا اچھا
 است بمردم انک لا اتہدی من اجبت نہیں ہے اور خدا اور رسول کے مرضی کی خلاف ہے

ولكن الله يمدى من يشاء وهو اعلم
 بالمتدين وما عليكم الا البلاغ
 ق ولا تقضوا طالبيه فيمنعوا
 ل ولا تقضوا صيفه منى است ازضن
 يضمن ضنا بالكسر وضنا نته بالفتح بمعنى
 بجلی کردن از باب ضرب يضرب و تمنعوا
 صيفه مضارع مجولست از منع مذکور
 حاضر را یعنی ضنت نکند شمایان بدان
 رحمت در حق طالبان تا باز داشته
 نشود از آن رحمت و این قول بویید
 توجیه اخیر در لا تمنعوا است و این قول
 در بعضی نسخہ یافتہ نمی شود بدانکہ منع
 اسرار آئی از اہل اللہ قبیح تر باشد از
 اظهار آن بر نااہل و وجہ این در انفاص
 انخواس ذکر یافتہ
 ق ومن اللہ ارجوان اکون ممن
 اید فتاید و اید و قید بالشرع المحمدی
 المظهر تقید و قید و ان یحشر تانی زمرۃ
 کما جعلنا من امتہ
 اس مقام پر صاحب شارح لکھتے ہیں کہ میرے
 نزدیک لا تمنعوا صیفہ مضارع مجول ہے مذکور
 حاضر کیلئے منوابہ کا جواب ہے اس جگہ نون اعرابی
 راقط ہو گیا اسے تمنعوا بہ علی طالبیہ لا تمنعوا
 رحمۃ اللہ و نعمتہ اللتی دستکم فوسعوا و لا تبخلوا
 یعنی اُس عام رحمت کو و سلیم کرداوردہ رحمت
 تمہارے اور سب کے شامل حال ہے۔
 کیونکہ اللہ تعالیٰ کے رحمت میں جو شخص ضنت
 اور بخل کرنا ہے حالانکہ وہ رحمت اُس کے بھی
 شامل حال ہے لہذا اللہ تعالیٰ اُس رحمت و نعمت
 کو اُس سے سلب کر لیتے ہیں اور اُس کے لئے وہ
 رحمت لیا نہیں ہو جاتی ہے۔ تحقیق اللہ
 تعالیٰ کی رحمت اچھے لوگوں کے قریب ہے وہ
 لوگ جو اللہ کے رزق میں بخل کرتے۔ پس تم اسرار
 و معارف کے اظہار کرنے اور بیان کرنے میں جیسا کہ
 صحیح صحیح اور ٹھیک ٹھیک تم جان چکے ہو اور سمجھ چکے
 ہو کو تاہی و در یغ نہ کر دے
 زبان بکشا باسرا آئی۔ بگو شرح معانی را کاہی
 اس بات سے تم بے دل نہ ہو اور یہ وہم تجھے رحمت

ل اید صیغہ ماضی مجہولست از باب
 تفعیل ای من ایدہ اللہ تعالیٰ ترفیقہ
 وتاید الاعتصامی لا من ردہ اللہ تعالیٰ
 من جنابہ مجد امرہ وایاہ وتاید صیغہ
 ماضی معلوم است از باب تفعیل و
 اید نیز صیغہ ماضی معلوم است از
 باب تفعیل ای تاید بتایدہ الاعتصامی
 وایہ غیرہ بان جعلہ مستعد للتاید
 الآئی بالارشاد والتلقین وچون
 سعادت عظمیٰ در متابعت محمد رسول اللہ
 است صلی اللہ علیہ وسلم واز اینجا است
 کہ او گفت لو کان موسیٰ حیالاً ووسعہ
 الا اتباعی وکی گفت اللهم اجعلنی من
 امتہ محمد و دیگری گفت اللهم اجعلنی
 من محبیہ وعلیٰ ہذا القیاس گفت شیخ
 قدس سرہ وقید بالشرع الحمیری المظهر
 ای عن ادناس الطبیعۃ وخبث الموی
 تا صاحب مقامات گرد و دواز
 اہل الدرجات وقید صیغہ ماضی مجہولست

نہ دے کہ مواعظ آئی سے ہر شخص منتفع نہیں ہوتا اور
 نفع نہیں پاتا اور نصیحت اُس کے کارگر نہیں
 ہوتی لہذا اب اسکو اس طرح سمجھو اور جانو کہ فائدہ
 اٹھانا اور نصیحت پانا امر تکوینی پر موقوف اور
 یہ حکم اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور بس۔
 جیسا کہ کہا گیا کہ کوئی شخص ایمان نہیں لانا بغیر
 حکم اللہ کے تمہارے عین کی یہ استعداد نہیں ہے
 کہ تمہارے وعظ سے ہر شخص مستفید ہو ہاں تمہارے
 عین کی یہ استعداد ہے کہ لوگوں میں تبلیغ احکام
 کرو حضور کے شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ
 ہدایت کے راہ پر نہیں لاسکتے لیکن اللہ جس کو
 چاہتا ہے راہ ہدایت دیتا ہے آپکا کام ہدایت
 دینا نہیں ہے آپ تو صرف مبلغ ہیں ہدایت دینا
 اللہ کا کام ہے اور اللہ تعالیٰ ہدایت پانچواں
 کو خوب جانتا ہے۔ تمہارا کام تبلیغ احکام ہے
 ولا تفنوا نئی کا صیغہ ہے ضمن لیفمن سے ہے فنا
 بالکسر ہے وفنانتہ بالفتح ہے جس کے معنی بخیل کرنے
 کے ہیں۔ جو باب ضرب یضرب سے ہے وتمنعوا صیغہ
 مضارع مجہول ہے ذکر حاضر کیلئے منع سے ہے۔

از باب تفعیل عطف است برائید
 اول ای من اللہ ارجو ان اکون
 ممن قید اللہ بالشرع المذكور و تقيده
 صیغہ ماضی معلوم چون تاید و قید
 صیغہ ماضی معلوم چون اید بعد تاید
 ای تقيده بالقبول والا تقیاد والسمع
 والطاعت و قید غیرہ باعلامہ حلال
 قدرہ و کمال امرہ علیہ السلام و ان
 یحشرنا عطف است بران اکون
 ای من اللہ ارجو ان یحشرنا فی الدار
 الآخرة فی زمرۃ ای فی اہل اللہ التائبین
 لہ علیہ السلام الغایزین بالسوادت
 العظمی والدرجۃ العلیا کما جعلنا فی
 الدار الدنیا من امتہ علیہ السلام یعنی
 از خدا می تعالی امیدوارم کہ باشم از
 آن کسانے کہ موید ساخته است حق
 تعالی آنہا را بتوفیق و عنایت خود
 و متاید شدند و قبول نمودند اوامر
 و نواہی او را و تاید بخشیدہ اند
 یعنی طالبوں کے حق میں تم اُس رحمت کو وسیع کرنے
 میں بخیلی و کوتاہی نہ کرو اگر ایسا کرو گے تو تم سے وہ
 رحمت واپس لی جائیگی اور تمہارے لئے وہ
 رحمت نسیا منسیا ہو جائیگی اور یہ قول بعض نسخوں
 میں نہیں پایا گیا۔ جانور سمجھو کہ اسرار و معارف
 الہی کا روکنا اور نہ بیان کرنا جو کہ اُس کا اہل ہے اور
 جو کہ نااہل ہے اُس سے بیان کرنا بہت ہی برا ہے
 اسکی وجہ انقاس انخاص میں لکھی گئی ہے۔
 اید باب تفعیل سے صیغہ ماضی مجہول ہے اے من
 ہذہ اللہ تعالیٰ بتوفیقہ و تائید الاعتصامی لا ممن ایہ
 اللہ تعالیٰ من جنابہ محمد امرہ وایاہ۔ و تاید باب
 تفعیل سے ہے اور صیغہ ماضی معلوم ہے و اید
 بھی باب تفعیل سے ہے اور ماضی معلوم کا صیغہ ہے
 اے تاید بتائید الاعتصامی۔ و اید غیرہ بان جملہ
 مستعد للتائید الالہی بالارشاد و تلقین۔ جب کہ سوائے
 عظمیٰ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا نہیں ہے
 اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے
 تو اُن کو میرے اتباع کے سوا کوئی چارہ نہ تھا اور بھی
 کسی نے کہا ہے کہ اے اللہ مجھ کو امت محمد میں کر دے

دیگر ان را مستعد ساخته اند برای طلب حق و محبت او تبلیقین و ارشاد
 راہ حق تعالی و امید دارم کہ با شتم از آن کسانی کہ مقید ساخته است
 حق تعالی آنہا را بشرع محمدی کہ طہارت یافتہ است و پاک شدہ
 از چرک طبیعت و نجاست ہوا فائز ہوں یا نطق عن الاموی ان ہوا الا
 وحی یوحی یعنی با شتم از ان جماعت کہ پای ایشان را حق تعالی بسلاسل
 انواع شریعت مہر محمدی مقید ساخته باشد کہ ہرگز قدم از
 دائرہ شریعت بیرون نہی تو اند نہاد و دریں قول بیان است کہ شیخ
 قدس سرہ خلاف شریعت نہی کند و نہی گوید خاص دریں کتاب اگرچہ
 محبوب واقف نباشد و محرم باز محبوب راز ہیچ چراغی نصیب نیست
 پس مقید شد نہ ان کسان بقول اور بھی کہا ہے کہ اے اللہ مجھ کو محبت اُن کی عطا فرما اور
 اور علیٰ ہذا القیاس شیخ قدس سرہ نے فرمایا ہے و قید
 باشرع المحمدی المطہرات عن ادناس الطبیعۃ وحتیٰ الہوی
 یہ اس لئے کہا ہے کہ شرائع محمدی پر چلنے والا صاحب مقامات
 اور اہل الدراجات ہو۔ و قید صیغہ ماضی بھول باب تفضیل
 سے ہے اید اول کے اوپر عطف ہے اے من اللہ ارجو
 ان اکون ممن قید اللہ باشرع المذكور و قید ماضی معلوم
 کا صیغہ ہے مثل تاید و قید صیغہ ماضی معلوم کے ہے
 اے تقید بالقبول والانقیاد والسمع والطاعات و
 قید غیرہ باعلامہ و جلال قدرہ و کمال امرہ علیہ السلام
 وان یحشرنا و ذر ان یکون کے عطف ہے اے من اللہ ارجو
 یحشرنا فی الدار الآخرۃ فی زمرہ اے فی اہل اللہ تعالین
 لہ علیہ السلام فالنفسین یا سعادت العظمیٰ و درجۃ العلیا
 کما جعلنا فی الدار الدنیا من امتہ علیہ السلام یعنی اللہ تعالیٰ
 سے میں امید دار و خواستگار ہوں کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ
 اُن لوگوں میں سے کر دے اور اُس گروہ میں شامل کرے
 کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت و توفیق سے
 مضبوط کیا ہے اور اوامر و نواہی کے قبول کرنے میں
 اُن کی مدد کی ہے اور تائید بخشا ہے اور اُن لوگوں نے

والقیاد شریعت وسمع و طاعت
 آن و در قید شریعت آوردند دیگران
 را به بیان جلال قدر رسول علیہ السلام
 و کمال امر او علیہ السلام و طهارت و
 دپاکی شریعت و از خجث طبیعت
 و ہوائی نفس و امید و ارم کہ بر انگیزد
 مرا و مقتدیاں مرا در آخرت در میان
 زمرہ رسول و دوستان او علیہ السلام
 کہ کمر متابعت بر میان دارند تا بسواد
 العظمی و در جہ العلیا مشرف شوند
 چنانکہ گردانیدہ است ما را در دار دنیا
 ز امت و گر وہ رسول علیہ السلام و درین
 تعلیم امت و ادب و حفظ آن چہ شیخ
 قدس سرہ عالم و متیقن است کہ اواز
 جامع مذکور باشد پس اکنون شروع
 در مقصود آمد چنانکہ می شنوی
 ق فادل ما القاه المالك علی العبد
 من ذلک فص حکمتہ الیمیۃ فی کلمۃ آدمیۃ
 ل اول مبتدا مضاف است بسوی
 دوسروں کو مدد پہنچائی ہے اور طلب حق کیلئے اُنکو
 مستعد کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت و راستے پر
 چلنے کی تلقین کی ہے۔ اور میں امیدوار ہوں کہ میں
 اُن لوگوں میں سے ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں
 کو شرح محمدی سے مضبوط کیا ہے اور وہ لوگ
 طبیعت و ناست اور نجاست سے پاک ہو گئے
 ہیں تحقیق اُن لوگوں سے اپنی خواہش نفس سے
 کوئی کلام نہیں کیا تو بے شک شبہ اُن کا اس طرح
 کلام کہ نادجی الہی کے علاوہ دوسری چیز نہیں ہے
 اور میں یہ ہی اللہ تعالیٰ سے امیدوار خواہش رکھتا
 ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اُن لوگوں میں شامل کر لے
 کہ جن کے قدم کو اللہ تعالیٰ نے شریعت محمدی
 سے وابستہ و مقید کر دیا ہے کہ وہ لوگ کسی حالت
 میں بھی دائرہ شریعت سے قدم نکال نہیں سکتے۔
 حضرت شیخ قدس سرہ العزیز کے اس قول میں اس
 امر کا بیان ہے کہ شیخ قدس سرہ خلاف شریعت
 نہیں کہتے اور نہیں جانتے خصوصاً اس کتاب
 نصوص الحکم میں کوئی مسئلہ اور نہ کوئی حکم اور نہ
 کوئی اسرار و معارف نہ تو لکھتے ہیں اور نہ بیان

ما موصولہ یا موصوفہ و مالک فاعل القاء
و علی العبد من ذلک متعلق بالقاہ و
کہتے ہیں اگر محبوب اس سے واقف نہیں ہوتا اور محروم
ہوتا ہے تو ہم کہیں گے کہ

نفس حکمتہ الکیۃ خبر مبتدا و فی کلمۃ آدمیۃ
صفتہ مرفوضہ و اضافہ اول بسوی ما
بیانیہ باشد یا من ذالک بیان ما باشد
یعنی پس اول چیزیکہ القار و افاضہ کرد
آزما مالک خاص و معہ و برہندہ خویش
از ان کتابی کہ دادہ بود آزا و امر کردہ با خدا
آن رسول اللہ صلعم نفس حکمتہ الکیۃ است
کہ واقع است در کلمہ آدمیۃ یعنی در عینی
و روحی کہ منسوب باشد بآدم صغی اللہ
کہ اول فرد نوع انسانی باشد علیہ الصلوۃ
و السلام ازینجا است کہ نفس حکمتہ الکیۃ منسوب
بآدم شد و اگر نہ حکم الکیۃ در روح ہر نبی
و عین اوداق اند خاص رسول ماصلی اللہ
علیہ وسلم کہ خاتم الانبیاء و افضل العرف
است و مظہر اسم جامع باصالت بلکہ
معارف الکیۃ در عین ہر فرد انسانی کل
باشد اگر چہ بطور زنیاند۔

اول مبتدا و مضاف موصولہ یا موصوفہ کی طرف ہے

مصرع۔ وصف جبریلی در انسان بود و رفت
پس ہر فرد انسان کل باشد چنانکہ گفت
باری تعالیٰ من قتل نفسا بغير نفس او
فساد فی الارض فکانا قتل الناس جميعا
ومن احياہا فکانا احیا الناس جميعا
یگوئی کہ اول باب از آن کتابی کہ القا
کرد مالک بر بندہ خویش تا آخر مالک
و عبد گفت تا تنبیہ کند کہ گنجینہ معارف
و حکم ملک حق است و بندہ مالک
آن نیست پس تصرف بندہ در آن
گنجینہ روا نباشد مگر و قتیکہ ماذون
باشد چنانکہ شیخ قدس سرہ ماذون
شد و ما مورشد با اخراج این اسرار
و نفس ہر حکمت کہ درین کتاب است
کلمہ است کہ منسوب باشد آن نفس
بسوی آن چنانکہ در اخراج این نفس شیخ
قدس سرہ خود خواہد گفت یعنی
محل نفوس حکمتہ الہیہ است کہ عین
ثابتہ یا روح آدم صفی باشد یعنی
و مالک فاعل القاہ ہے و علی العبد من
ذلک متعلق القاہ کے ہے و نفس حکمتہ الہیہ خیر
بتدار ہے و فی کلمتہ آدمیہ نفس کی صفت اور اضافہ
اول طرف مابیانہ کے ہے یا من ذلک بیان ماکا
ہے۔ یعنی سب سے پہلے اول چیز جسکو کہ مالک
خاص و مہمود نے اپنے بندہ پر القا و اضافہ کیا
اُس کتاب سے کہ جو کتاب رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم کے دست مبارک میں تھی اور جس کیلئے
لینے کیلئے مجھے حکم دیا تھا وہ حکمت الہیہ ہے جو کلمہ
آدمیہ میں ہے۔ چونکہ اول فرد نوع انسانی حضرت
آدم صفی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اسوجہ
سے یہ نفس حکمت الہیہ حضرت آدم صفی اللہ کی طرف
منسوب ہے جو عین یا روح حضرت آدم صفی اللہ
ہے حقیقت میں حکمت نفس الہیہ ہر نبی کے روح
و عین میں واقع ہے خصوصاً ہمارے سردار
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے روح و عین
میں جو کہ قائم الانبیاء و منظر اسم جامع اصالۃ ہیں
واقع ہے۔
بلکہ معارف الہیہ ہر فرد انسانی کی روح و عین

اول چیز یہ کہ القار کہہ کر آنحضرت تعالیٰ پر
بندہ خویش نص حکمتہ الکیہ است کہ
واقع شدہ است در کلمہ آدمیہ و ازینجا
ظاہر شد وجہ تسمیہ اس کتاب باین
اسم و الکیہ اسم مرتبہ است کہ جامع
جميع اسماء و حقائق است

ق لما اشار الحق تعالیٰ من حیث اسماءہ
الحسنی التي لا یبلغها الا حصاء ان یری
ایمانہا

ل لما اشار بامتعلقات شرط است

وجزا شرط محذوف باشد یعنی او بعد
آدم چنانکہ ظاہر کردہ خواهد شد

انشار اللہ تعالیٰ یعنی ہر گاہ خواست
حق تعالیٰ و تعلق گرفت مشیت او

باینکہ بیند حق تعالیٰ ایمان اسماء
خود لیکن مشیت مذکور نظر باسمائہ

جزئیہ باشد کہ در شمار نیاند و ہر واحد
جنس اند و مراد از ایمان اسماء الکیہ

صورت حقایق آن اسماء اند یا مراد ازینجا
تشریح کریں گے۔ یعنی محل نفوذ حکمتہ الکیہ ہے جو کہ

میں واقع ہیں اگرچہ اُس کا تصور نہ ہو۔ وصف جبریلی
در انسان بود و رفت۔ پس ہر فرد انسان کل ہے
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ یا کہو کہ اول باب
اس کتاب سے مالک نے اپنے بندہ پر القار و اقامتہ
فرمایا وہ حکمت الکیہ ہے۔ مالک مہود نے اپنے کو
مالک اور جس پر حکم و معارف القار فرمایا اُس کو

عبد کہا اس کہنے میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ
گنجینہ معارف و حکم اللہ تعالیٰ کی ملک ہے بندہ اُس کا
مالک نہیں ہے اور اُس گنجینہ معارف و حکم میں تصرف
یا اُس کا اظہار کرنا جائز نہیں ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ

اُس کے ظاہر کر نیکا حکم دے تو وہ ظاہر کر سکتا ہے
اور اُس کے ظاہر کرنے میں وہ بندہ مامور و معذور

ہوتا ہے جس طرح ابن عربی قدس سرہ اللہ تعالیٰ
کے خزانہ میں تصرف کرنے میں منجانب اللہ مقرر

کئے گئے ہیں اور اسرار و معارف کو ظاہر کرنے میں
وہ معذور ہیں۔ اور نص ہر حکمت کی جو کہ اس کتاب

میں ہے وہ کلمہ ہے اور وہ نص اُسی کلمہ کی طرف
منسوب ہے۔ جیسا کہ اخیر میں خود شیخ قدس سرہ اس کی

تشریح کریں گے۔ یعنی محل نفوذ حکمتہ الکیہ ہے جو کہ

ذوات اسماء باشند کہ ارباب اعیان
 و ماہیات کو نہ اند
 ق وان شت قلت ان یری عینہ
 ل یعنی اگر بخاہی بگوی بجای ان یری
 اعیانہ ان یری عینہ - یعنی ہر گاہ خواست
 حق تعالی بحسب اسماء غیر متناہی خود کہ
 بہ بیند عین خود را آل ہر دو عبارت
 یکے ہست چہ صور حقائق و اعیان اسماء
 حق تعالی عین حق اند فی جامع کون
 یحضر الامر یعنی بہ بیند حق تعالی اسماء
 حقائق صور و اعیان خود در کون مختصر
 کہ جامع باشد مر جامع حقائق کو نہ
 مفردات و مرکبات را کہ حاضر و جمیع
 اسماء باشند و کون عبارت است
 از وجود خلق ازین رو کہ خلق باشند
 نہ حق و مراد این جا کون و موجود است
 و کون جامع حاضر انسان کامل باشد
 یا بگویی کہ انسان مطلق ق لکونہ منفعا
 بالوجود این قول لعلیل است مرقول
 عین ثابتہ یا روح حضرت آدم صغی اللہ کی ہے - یعنی سب
 پہلے جو چیز کہ حق تعالی بنے اپنے بندہ پر القاء فرمایا وہ
 فص حکمت الہیہ ہے جو کلمہ آدمیہ میں واقع ہے اور اس
 مقام پر وجہ تسمیہ اس کتاب فصوص الحکم کی اس اسم
 کے ساتھ ظاہر ہوئی اور اسم الہیہ اس مرتبہ کا نام ہے
 جو کہ تمام اسماء و حقائق کا جامع ہے -
 لما شاء متعلقات کے ساتھ شرط ہے اور شرط کی جزا
 محذوف ہے یعنی او بعد آدم جیسا کہ ظاہر کیا جائیگا
 انشاء اللہ تعالی یعنی جب کہ چاہا اللہ تعالی نے اور
 اس کی مشیت اس امر کی مقتضی ہوئی کہ اپنے اسماء
 جزئیہ کے اعیان کو جس کی کوئی حد و اتہا نہیں اور
 ہر ایک دوسرے کے جنس میں ملاحظہ کرے اعیان
 اسماء سے مراد ان اسماء کے حقائق کی صورتیں ہیں یا
 ان اسماء کی ذات میں ارباب اعیان و ماہیات کو نہ ہیں
 یعنی اگر چاہو تو ان یری اعیانہ کے بجائے ان یری
 عینہ کہو یعنی جب کہ چاہا اللہ تعالی نے اپنے اسماء غیر
 متناہی کے لحاظ سے اپنے عین کو دیکھے اسلئے کہ حقائق
 کی صورتیں اور اعیان اسماء حق تعالی عین حق ہیں
 اور نتیجہ دونوں عبارتوں کا ایک ہے -

شیخ را کہ بحصر الامر باشد یعنی حاصر لودن
کون جامع مر جمیع اسماء را نظر باین باشد
کہ کون جامع مصحف است بوجد اگر چه
بذات خود معدوم باشد یعنی کون جامع
نظر باینکہ موجود است بوجد حق و قابل
تکون جمیع اسرار و جود حصر کردہ است
مرام جمیع اسماء آئینہ را دور بعضی نسخہ
متصفاً بالوجہ واقع است بجای
متصفاً بالوجود یعنی سارے کو کون
جامع متصف است بوجہ اسماء حق
پس ہر موجود اسم او باشد کہ حق تعالی
عین خود را بوجہ دران موجود و اسم
می بیند و در کامل یا مطلق انسان می
بیند و جہ او جمیع اسماء حق و بطر بہ
سرہ ال این قول عطف است
بر بحصر یعنی کوئے کہ ظاہر شدہ گردد
بدان سر حق تعالی بسوئے حق تعالی
چہ انسان سراد از اسماء و صفات
ظاہر میگردد بسوئے او کہ انسان منظر

یعنی ملاحظہ کرے حق تعالی اپنے اسماء اپنے عین او و حقائق
کی صورتوں کو ایسے کون جامع و مخفّر میں کہ جو اپنے
استعداد و قابلیت سے تمامی حقائق کو نیہ مفردان و مرکبات
کا جمع کر نیوالا اور تمامی اسماء کا حصر کر نیوالا ہو اور کون
مراد خلق کا وجود ہے اس اعتبار سے کہ خلق ہے حق نہیں
ہے اور اس جگہ کیون اور وجود مراد ہے و کون جامع
حاصر انسان کامل ہے یا لکھو کہ انسان مطلق ق لکونیہ
منفعاً بالوجود دل یہ قول شیخ کے اس قول کا جو کہ
بحصر الامر ہے تعطیل ہے یعنی گھیر لینا اور احاطہ کر لینا
کون جامع یعنی انسان کامل کا تمامی اسماء الہی و نامتہای
اس نظر سے ہے کہ کون جامع حاصر وجود حق سے
مصحف ہے اگر چہ ذات کے اعتبار سے معدوم ہے یعنی
کون جامع جو کہ انسان کامل ہے اور وجود حق سے
مصحف ہے اور موجود ہے اپنے اندر وجود کے تمام
اسرار و معارف کے پیدا ہونے اور ظاہر ہونے کی
استعداد و قابلیت رکھتا ہے اور اسماء آئینہ کے کل
احکامات کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔ بعضی نسخوں میں
مصحف بالوجود کی جگہ پر مصفا بالوجہ واقع ہے یعنی
کون جامع جو کہ انسان کامل ہے اور وجہ حق سے

جمیع اسماء و صفات و کمالات حق تعالیٰ باشند
 پس تا آنکہ انسان در عرصہ ظهور نیامدہ
 بود سر او در سراوقات غیب مستور
 بود الا انسان سری و نامرہ و جارات
 کہ قول مذکور معطوف باشد بر یری یعنی
 ہر گاہ خواست حق تعالیٰ بحجب اسماء
 کہ غیر تنہا ہی اندا سکہ بہ بندہ حق تعالیٰ
 اعیان اسماء یا عین خود را در کون
 جامع و خواست کہ ظاہر شود دیدان
 کون سر حق بسوئے حق و تواند بود
 کہ معطوف باشد بر متصف بتاویل
 یتصف بالآتاویل و برین تقدیر
 قول او مکونہ تعلیل باشد مرویت
 حق تعالیٰ را کہ متعلق است باعیان
 اسماء و عین حق در کون جامع یعنی
 رویت حق تعالیٰ مرعین خود را و اعیان
 اسماء را در کون جامع کہ حاضر باشد
 مرا جمیع اسماء را بنا بران است کہ
 کون جامع متصف می شود بوجود و

متصف ہے اس لئے ہر موجود حق تعالیٰ کی اور اسم میں
 حق تعالیٰ اپنی ہی وجہ اور اسم میں اپنے عین کو دیکھتا ہے
 یاوں کو کہ اللہ تعالیٰ اپنے عین و جمیع اسماء و وجہ کو
 انسان کامل یا انسان مطلق میں دیکھتا ہے یہ قول بصر
 بر عطف ہے یعنی وہ کون جامع جس سے کہ اللہ تعالیٰ
 کا سر اللہ تعالیٰ کی طرف ظاہر ہوا وہ انسان کامل یا
 انسان مطلق ہے اسلئے کہ انسان کامل یا انسان مطلق
 سے اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء و صفات ظاہر ہوتے
 ہیں اور تمام اسماء و صفات و کمالات کا مظہر ہے
 جب تک انسان کامل پیدا نہیں ہوا تھا اللہ تعالیٰ
 کا سر پردہ غیب میں پوشیدہ تھا اللہ تعالیٰ نے
 خود ہی فرمایا ہے کہ انسان میرا سر ہے اور میں اُس کا
 سر ہوں۔ آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ قول مذکور
 یری بر معطوف ہے یعنی جس وقت چاہا اللہ
 تعالیٰ نے اپنے اسماء لا متناہی کے ظہور کے تقاضا سے
 کہ دیکھے اپنے عین کو یا اپنے اسماء کے عین کو ایسے
 کون جامع میں کہ اُس کون جامع سے اللہ تعالیٰ
 کا سر اللہ تعالیٰ ہی کے طرف ظاہر ہوا وہ یہ بھی
 ہو سکتا ہے کہ متصفاً پر یتصف بتاویل بالآتاویل

ظاہر میگردد بوجہ سر حق تعالیٰ بسبب
 حق تعالیٰ۔ بدانکہ شیخ قدس سرہ اسم
 حق گفت کہ اسم ذات باشد تاشبہ کنید
 کہ مشیت مذکور مقتضائے ذات حق
 تعالیٰ است نہ مقتضائے صفات و
 او و فرق کردن میان اسم ذاتیہ و
 اسم صفاتیہ کار عارف باشد
 و فقیر آزاد را نفس الخواص گفته است
 و مشیت باری تعالیٰ امر ہر چیز را ازلی است
 چہ مشیت او عبارت است از تجلی ذاتی
 و عنایت سابق بایجاد و اعلام پس
 مراد این جا تعلق مشیت باشد و این
 حادث باشد پس کلمہ لما بجائے خود
 واقع است و من حیث اسماء الحسنی
 گفت تا تنبیہ کند کہ مشیت حق تعالیٰ
 بدیدن عین حق و اعیان اسماء حق
 در کون جامع نظر با اسماء باشد چہ
 ذات او بہر چیز محتاج نیست
 ان اللہ غنی عن العالمین۔

معطوف ہو۔ ایسی صورت میں قول لکونہ اللہ
 تعالیٰ کے رویت کیلئے جو کون جامع میں اعیان
 اسماء و عین حق کے دیکھنے کے متعلق ہے تعلیل ہے
 یعنی دیکھنا اللہ تعالیٰ کا اپنے عین کو یا اپنے اسماء
 کے اعیان کو ایسے کون جامع میں۔ جو اس کے تمام
 اسماء و صفات کا احاطہ کر نیو لالا اور گھرنے والا ہو
 اسلئے ہے کہ کون جامع اللہ تعالیٰ کے وجود سے
 منصف ہے اور اس کون جامع سے اللہ تعالیٰ کا
 سر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ظاہر ہو رہا ہے جانو کہ
 شیخ قدس سرہ نے اسم حق کہا ہے کہ اسم ذات ہے تاکہ
 متنبہ کرے کہ اللہ تعالیٰ کے ذات کے تقاضا کرنے
 سے مشیت مذکور اس امر کی طرف متوجہ ہوئی کہ
 اللہ تعالیٰ اپنے عین کو ملاحظہ کرے اور اللہ تعالیٰ
 کے کسی صفات کے تقاضا سے مشیت مذکور امر
 مذکور کی مقتضی نہیں ہوتی اور درمیان اسماء ذاتیہ
 اور اسماء صفاتیہ کے فرق کرنا عارف باللہ کا کام
 ہے اور انفاس الخواص میں اس کا ذکر کیا گیا ہے
 اور مشیت حق تعالیٰ کی ہر چیز کو ظاہر کرنے کیلئے انہی
 ہے۔ اب سمجھو کہ مشیت اللہ تعالیٰ کی تجلی ذات اور

بخلاف اسماء پر غفار صاحب و تب را
 خواہاں و منعم نعمت را قرآن را کہ نعمت
 بد ہر طالب است چنانکہ سلطان بذات
 بیج حراز لباس فاخرہ و تخت و قیل و
 اسب و لشکر محتاج نباشد و نظر اسماء
 کہ آمرشد و ناہی و عادل و غیر آن بہ لباس
 چیز محتاج باشد و اسم عبارت است
 از ذات کہ متصف باشد بصفات
 مثلاً ذات کہ متصف باشد رحمت اتقانہ
 رحمن است و ذات کہ متصف باشد
 برحمت و جوہیہ رحیم باشد و ذات کہ
 متصف باشد بمفرت غفار است
 و ذات کہ متصف باشد با تمام تنہم
 و علیٰ ہذا القیاس چنانکہ انسان ذات
 است و بس۔ و ذات با صفت کتابت
 و فضیلت و ضحک و تعجب و حس الوجہ
 و قبیح الطلعہ اسماء انسان باشد
 پس ذات انسان واحد باشد و اسماء
 آل متکبر پس زید اسم باشد و عمر خالد
 غنایت ازلی کی پہلے سے موجودات عالم کے اعلام و
 ایجاد کیلئے ہے اور اس جگہ مراد تعلق مشیت کا ہے
 اور یہ حادث ہے پس کلمہ لما بجائے خود واقع ہے
 اور من حیث اسماء الحسنیٰ کہا تا متنبہ کرے کہ مشیت
 اللہ تعالیٰ کی کون جامع یعنی انسان کامل میں اپنے
 اسماء کے اعیان کو یا اپنے عین کو دیکھنا اسماء کے
 نظر سے ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات عالم سے غنی
 اور بے پروا ہے اور کسی چیز کی محتاج نہیں ہے ان اللہ
 غنی عن العالمین۔ خلاف اسماء کے۔ کیونکہ اسم غفار
 گنہگار کا اور اسم منعم نعمت کا اور جب کو نعمت دیجائے
 اس کا طالب و خواہاں ہے جیسے کہ بادشاہ ذات کی
 نظر و اعتبار سے کسی چیز کا مثل لباس فاخرہ اور
 تخت و ہاتھی و گھوڑا و لشکر وغیرہ کا محتاج نہیں ہے
 لیکن اسماء کے نظر سے روکنے والا حکم چلائی والا انصاف
 کر نیوالا اور علاوہ اس کے بہت ہی چیزوں کا محتاج
 ہے اسم عبارت ہے ایسے ذات کی جو اپنے اسماء کے
 کسی نہ کسی اسم سے متصف ہو مثلاً جو ذات کہ رحمت
 اتقانہ کے صفت سے موصوف ہو وہ رحمن ہے اور
 جو ذات کہ رحمت و جوہیہ کے صفت سے موصوف ہو

اسم باشد و بکر و عمران با آنکہ ہر واحد
 عین انسان اند ہم جنیں حق تعالیٰ واحد
 باشد بذات و متکثر با سمار پس انکوں
 دانستی کہ اسم عین مسمیٰ باشد و کلمہ رحمن
 و رحیم و غفار منتقم اسم الایم است و اسم
 حق تعالیٰ نظر بذات و حقیقت طالب است
 و مظهر انا انوار مکتوبہ و اسرار مخزونہ و
 ظاہر گرد چنانکہ اسم انسان کہ سخی باشد
 مظہری طلبہ و الاسخاوت و کمالات
 و ظاہر نگر دو ہم جنیں چند چیز دیگر
 مطلوب است و گرنہ سخاوت ظاہر
 بگرد دو ہم جنیں غفار مظہری خواہد
 و چند چیز دیگر از تب و تدتب
 مطلوبہ است چنانکہ فرمود رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم بولم نذب الذہب
 اللہ بکم و آتی بقوم مد
 و گرنہ اسم عفار و زکرب و کانت
 باشد و ہر موجود اسکے است از اسماء
 حق تعالیٰ و مظہر عین ظاہر باشد پس

وہ رحیم ہے اور جو ذات کہ انتقام کے صفت سے
 موصوف ہو وہ منتقم ہے اور اسی طرح اُس کے کل
 اسماء کو قیاس کر لو۔ جیسے کہ انسان ایک ذات ہے
 اور بس۔ ذات انسان کا کتابت و فضیلت دینی
 و تعجب و خوبصورتی و بد صورتی کے صفاتوں سے
 متصف ہونا یہ سب اُسکے اسماء ہیں اب اسکو بھی
 سمجھ لو کہ ذات انسان اکیلی ہے اور اسماء اُس کے
 ہیں زید و بکر و علاوہ اُسکے اسم ہیں حالانکہ ہر ایک
 عین انسان ہے اسی طرح حق تعالیٰ ذات کے اعتبار
 سے واحد ہے اور اسماء کے اعتبار سے کثیر ہے اب تم
 اس بات کو بخوبی سمجھ گئے ہو گے کہ اسم عین مسمیٰ ہے۔
 اور کلمہ رحمن و رحیم و عفار و منتقم اسم الایم ہیں اور
 اللہ تعالیٰ کا اسم اپنے ذات و حقیقت کی نظر سے
 مظہر کا طالب ہے تاکہ چھپے ہوئے خزانے اور اُسکے
 انوار ظاہر ہوں جیسے کہ انسان کا اسم جو کہ سخی ہے
 مظہر کا طالب ہے جس سے اُسکے سخاوت و کمالات
 ظاہر ہوں نہیں تو سخاوت و کمالات اُسکے ظاہرہ
 ہوں گے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا اسم عفار اپنے
 مظہر کا خواہاں ہے اور چند چیزوں کا مثل گناہ

ہر موجود عین حق باشد بائکہ غفار متقم
 نیست و ہادی مفضل نہ چنانکہ قائم قاعد
 نباشد و قاعد ساجد نہ پس شاہد
 شریعت راہ یافت و بر منصفہ شہود متجلی
 شد پس باطل باطل باشد و حق حق
 چنانکہ نافع نافع است و ضار ضار ہے
 انکار باطل نتوان کرد کہ انکار حق باشد
 چہ باطل عین حق است ۵
 چوں بعض ظہورات حق آمد باطل
 پس منکر باطل نہ شود جز جاہل
 و امر بمعروف و نہی از منکر غیر انکار باشد
 باطل نظر باینکہ موجود است
 حق باشد و ازیں را کہ متضمن عدم است
 باطل و مردود از جناب اسم ہادی پس
 قول شیخ قدس سرہ اسماء الحسنی اثر است
 کہ ہر موجود مظهر اسم است از اسمائے
 حق چنانکہ گذشت جس باشد بذات خود
 یا شر شرارت آن نظر بعارض است
 و عارض معارض ذات نمی تواند شد

و گنگار کا طالب ہے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر پیدا ہونیوالی مخلوق سے گناہ
 سرزد نہ ہوتا اور کوئی گنگار نہ ہوتا تو میں ان سب
 کو اپنے طرف اٹھالیتا اور ایک ایسی مخلوق پیدا کرتا
 جو گناہ کرتے اور میں ان سب کو معاف کرتا اور بخشتیتا
 اب تم سمجھو کہ اگر گنگار نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کا اسم
 غفار کرب و بے چینی میں رہتا۔ ہر موجود اللہ کے کسی
 نہ کسی اسم کا مظهر ہے اور منظر عین ظاہر ہے اس لئے
 ہر موجود عین حق ہے۔ باوجود اس کے اب سوچو
 اور سمجھو کہ پھر ہی غفار متقم ہیں ہے اور ہادی مفضل
 نہیں ہو سکتا جیسا کہ بیٹھنے والا کھڑا ہو نیلا نہیں ہے
 اور کھڑا ہو نیلا سجدہ کر نیوالا نہیں ہو سکتا۔
 پس شاہد شریعت درمیان میں آئی اور شہود کے چہرے
 پر متجلی ہوئی اور بتایا کہ باطل باطل ہے اور حق حق ہے
 جیسا کہ نافع نافع ہے اور ضار ضار ہے لیکن باطل کا
 انکار نہیں کرنا چاہئے کہ باطل کا انکار حق کا انکار ہے
 کیونکہ باطل عین حق ہے۔

پس مراد باسما و حق تعالیٰ اسماء جزئیہ باشند ازین جا گفت اللّٰتی لایبلغھا الاحصاء یعنی در شمار نیامند چه اسماء جزئیہ او غیر متناہی اند و ازین جامی بیی کہ موجودات غیر متناہی اند اگرچہ اسماء کلیہ او متناہی باشند خود و ذلوی بگوئی یا یک ہزار و یک یا غیر آن مثلاً نافع اسم کلی دوست و مر نافع ناجزیات غیر متناہی اند ازین جاست کہ موجودات نافع غیر متناہی اند و ہم چنین ضار و عمرآن قل لوکان البحر مداد الکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی و قدم صفات قبل سمیع و بصیر و انہا منافی نیست کہ آثار صفات در لائزال باشند و ظہور آنہا مقرون بحدوث گردد چنانکہ زید مثلاً امرار سمیع است و ظہور این صفت فردا کہ متعلق بمسغوعات خواهد شد خواهد گشت بخلاف جدار و اشجار کہ چون

اچھے اچھے کاموں کے کر نیکا حکم دینا اور برے افعال سے پرہیز کرنے کو منع کرنا اس سے باطل کا انکار لازم نہیں آتا ہے باطل اس نظر سے کہ متضمن عدم سے ہے اسم ہادی کے جناب میں باطل و مردود ہے اب سمجھو کہ قول شیخ قدس سرہ جو کہ اسماء محسنی ہے اشارہ ہے کہ تمام موجودات اللہ تعالیٰ کے کسی نہ کسی اسم کے منظر ہیں بذات خود کسی چیز کا اچھا ہونا یا برا ہونا جیسا کہ ذکر کیا گیا عارض ہے اور عرض ذات کا معارض نہیں ہو سکتا حق تعالیٰ کے اسماء سے مراد اس جگہ اسماء جزئیہ ہیں جن کا شمار نہیں ہے اسی جگہ سے کہا ہے کہ موجودات عالم غیر متناہی ہیں کیونکہ اسماء جزئیہ حق تعالیٰ کے غیر متناہی ہیں اگرچہ اسماء کلیہ اُس کے متناہی ہیں ننانوے کو یا ایک ہزار کو یا اُس سے زیادہ کو مثلاً اسم نافع اللہ تعالیٰ کا اسم کلی ہے اور اسم نافع کے جزئیات غیر متناہی ہیں اسی جگہ سے ہے کہ موجودات نافع غیر متناہی ہیں۔ اسی طرح سے اللہ تعالیٰ کے اسم ضار کو سمجھ لو اور اُس کے دوسرے اسموں کو بھی جان لو کہ وہ اگر سمندر میرے رب کے کلمات لکھنے کیلئے سیاہی ہو جائیں تب بھی میرے رب کے کلمات کو نہیں

سمیع نیستند در ہیج وقتے مسموعات
بر آہنا انکشاف نخواہد یافت پس در
اولیت و باطنیت علم بود و در آخریت
و ظاہریت شہود ہوا اول و الآخر
و الظاہر و الباطن قدا حاطہ بکل شیء علما
و احصی کل شیء عددا
ق فان رویتہ البشی نفسہ بنفسہ ما ہی
مثل رویتہ نفسہ فی امر آخر کیونکہ نہ
کالمراة
ل ایں قول تعلیل است مرقول
سابق را کہ لما اشار الحق باشد تا آخر
یعنی خواست حق تعالی کہ بہ بیند عین
خود را و اعیان اسماء را در کون جامع
حاصر چہ دیدن شے مر ذات خود را
بذات خود نیست مثل دیدن شے مر
ذات خود را امرے دیگر کہ مثل آئینہ
باشد چہ دین حاشہودے دیگر باشد
و نمودے دیگر بلکہ اول شہود و نمود نمود
چنانکہ اشارت کردہ است و امر دیگر
لکھ سکیں گے۔ صفتوں کا قدیم ہونا مثل سمیع و بصیر
اور اُس کا ازل میں پایا جانا اس امر کی منافی نہیں
ہے کہ صفت کے آثار لایزال میں ہوں اور ظاہر ہونا
اُس کا حدوث پر موقوف ہو کہ جیسا کہ زید آج کے
دن سمیع ہے اور ظہور اُس صفت کا کل کے دن جبکہ
سننے والی چیزوں سے متعلق ہو گا تب سمیع ہو گا ایسا
نہیں ہے بلکہ اولیت و باطنیت میں علم تھا اور ظاہریت
اور آخریت میں شہود ہے۔ خلاف دیوار اور درخت
کے جبکہ وہ سننے والے نہیں ہیں کسی وقت بھی سننے
والی چیزوں کا انکشاف نہیں ہو گا وہی اول ہے
وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے۔
یہ قول پہلے والے قول پر جو کہ لما اشار الحق ہے
تعلیل ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اپنے عین
کو یا اپنے اسماء کے اعیان کون حاضر جامع ہیں
کہ جو انسان مطلق ہے دیکھے کیونکہ دیکھنا کسی شے
کا اپنے ذات کو اپنے ذات میں مثل اُس دیکھنے
کے نہیں ہے کہ دیکھنے سے اپنی ذات کو کسی دوسری
چیز میں کہ جو مثل آئینہ کے ہے۔ کیونکہ اس طرح
دیکھنے میں شہود و نمود دوسری قسم کا ہے۔

نظر بظاہر گفتہ شد کہ محبوب بر آنست
 و اگر نہ امر دیگر موجود نیست ہر جہت
 عین ادست ۵
 بلکہ پہلے جس طرح سے کہ دیکھنا تھا اُس کے لئے
 کہہ سکتے ہیں کہ اُس دیکھنے میں شہود و نمود نہیں
 تھا جیسا کہ کہا گیا۔

غیر تش غیر در جہاں نگداشت : لا جرم
 عین جملہ اشیا شد : از اینجا است کہ
 گفت شیخ قدس سرہ کیوں کہ کلام آراء
 یعنی باشد امر دیگر مر آن سی را بچو آئینہ
 اور دوسری بات یعنی دوسرا دیکھنا ظاہر نظر و اعتقاد
 سے کہا گیا ہے کیونکہ جو حجاب میں ہے اُس کے
 نظروں میں دو وجود ہیں دراصل کوئی دوسری
 چیز موجود نہیں ہے جو کچھ ہے عین شہود ہے۔

ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن
 قی قائمہ نظر نفس فی صورہ یعطیہا
 المحل المنظور فیہ مالم یکن یظہر لہ من
 غیر وجود ہذا المحل ولا تجلیتہ لہ
 اسی جگہ سے شیخ قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ وہ
 دوسری چیز مثل آئینہ کے ہے وہی اول ہے
 وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے۔
 یہ قول حضرت شیخ قدس سرہ کے قول کیلئے جو کہ فان
 رویت آتشی نفس فی نفس تا آخر ہے تعلیل ہے

ل ایں قول تعلیل است مرقول
 شیخ را کہ فان رویتہ آتشی نفس فی نفس
 باشد تا آخر یعنی رویت اول مثل رویت
 ثانی نباشد چہ در رویت ثانی ظاہری
 شود مرشی را نفس و ذات آن بصورتی
 و شکلی کہ میدہد آنرا محل مذکور کہ منظور
 فیہ باشد کہ نظر و تجلی دروے واقع
 باشد کہ آنرا آئینہ فرض کردہ یعنی آن

یعنی پہلا دیکھنا مثل دوسرے دیکھنے کے نہیں ہے
 کیونکہ دوسری طرح سے دیکھنے میں دیکھنے والے
 کی نفس و ذات ایسے صورت و شکل میں جس پر
 کہ نظر و تجلی واقع ہوتی ہے وہ محل مثل آئینہ فرض
 کر لیا گیا ہے ظاہر ہوتی ہے یعنی وہ صورت
 بلا تحقق محل ظاہر نہیں ہوتی اور دیکھنے والے کا
 سامنے ہونا بھی ضروری ہے یعنی دیکھنے والے کا

صورت ظاہری نہی شود مرآن شی را بلا تحقیق اور اس محل جس میں وہ نظر کرتا ہے دونوں کا ہونا
محل مذکور وہی تجلی شدن شی دران محل ہے لازمی و ضروری ہے اور شکل عجیب و غریب کے
ظہور صورت کسی بی محل منظور فیہ کہ دروے ظاہر ہونے کیلئے وہ محل منظور فیہ جس میں دیکھنے والا
صورت مذکور ہوید اگر وہ بی مقابلہ نظر کرتا ہے دیکھنے والے کا مقابل ہونا بھی لازمی و
نمودن آنکس مر محل منظور فیہ را مقصور ضروری ہے اسی نظر و اعتبار سے یعطیہا المحل منظور
نیست برای ظہور صورت غریب و شکل فیہ کہا ہے نہیں تو فاعل یعنی صورت کا پیدا کرنا والا
عجیب محل منظور فیہ و مقابلہ ناظر ہوے اور شکل یہ سب کے سب وہی ناظر و شاہد ہے یعنی
لازم باشد و ضروری و ہمین اعتبار فاعل و موجد صورت و شکل وہی ہے وہی ناظر
یعطیہا المحل منظور فیہ گفتہ است و لکن و شاہد ہے اور وہی شاہد ہے وہی مشہود ہے وہ
فاعل و موجد صورت و شکل یہاں ناظر شاہد اور مشہود ہے جو کچھ کہا گیا ہے حتیٰ کے بارے
و شاہد است و موجد الشاہد و موجد المشہود میں تھا اس وجہ سے مقابلہ سے تجلی کو تعبیر کیا بعضوں نے
و شاہد و مشہود و چون سخن در حق بود تجلیہ کا بدل جو کہ مصدر مضاف ہے ضمیر غائب کی
از مقابلہ تجلی تعبیر نمود بعضی بدل تجلیہ مطلق باب تفعیل سے تجلیہ پڑھا ہے مصدر غیر مضاف
کہ مصدر مضاف باشد بسوی ضمیر باب تفعیل سے جیسے تسمیہ یعنی بغیر محل منظور فیہ کے
غائب از باب تفعیل تجلیہ خواندہ نہ جلادے ہوتے۔

مصدر غیر مضاف از باب تفعیل چون اب سواد سمجھو کہ صورت عجیب و شکل غریب کے
تسمیہ یعنی از غیر جلادادن مر محل منظور فیہ دیکھنے کیلئے جگہ کا موجود ہونا اور اس کا جلاد مافرد کی
را چہ مر مشہود صورت و ظہور شکل را ہے اس لئے کہ ان دونوں چیزوں کے بغیر شکل کا
وجود محل و جلاد دن محل ضروریست دیکھنا اور ظاہر ہونا ممکن نہیں ہے اب تم نے سمجھا اور

کہ بدون این دو امر شہود و نمود شکل نمی
شود پس دریافتی کہ دیدن کس مردات
خود را در ذات خود نہ چون دیدن آنکس
باشد مر خود را در آئینہ سے تو ہم در آئینہ
حیران حسن خویشیستی: زمانہ ایست کہ
ہر کس بخود گرفتار است: ازینجا است
کہ ہر کس از صبح و صبح و صبح آئینہ
را از دست بر غبت نمیدہد پس در آئینہ
دیکھنا محال تھا۔

چیزی دیدہ کہ بی آئینہ آن چیز ہویدا
نہودہ چہ دیدہ کہ با آئینہ مائلی شب و روز
زمین ہفتہ مدارا پنچہ روز نمود انجاء
ق و قد کان الحق اوجد العالم کلمہ وجود
شیخ مسوی لا روح فیہ فکان کمرۃ غیر

مجلوۃ ومن شان الحکم الالہی انہ ماسوی
محلا الاولاد ان یقبل روحا الہیہ عبر عنہ
بالنفع فیہ
یعنی حال یہ ہے کہ پیدا کیا تھا اللہ تعالیٰ نے انسان
کے علاوہ تمامی اہل عالم کو۔ شیخ کا بدن مستوی
و معتدل یعنی عالم مثل ایک خوبصورت پتلا تھا لیکن
اُس میں روح و جان نہ تھی یعنی عالم مثل آئینہ تھا

ل این قول جملہ حالیہ است مرتبط
بقول سابق کہ لما اشار الحق باشد تا آخرہ
یعنی و حال آنکہ تحقیق حق تعالیٰ خلق
جس میں قلبی نہ تھی اور تاریک تھا حالانکہ شان
حکم خداوندی و سنت آتی یہ ہے کہ جس محل کو
برابر کرے اور اعتدال پر لا دے اُس حالت میں

کردہ بود تمامی اہل عالم را سواى انسان | وہ محل مجبوراً اور ضرورتاً روح الہی اور جان
 کا بے مستوی و معتدل لیکن بی روح | قدسی کو قبول کر لیتے اسلئے کہ وہ حق تعالیٰ
 بود و جان نہ داشت پس بود عالم چون | سے نسبت تمام رکھتا ہے وہ محرم اسرار ہے
 آئینہ غیر مجلہ و غیر روشن و حال آنکہ | اور بھید دل کا جاننے والا ہے اُس محل میں
 شان حکم خدائی و سنت الہی آست | اللہ تعالیٰ کا نفخ روح کرنا اسی کی طرف اشارہ
 کہ تسویہ نکرد و معتدل و معتدل ساخت | ہے جیسا حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں
 بیچ محلی را مگر بحالی کہ قبول کند ناچار | حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس وقت میں
 و بضرورت روح الہی و جان قدسی | سویتہ کر چکوں اور اُس میں اپنی روح پھونک دوں
 را کہ نسبت تمام بحق دارد و محرم اسرار | تم سب کے سب سجدہ میں چلے جانا اور قول
 است و نفخ روح در محل کنایت و عبارت | شیخ قدس سرہ کا جو کہ وجود شیخ مستوی ہے
 از این قبول است چنانکہ گفت در حق | وجد کے لئے مصدر ہے جیسا کہ تم کہتے ہو۔
 آدم علیہ السلام فاذا سویئہ و نفخت فیہ | او گاؤںے او گانا چھا۔
 من روحی فبقواہ ساجدین و قول او | شیخ قدس سرہ کے قول سے جو کہ لما اشار الحق
 کہ وجود شیخ مستوی باشد مصدر است | تا آخر ہے اُس پر ایک شبہ ہوتا ہے اُس
 مراد ہوا چنانکہ تو میگوئی انبتہ اللہ | شبہ کا دفع کرینو والا جو قول کے اوپر بیان
 نہایت احساناً بلکہ اس قول دفع شبہ | ہوا ہے۔ شبہ یہ ہے کہ جب کہ دوسری چیز
 است کہ متوجہ می شود بر قول او کہ | مثل آئینہ موجود ہے۔
 لما اشار الحق باشد تا آخر و شبہ نیست | جو کہ عالم ہے سوائے انسان کے اور وہ اپنی
 کہ چوں امر دیگر مثل آئینہ موجود است | حسین و خوبصورت شکل کو اُس آئینہ میں

کہ عالم باشند سوائے انسان و جمیع صورت
 و شاہد شکل در آئینہ روئے خود را
 می تواند نمود و برائے ذات حق تعالیٰ
 عروس مذکور بر جملہ عالم جلوه می تواند
 داد پس چه حاجت است کہ ایجاد آدم
 کند کہ شیخ قدس سرہ در صدد بیان
 اثبات آنست پس گفت شیخ قدس
 سرہ و قد کان الحق او بعد العالم الی
 آخرہ و ہم دریں قول اشارت است
 بوجه دیگر برائے ایجاد آدم غیر از وجہ
 سابق چنانکہ گفت و من شان الحکم
 الالہی تا آخر یعنی ہر گاہ کہ عالم چوں کرامۃ
 غیر مجلو بود و سنت اللہ برین است
 کہ ہر محل مستوی معدل کہ در عرصہ
 وجود و نمود آید البتہ روح الہی و
 جان قدس را قبول کند پس حق آدم را
 موجود ساخت تا جلای امر او حاصل
 کرد و دو عالم بہ آدم کہ روح عالم باشند
 زندہ شود چنانکہ پیشتر خود گفت
 دیکھ سکتا ہے ایسی صورت میں آدم کے پیدا کر نیکی
 کیا ضرورت پیش آئی کیونکہ شیخ قدس سرہ کا یہ
 بیان انسان کے پیدا کر نیکی ضرورتائید میں ہے
 اس لئے شیخ قدس سرہ نے فرمایا و قد کان الحق
 الی آخرہ ہمارے اس کہنے میں آدم کے پیدا کرنے
 کیلئے ایک دوسری وجہ بھی ہے جیسا کہ شیخ قدس
 سرہ نے فرمایا ہے من شان الحکم الالہی الا آخرہ
 یعنی جبکہ عالم مثل آئینہ تاریک تھا اور اُس میں قلعی
 نہ تھی اور اللہ تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ جب کوئی
 محل مستوی و معدل عرصہ وجود میں آئے اور
 اور ظاہر و پیدا ہو تو اُس کے لئے ضروری
 و لازمی ہے کہ روح الہی و جان قدسی کو قبول
 کرے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا
 تاکہ آئینہ کو جلا حاصل ہو۔
 حضرت آدم علیہ السلام چونکہ عالم کی روح تھے
 اس وجہ سے اُن کے پیدا ہونے سے عالم نے
 زندگی پائی ان تمام کلاموں کا حاصل یہ ہے
 کہ عالم بغیر انسان کے تیرہ و تاریک آئینہ تھا
 اُس میں قلعی نہ تھی اس لئے دل بھانیو الی

فائقی الامر جلا امراة العالم و فکان
 آدم عین جلا تلک المراة و روح
 تلک الصورة و حاصل کلام اینست
 کہ عالم بدون انسان آئینہ تیرہ و بی
 صیقل بود و مر شاہد شکل مر ذات حق
 تعالیٰ را دریں آئینہ روی نمود کہ بدون
 انسان شبحی بود بی روح و سنت اللہ
 برین است کہ ہر محل مستوی مروح
 الہی و جان قدس را قبول کنند پس آدم
 را موجود ساخت تا جلا را آئینہ و روح
 محل مستوی ہویدا گردد و

یعنی روح الہی کا صورت مستوی اور محل مودل
 میں پھونکنا سوائے اور کچھ نہیں ہے کہ وہ
 محل معدل و صورت مستوی فیض مقدس اور
 تجلی دائم کے قبول کرنے کی استعداد حاصل
 کر لینی ہے اور روح الہی و جان قدسی کو قبول
 کر لینی ہے اور یہ تجلی دائم عین فیض مقدس ہے
 کہ ہمیشہ تھا اور ہمیشہ رہے گا۔

پس عطف تجلی دائم عطف تفسیری ہے اور شرح
 ل یعنی نیست نفخ روح الہی در محل و
 قبول نمودن محل مروح الہی را مگر
 حصول استعداد و صورت مستوی و
 محل معدل کہ قبول فیض مقدس و تجلی
 ہوتا ہے کہ بغیر لام تعریف کے فیض التجلی دائم

دائم کند کہ ہمیشہ بود و ہمیشہ خواہد بود
 و این تجلی دائم عین فیض مقدس
 باشد کہ ہمیشہ بود و ہمیشہ خواہد بود
 پس عطف تجلی دائم عطف تفسیری
 باشد و از شرح قیصری ظاہر میشود
 کہ نسخہ التجلی الدائم است بدون
 واد عطف پس التجلی الدائم بدل باشد
 یا صفت و نیز از شرح ظاہر میگردد
 کہ در بعضی نسخہ فیض واقع است
 بدون لام تعلق باضافہ فیض
 بسوی التجلی الدائم و گفته است
 در معنی اضافہ یعنی فیض کہ حصول
 آن از تجلی دائم است و برین تقدیر
 فیض غیر تجلی دائم باشد بخلاف تقدیر
 بدل و صفت کہ بر تقدیر تعلق فیض
 باشد پس تواند بود از قبل اضافت
 صفت بسوی موصوف باشد یا عکس
 آن و اگر مراد از تجلی دائم اضافہ وجود
 عینی باشد پس اضافہ بحقیقت است

کی طرف اضافت سے فیض کے ساتھ واقع ہے اور اضافہ
 کے معنی میں فرمایا ہے کہ فیض کا حاصل ہونا تجلی دائم
 سے ہے ایسی صورت میں فیض غیر تجلی دائم ہو گا بخلاف
 صورت بدل و صفت کے کہ اس صورت میں فیض
 کی تقریف ہوگی۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ اضافت سے
 پہلے صفت موصوف کی طرف ہو یا خلاف اس کے ہو
 اور اگر تجلی دائم سے مراد اضافہ وجود عینی کا ہے پس
 اضافت حقیقت پر ہے ایسی صورت میں نسخہ التجلی دائم
 عطف سے عطف تفسیری ہے اور ایسی صورت میں
 نسخہ التجلی الدائم بغیر واد عطف کے تھوڑے تبدیل
 لباس سے صفت فیض کی ہے اسوجہ سے کہ فیض تجلی
 دائم ہی سے حاصل ہوتا ہے آپ کہہ سکتے ہیں کہ فیض عین
 تجلی دائم ہے۔ جاننا اور سمجھنا کہ جو صورت کسی دیکھنے والے
 کی کسی چیز میں جو اس دیکھنے والے کیلئے مثل آئینہ ہو
 وہ صورت اس شخص کی صورت کے تابع نہیں ہوتی ہے
 بلکہ آئینہ کے تابع وہ صورت ہے جیسا کہ آئینوں میں
 مختلف صورتیں ظاہر ہوتی ہیں اگرچہ دیکھنے والا ایک
 ہے جب آئینہ درست ہو گا دیکھنے والی کی صورت
 ٹھیک و درست دکھائی دے گی۔ پس سمجھو اور جانو

و بر تقدیر نسخہ و تجلی الدائم بعطف عطف
 تفسیر لیت و بر تقدیر نسخہ التجلی الدائم بدون
 و او عطف صفت فیض است بآدانی
 ملائکہ چہ فیض حاصل نمی شود مگر تجلی دائم
 پس می توان گفت کہ فیض عین تجلی دائم
 باشد بدانکہ صورتیکہ ظاہر می شود بر کس
 در امرے چوں آئینہ در شکل تابع کس
 نیست بلکہ بحسب محل ظاہر میگردد چنانکہ
 در آئینہا صورت مختلفہ ظاہر می شوند اگرچہ
 ناظر یکی باشد و چوں آئینہ درست آید
 صورت ناظر راست و درست نماید
 پس و ریاب کہ محل صورت انسانی عین
 ثابتہ و کہ آئینہ جمال و ظهور طلعت حق
 باشد بغایت درست آمد تا صورت
 حق گراہی درال پیدا شد پس ندادر
 دادند کہ ان اللہ خلق آدم علی صورۃ
 پیسنزدانکہ نفع حق تعالی مر و روح را
 در منی و خون رحم چہ باشد یعنی چون مدت
 محمود منی یا خون امتراج یافت استعداد

کہ صورت انسانی کا محل اور اُس کا عین ثابتہ جو کہ
 آئینہ جمال و ظهور طلعت حق کا ہے ہے انتہا ٹھیک
 و درست آیا یہاں تک کہ حق کی صورت جیسی کہ ہے
 اُس میں ظاہر ہوئی پس آواز دی کہ تحقیق اللہ تعالیٰ
 آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ اب اس بات کو بھی
 سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کا منی اور خون رحم میں نفع روح
 لے نا کیا ہے اور کس طرح ہے۔ یعنی جب ایک مدت
 مقررہ منی نے خون کے ساتھ امتراج پایا فیض
 مقدس اور تجلی دائم کی قبول کرنیکی استعداد منی
 اور خون رحم میں پیدا ہوئی اُس وقت انسان ظاہر
 ہوا اسی طرح زردی و سفیدی بیضہ کی جبکہ ایک
 مدت مقررہ گرمی پایا فیض مقدس کی قبول کرنے
 کے استعداد میں پیدا ہوئی اور جو کچھ اُس میں چھپا
 ہوا تھا ظاہر ہوا۔ یہ قول پہلے قول کا جو کہ گذر چکا
 اُس کا پورا کر نیوالا اور جو قول کہ آگے آویگا اس کا
 خلاصہ ہے۔ والیہ يرجع الامر کلہ جو قول کہ اوپر
 گذر چکا اور اُس پر جو اعتراضات پیدا ہوتے ہیں
 ان اعتراضات کا یہ قول دفع کر نیوالا ہے۔
 جیسے کہ کوئی کہے کہ جس محل میں کہ حق تعالیٰ کے تجلی

قبول فیض مقدس و تجلی دائم در مئی و خون
 پیدا شد آن زمان انہماں ہویدا گشت و ہم
 چنیں زردی و سپیدی بیحدہ چوں مدتے
 مدید گرمی یافت استعداد قبول فیض مقدس
 در آنجا پیدا شد و آنچہ مستور بود ہویدا
 گشت بقا بقا الا قابل و الا قابل لایکون
 الا من فیضہ الا قدس لاین قول تمیم ما
 سبق است و توطیہ قولی کمی آید والیہ
 یرجع الامر کل و دریں قول دفع دخل است
 پیر سرمد کہ بگوی کہ چوں صورت ظاہر نمی
 شود مگر در محل قابل بقبول فیض مقدس
 و تجلی دائم پس محل نیز ثابت نباشد مگر
 بفیض مقدس و تجلی دائم پس محل را محلی
 دیگر باید کہ قابل باشد تا فیض ایں محل برال
 محل فائز گردد و ہم چنیں مرایں محل را
 محلی دیگر باید پس لازم می آید تسلسل
 در جانب موقوف علیہ کہ محتج است
 باتفاق عقلاء از متکلمین و حکما یا ثبوت
 محل بفیض مقدس و تجلی حق نباشد پس
 دائم اور فیض مقدس کے قبول کرنے کی استعداد ہوتی ہے
 اسی محل میں صورت ظاہر ہوتی ہے ایسی صورت میں
 فیض مقدس اور تجلی دائم سے اُس محل کا ثبوت ہے
 اور اس سے یہ امر لازم آتا ہے کہ اُس محل کیلئے ایک
 دوسرے محل کی ضرورت ہے جس سے کہ اُس محل
 کا فیض اُس محل میں کہ جس محل میں صورت ظاہر ہوتی
 ہے پہنچے اسی طرح اُس محل کیلئے ایک دوسرا محل
 ضروری ہے اب سمجھو کہ اس بنا پر تسلسل لازم آتا
 ہے کہ جو کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے اس بات پر
 متکلمین اور عقلاء اور حکما کا اتفاق ہے کہ واجب الوجود
 میں تسلسل نہیں ہے۔ دوسرا اعتراض آپ یہ
 بھی کر سکتے ہیں کہ تجلی دائم اور فیض مقدس سے
 محل کا ثبوت نہیں ہے تو محل بنفسہ واجب الوجود
 ہو گا یہ بھی خلاف اجماع اہل عقل و ارباب نقل
 کے ہے اس کو اصحاب روایت و درایت و درایت و درایت
 ناپسند کرتے ہیں۔ اب سنو کہ شیخ قدس سرہ فرماتے
 ہیں کہ البقی الا قابل تا آخر یعنی وہ کون ہی چیز ہے
 اور کیا ہے جو صورتوں کو قبول کرتی ہے اس لئے کہ
 درمیان میں قابل ضرورت ہی ہے اُس قابل صورت کا

محل واجب الوجود باشد بنفسه درین ثبوت حق تعالی کے فیض اقدس سے ہے فیض مقدس
 نیز بخلاف اجماع اہل عقل و ارباب سے نہیں ہے کیونکہ اعیان ثابتہ جو کہ فیض حق تعالیٰ
 نقل است و این را نہ اصحاب روایت و تجلیات الہی کے قبول کر نیوالے ہیں بلا واسطہ
 می پسند و نہ اصحاب درایت پس حضرت قدوس سے فیض اقدس سے فیض پائے
 گفت شیخ قدس سرہ باقی الا قابل تا ہیں تاکہ اعیان ثابتہ کیلئے محال ہوں کیونکہ اگر
 آخر یعنی باقی نہ اند در میان مگر قابل واجب تعالیٰ در میان میں نہ ہونے کا ثبوت
 صورت و قابل صورت ثابت نمی محال ہے سوائے واجب الوجود کے دوسرا وجود
 شود مگر از فیض اقدس از حق تعالیٰ چہ نہیں ہے یہ اس لئے کہ واجب الوجود دوسرے
 اعیان ثابتہ کہ قابل فیض حق تعالیٰ وجود کا رد کرنے والا ہے فیض اقدس اور فیض
 و تجلیات الہی باشند فایض اند فیض مقدس کے در میان جو فرق ہے اُس کو بھی سمجھ لو
 اقدس از حضرت قدس بلا واسطہ نہ حق تعالیٰ کے ذاتی تجلی کا نام فیض اقدس ہے
 بفیض مقدس تا مر اعیان ثابتہ را جو کہ حضرت علیہ اور اُس کے بعد حضرت عینہ
 محال باشند چہ اگر واجب تعالیٰ در میان میں اعیان اور اُن کے استعدادات کا جو کہ
 نباشد ثبوت ہر شئی محال باشد کہ غیر عین ثانیہ ہے موجب دست و ثبوت ہے
 اد مستغ الوجود است و این حکم پیش حق تعالیٰ کے اسمائے تجلیات دائمی کا نام فیض
 ارباب درایت بدیہی است الفرق مقدس ہے جو اسماء الہیہ کے اعیان کے طلب
 بین فیض الاقدس و فیض المقدس و تقاضا و استعدادات (یعنی بموجب عین ثانیہ)
 ان فیض الاقدس ہوا تجلی ذاتی کے جن جن اسماء الہیہ کے عنان کا جب جب
 الموجب لثبوت الاعمیان و استعداداتما خارج میں ظہور ہوتا ہے اور ان اسماء کے

فی الحفرت العلیہ ثم العینہ والفیض القدس اعیال جو خارج میں پائے جاتے اُن کے فنا ہونے
 ہی التجلیات الدائمۃ الاسماۃ الموجب سے سارا عالم فنا ہو جاتا ہے کل یوم ہو فی شان ۔
 منظور بالفتضیہ استعدادات تلك الاماکن اُس کا سبب و ثبوت فیض مقدس تجلی دائم اسمائے
 فی الخارج التی بالعدم العدم العالم ہے یعنی تجلی دائم اسمائے عین فیض مقدس ہے ۔
 کل یوم ہو فی شان مرتب علی الاول پس فیض مقدس فیض اقدس کے اوپر ترتیب پاتا ہے
 بدانکہ اگر آئینہ گری مرایا کی کثیرہ راست جانو اور سمجھو کہ اگر کوئی آئینہ بنایا لا بہت سے آئینہ
 کر دکھ رہا مرآۃ مرآئینہ گر را صورت بنا دے اور اُن آئینوں میں اُس آئینہ گر کی علیحدہ
 دیگر پیدامی شود و یکی ازینہا درست آید علیحدہ صورتیں ظاہر ہوں اور اُن آئینوں میں سے
 کہ صورت او راست و درست دروے کسی ایک آئینہ میں آئینہ گر کی صورت ٹھیک ٹھیک
 ظاہر گردیں میگوید کہ این صورت اور صحیح صحیح جیسے کہ ہے ظاہر ہو ایسی صورت میں
 عین من است و من عین این صورت آئینہ گر کیوں نہ کہے کہ یہ صورت عین میری صورت
 ام اگرچہ ہر صورت در ہر مرآۃ صورت ہے اور اس صورت کا میں عین ہوں اگرچہ ہر آئینہ
 ذات او باشد و ہرگز صورت آئینہ را میں آئینہ گر کی آئینہ کے استعداد کے مطابق صورت
 تغیر نمی تواند داد اگرچہ آئینہ ازو باشد ظاہر ہے آئینہ گر ہرگز آئینہ کی صورت کو تغیر نہیں
 و مفروض آنست کہ آئینہ نیز قابل تغیر کرے گا اگرچہ آئینہ اُسی سے ہے اور یہ امر طے
 نیست پس آئینہ چہ کند و صورت بیچارہ شدہ ہے کہ آئینہ قابل تغیر نہیں ہے ۔ پس آئینہ
 چہ کند و آئینہ گر چہ کند پس اگر آئینہ گر اور آئینہ گر کیا کریں اور صورت بیچاری کیا کرے
 گوید کہ درین مرایا صورتی کہ من دارم پس اگر آئینہ گر کہے کہ ان آئینوں میں جیسی صورت
 پیدا نیست میخوام کہ خود را جمیع اشکال کہ میری ہے ظاہر نہیں ہے ۔ میں جانتا ہوں کہ تمام

دند ویر و جبہ و اعتدال قامت بہ بینم در کون
 جاسمی کہ حاضر باشد جمیع اوصاف مراد است
 باشد و رو باو و زیادہ ازین باید شنید کہ
 انچہ در درخت است از پنج ذین و برگ و
 شاخ و ثمرہ ہمہ از تخم درخت اند و غیر آن
 نیستند و ہمچ چیز از امور مذکورہ علین
 تخم درخت نباشد مگر ثمر پس چرا تلویذ مصرعہ
 ولدت امی ابا ہا و ذامن اعجابات ہمیت
 پدر خویش زاد مادرین : این چنین کار و بار
 بوالعجب است ق فالامر کلہ منہ ابتداء
 و انتہاء ہل یعنی پس ابتدا و انتہاء ہر
 چیزی کہ ثابت باشد بامر کن از حق تعالی است
 یعنی ہر گاہ قابل و علین ثابتہ ہر شی و اگر بخوابی
 بگوئی ہیولائی ہر شی کہ اول است فایض
 باستعدادات خود از جناب حق قدوس
 بغیض اقدس و صورت ہر شی کہ مقبول
 باشد و آخر فایض از جناب حق و ہاب
 بغیض مقدس و ہم چنین ہر چیزی کہ مرتب
 باشد بر صورت از معارف و فضائل و غیر
 شکلوں میں اپنے صاف و شہرے چہرہ کو اعتدال قات
 کے ساتھ ایسے کون جامع میں دیکھوں جو کہ میرے تمام
 اوصاف کا گھیرنے والا اور ظاہر کر نیوالا ہو اس طرح
 سے میرا کناٹھیک و درست و روا ہے اور اس سے
 زیادہ واضح ہو جو کچھ کہ درخت میں از قسم جڑ و پتہ
 و ڈالیاں ہیں یہ سب تخم درخت سے ہیں علاوہ اُس کے
 نہیں ہیں امور مذکورہ سے کوئی بھی علین تخم درخت
 نہیں ہیں مگر پھل علین تخم درخت ہے ایسی صورت
 میں پھل کیوں نہ کہے کہ پیدا کیا میرے ماں نے اپنے
 باپ کو یہ عجائبات سے ہے۔ پدر خویش زاد مادرین
 این چنین کار و بار بوالعجب است۔ یعنی ہر چیز کی
 ابتدا و انتہا جو کہ امر کن سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ سے
 ہے یعنی جبکہ قابل و علین ہر شے یا اگر چاہو تو کہو ہیولائی
 ہر شے جو کہ اول ہے اپنے اپنے استعدادات سے
 حق قدوس کے دربار سے فیض اقدس سے فایض
 ہیں اور صورت ہر شے کی جو کہ مقبول اور آخر
 ہے حق و ہاب کے دربار سے فیض مقدس فایض
 ہیں اسی طرح معارف و فضائل و حقائق کی صورتیں
 جو کہ مرتب اور موجود ہیں اور علاوہ اُس کے جو

آن پس ہر چہ در عرصہ وجود است فایض
 باشد از حق بہ اول خود و آخر خود کہ قابل
 باشد استعدادات آن و مقبول و انچه
 مترتب باشد بر آن قی و الیہ یرجع الامر
 کلہ کہ ابتدا منہل یعنی بسوی حق تعالیٰ
 راجع اند جمیع امور چنانچہ ابتدا جمیع امور
 از حق تعالیٰ است و این جملہ گویا تاکید
 جملہ سابق است پس بیچ چیزے خارج
 از جناب حق تعالیٰ نباشد قی فاقضی
 الامر جلا و مراۃ العالم یعنی پس تقاضا
 کرد و طلب نمود امر الہی و شان خدائی
 جلا و آئینہ عالم را یعنی چون عالم بی وجود
 آدم چون آئینہ غیر مجلود بود و شان امر
 الہی آنست کہ ہر محل بعد از تسویہ و تعدیل
 قبول کند روح الہی را چنانکہ دانستی پس
 پس تقاضا نمود و طلب کرد شان امر الہی
 کہ جلا و یاید آئینہ عالم و قبول کند این
 محل روح الہی را قی نکان آدم عین
 جلا و تلک المرآت و روح تلک الصورت
 بھی عرصہ وجود میں آئی ہوئی ہیں اسی طرح حق قدوس
 و حق و اب کے دربار سے بذریعہ فیض اقدس و فیض
 مقدس فیضیاب ہوتے ہیں۔ پس جو کچھ کہ وجود کی
 صورتیں ہیں اور موجود ہیں اپنا اپنا حق و حصہ اپنے
 اپنے استعدادات کے مطابق اول و آخر سے فیض
 اقدس اور فیض مقدس سے فیضیاب ہوتے ہیں
 اور اسی کی طرف کل امر راجع ہوتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ
 کی طرف تمامی امور لوٹنے والے ہیں جس طرح سے کہ
 ابتدا تمام امور کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے پس
 کوئی موجود دربار خداوندی سے خارج نہیں ہے
 پس اس امور کی وجہ سے شان اور امر الہی نے طلب
 و تقاضا کیا کہ آئینہ عالم میں جلا ہو یعنی جب کہ عالم
 بغیر وجود آدم علیہ السلام کے مثل آئینہ غیر مجلوتھا
 اور شان الہی اور امر خداوندی یہ ہے کہ ہر محل
 بعد از تسویہ کے بعد روح الہی و جان قدسی
 کو قبول کر لیتی ہے جیسا کہ تم نے سنا اور سمجھا پس شان
 الہی اور امر خداوندی نے طلب و تقاضا کیا کہ آئینہ
 عالم میں جلا ہو اور محل مستوی و بعدل و منوی
 روح الہی و جان قدسی کو قبول کرے۔ اور آدم علیہ السلام

نشدہ بود و چون آدم پیدا شد و آئینہ
عالم بوجود اور جلار یافت صورت ذات
حق پیدا شد و آن صورت باطن انسان
است چنانکہ افضل المخلوق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم گفت من عرف نفسه
فقد عرف ربه پس انچه صورت حق است
باطن انسان باشد و نفس او توانی
گفت کہ باطن عالم و باطن آدم ہر دو صورت
ذات حق اند عنایت الامر تا آنکہ آدم بر
سر برہستی قدم نہ بنادہ بود در عالم را
جمال پیدا نمود و باطن آن بظہور نیامد
و چون آدم بریں سر بر قدم نہاد و ضیاء
روی او بر سطح سر بر افتاد در عالم را
نوری دیگر تافت و مر ذات حق را صورت
ظاہر شد پس ہر چہ در انسان است ہمہ
در عالم باشد چنانکہ گفت حق تعالی و
کذلک زہیم آیات فی الآفاق و فی انفسہم
و چون کلمہ فی کمر آورد و گنجائش توزیع
نماند و آیات حق تعالی در آفاق و در

میں ظاہر نہیں ہوئی تھی جس وقت حضرت آدم علیہ السلام
ظہور میں آئے اور آئینہ عالم نے حضرت آدم علیہ السلام
کے وجود میں آنے سے چلا پایا ذات حق کی صورت
جو کہ باطن انسان ہے ظاہر ہوئی جیسا افضل المخلوق
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے
پہچانا اپنے نفس کو تحقیق اُس نے پہچانا اپنے رب کو
پس جو صورت حق کی ہے وہ باطن انسان اور اُس کا
نفس ہے اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ باطن عالم و باطن
آدم دو لڑوں حق کے ذات کی صورتیں ہیں۔ غرض یہ کہ
جب تک کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہستی کے
چہو ترے پر قدم نہیں رکھا تھا اور اُس کا باطن
ظہور میں نہیں آیا تھا عالم کا جمال و کمال ظاہر نہیں
ہوا تھا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام کے چہرہ کی
روشنی وجود کے تحت پر پڑی عالم اُن کے نور سے
چمک اُٹھا اور ذات حق تعالیٰ کیلئے صورت ظاہر ہوئی
پس جو کچھ کہ انسان میں ہے وہ سب عالم میں ہے
جیسا کہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اسی طرح دکھلا دیں گے
ہم اپنی نشانیاں آفاق میں اور تمہارے انفس میں۔
اب سمجھو کہ جبکہ کلمہ فی کمر آیا تو زینع کی گنجائش باقی

النفس نہ چون جنبیت اسیر باشد بجناب
 تو و لشکر و غیر آن در حریم تو بلکہ آیات
 تو از مبنی موزوں و چشم میگون و لب
 لعل و غیر آن در ذات تو اند و تو عین
 این آیاتی چنانکہ گفت حق تعالی بعد
 ازین آیتہ حتی یبیین لہم انہ الحق پس
 شک و ریب چرا باشد انی اللہ شک
 از نیجا است کہ گفت بعد از آن قول الا
 نعم فی مریتہ من لقار رہم پس اسی
 برادر سزیدار و دیدہ بکشانہ سرتن
 و دیدہ سر بلک سر و دیدہ دل و لا
 نعمی الابصار و لکن نعمی القلوب التی
 فی الصدور پس گفت بعد ازین قول
 الا انہ لکل شیء محیط و کشف این مطلب
 و شرح این آیتہ در انفاص الخواص
 واقع شدہ است ہذا بلاغ للناس
 ولینذر وابہ و لیعلموا انما ہوا کہ واحد
 ولید کہ اولوالباب و تو اند بود کہ
 بگوئی کہ چون ذات حق تعالی اعیان
 ہمیں رہی اللہ تعالیٰ کی نشانیاں آفاق و
 انفس میں مثل گھورے و لشکر کے نہیں ہیں بلکہ
 اللہ تعالیٰ کی نشانیاں مثل سرے نشانوں
 کے مبنی موزوں و چشم میگون و لب لعل و غیرہ
 کے ہیں اور تم عین وہ نشانیاں ہو جیسا کہ اس
 آیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہاں تک
 کہ ظاہر تمہارے لئے حق پس شک و شبہ کہوں ہو
 اور پھر بعد اس قول کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ
 خبردار ہو تمہارے لئے اُس کے دیکھنے میں
 تمہارے رب کی بقا ہے۔ پس اے بھائی
 باطن کے سر کو اٹھا اور دل کی آنکھ کھول اسلئے
 کہ اُن کی آنکھیں اندھی نہیں ہیں لیکن اُن کے
 دل کی آنکھ جو اُن کے سینوں میں ہے اندھی ہے
 بعد اس قول کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تحقیق
 اللہ ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے اس مطلب کا
 کشف اور اس آیت کی شرح انفاص الخواص
 میں کی گئی ہے۔ یہ ہے پہنچنا تا واسطے لوگوں کے
 اور ڈرانا اُن کو اور جانتے ہیں وہ لوگ کہ تحقیق
 وہ الہ واحد ہے اور یہ اولی الباب کے واسطے

ثابتہ عالم راہ پر توفیقاً ذات مقدس
خود نور وجود بخشد و بوجود عینی در نمود
و شہود آئند بہر صورت ذات حق پیدا
نشد چہ اعیان ثابتہ عالم مر ذات حق تعالیٰ
را چون آئینہ بود چنانکہ مر روی صبیح ترا
گل تیرہ و جسم قبیح آئینہ نیل پس رایت
عنایت سلطان حقیقی سر خود بدر سرائی
عین ثابتہ انسان در کشید انسان روح
بدن و باطن و ظاہر و معنی و صورت
ہویداشدہ و قرۃ العین پیدا گشت و
فرزند خلف و خلیفہ مطلق رہنمود اگر
ایں سر بر تو کشف شود شاد مائی کنی سہ
باندہ رستم فکر باز کنی : بزمین و زمانہ ناز کنی
آسمان وزمین طفیل تواند : تو امیری و جملہ
خیل تواند : پس آن زمان دریابی کہ
حق چہ میگوید انا عرضنا الالمانۃ علی السموات
والارض والجبالی فابین ان یحکمنا و
اشفقن منہا و حملنا الانسان انہ کان
ظلوماً جہولاً یعنی ظلوماً علی نفسہ میتناً یا ہا

نقصیت ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جبکہ ذات
حق تعالیٰ نے اعیان ثابتہ عالم کو اپنے ذات مقدس
کے پر نور اور روشنی سے نور وجود بخشا اور موجود
عینی میں ظاہر ہو کر شہود میں آیا کسی صورت میں
اللہ تعالیٰ کی ذات ظاہر نہیں ہوئی کیونکہ اعیان
ثابتہ عالم حق تعالیٰ کی ذات مقدس کیلئے مثل آئینہ
نہیں تھے جیسے کہ تھارے خوبصورت چہرہ دیکھنے
کے لئے سپاہ مٹی و جسم قبیح مثل تھو وغیرہ آئینہ نہیں
بن سکتے ایسی صورت میں سلطان حقیقی کے
عنایت و مہربانی کے علم نے اپنا سرا انسان کے
عین ثابتہ کے دروازے سے بلند کیا انسان روح
و بدن باطن و ظاہر معنی و صورت سے ظاہر و پیدا
ہو کر قرۃ العین ہوا۔ اور خلیفہ مطلق و فرزند
خلف بن کر ظاہر ہوا اگر یہ راز تم پر ظاہر ہو خوشی
کر و اللہ کی قسم اگر فکر کی آنکھ تو کھولے تو زمانہ
وزمین پر ناز کرے اور یہ سمجھے کہ تھارے ہی طفیل
میں آسمان وزمین وجود میں آئے ہیں تو امیر ہے
اور یہ سب تیرے لشکر ہیں۔ پس اُس وقت تو
تو سمجھے گا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کیا کہا ہے تحقیق میں

مغفیا ذاتہ جولاٰ لغیرہ ناسیالما سواہ نافیاً
 لہ اعلاہ بقولہ لا الہ الا اللہ پس چرا نگوید حق
 تعالیٰ و ما قدرہ اللہ حق قدرہ اذ قالوا ما
 انزل اللہ علی بشر من شیء و درین آیتہ
 کمال انسان مبین می شود چنانکہ در
 انفاس الخواص این فقیر ذکر کردہ است
 و قالوا انکفرنا بما ارسلکم بہ و انالغی شک
 ماتدعوننا الیہ مریب پس بدانکہ انسان
 اگر چہ نظر بنشار عنفری از اعیان موجودہ
 عالم متاخر آمدہ چہ نشاء عنفری انسان
 موقوف بود بر حصول استعداد مزاج کہ
 بی کسر و انکسار در ارکان عنضہ بہ حاصل
 نمیشود چنانکہ گفت حق تعالیٰ حضرت
 طینۃ آدم بیدی الربیعین صبا حاً اما نظر
 بنشار علیہ قبل از جمیع اعیان بود چنانکہ
 گفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول
 ما خلق اللہ اذری اور روحی دگفت حق
 تعالیٰ لولاک لما خلقت الافلاک یعنی مر
 وجود ترا دخل است در خلقت الافلاک
 امانت اپنی آسمان وزمین و پہاڑ کے ادھر
 پیش کی وہ سب آپس میں مل گئے اور ٹھہر گئے لیکن
 انسان نے اُس کو اُٹھالیا کیونکہ وہ ظالم و جاہل تھا
 یعنی ظلم کرے تو الا اوپر اپنے نفس کے اپنے ٹٹنے والا ذات
 سے ذات میں فانی ہو تو الا غیر سے جاہل اُس کے
 علاوہ دوسرے کو بھلانے والا اللہ کی ذات میں اپنے
 کو فانی کرے تو الا اس لئے کہ اُس کے علاوہ دوسرا
 وجود نہیں ہے بقولہ لا الہ الا اللہ پس اللہ تعالیٰ
 کیوں نہ کہے کہ نہیں قدر کیا اللہ کی جیسا کہ حق قدر
 کرنے کا جب کہ کہا اُن لوگوں نے نہیں نازل کیا
 بشر پر کوئی شے اس آیت سے انسان کا کمال ظاہر
 ہوتا ہے جیسا کہ انفاس الخواص میں اس کا ذکر
 کیا گیا ہے کہا ہم نے انکار کر دیا جس چیز کو تم بیکر
 آئے ہو اور بے شک نہیں شبہ ہے جس چیز کی
 طرف تم ہم کو بلاتے ہو۔ پس جانو کہ انسان اگرچہ
 نشاء عنفری کے اعتبار و نظر سے تمام عالم کے
 وجود میں آنے کے بعد وجود میں آیا ہے اس کی
 وجہ یہ ہے کہ انسان کی نشاء عنفری استعداد کے
 حاصل ہونے پر موقوف تھی اور وہ استعداد

چنانکہ میگوئی لوازید لما سلم عمرو یعنی مر
وجود زید داخل است در سلامتی عمرو
پس صاحب شہود و عارف بمراتب وجود
میداند کہ در جمیع مظاہر سماویہ و غضریہ
ابن شریف و لطیف موجود باشد و مر
صورت ابن را در جمیع مراتب نزول کہ
از حضرت علیہ السوی عینیہ باشد و از حضرت
غیبیہ السوی شہادت شاہدی باشد و
ہنوز چیز شاہی بر سر صورت انسانی کہ
حادث باشد و زمانی نگشیدہ است چنانکہ
گفت باری تعالی و قد خلقکم اطوار ازینجا
گفتہ اند علم الاولیاء تذکری لا نفکری چہ
در ہر مرتبہ مکتشف را عبوری واقع
است نہ کہ این قول ناطق است بجواز
تنازع و وقوع آن و بعد از افتراق روح
از بدن انسان را بحسب اعمال مکتبہ صورتی
می بخشند و بر مکتشف این صورت بوقت
مکشوف میشود و ازینجا قہم میکند کہ آنرا
بعد از افتراق از بدن دنیوی دادہ اند

بغیر ارکان غضریہ کے ملے ہوئے اور بغیر کسرت انکسار
حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ہے کہ گوندھا میں نے دونوں ہاتھوں سے آدم کے
مٹی کو چالیس صبح لیکن نشاۃ علیہ کے اعتبار و
نظر سے جمیع اعیان عالم کے پہلے اُس کا وجود تھا
جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور اور روح
کو پیدا کیا اور یہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر
آپ نہ ہوتے تو میں افلاک کو نہ پیدا کرتا یعنی آپ کے
وجود کو افلاک کے پیدا کرنے میں دخل تمام ہے۔
جیسے کہ تو کہتا ہے اگر زید نہ ہوتا تو عمر سلامت نہ
رہتا یعنی عمر کے سلامتی میں زید کو دخل تمام ہے
پس صاحب شہود اور مرتبہ وجود کا جانتے اور
پہچاننے والا جانتا اور پہچانتا اور دیکھتا ہے کہ
یہ جو ہر شریف و لطیف یعنی حضرت انسان کے
صور توں کو مرتبہ نزول میں جو کہ حضرت علیہ سے
عینیہ میں اور غیبیہ سے شہادت میں درجہ بدرجہ
نزول کرتا ہوا آیا ہے اور ابھی بادشاہی چیز انسان
کے سر و صورت پر جو کہ حادث زمانی ہے نہیں

و نہ چین است بلکہ اور متلبس شدہ است
بجہ آخر دی کہ ان جسد را بدیدہ ما ظن
و چشم دل توان دید چنانکہ در فص یونسی
انشار اللہ العزیز ذکر این مطلب خواہد
شد ق د کانت الملائکۃ من بعض قوی
تلك الصورة التي هي صورت العالم
المعمره في اصطلاح القوم بالانسان
الکبرل این قول عطف است بر قول
فکان آدم عین جلاۃ تلك المرأة و روح
تلك الصورة اگر این قول جزا شرط
نباشد و اگر نہ جملہ حالیہ است یعنی پس
باشد عین آدم جلاۃ و روح صورت
عالم و باشد ملائکہ کہ واسطہ اند در تدبیر
صورت عالم بعض قوای صورت عالم
کہ تعبیر کردہ شدہ است از آن عالم در
اصطلاح اہل شہود و ارباب وجود
بائنسان کبیر پس قوار کو اکب سبعہ و غیر
آن از ثوابت و اجرام داخل در ملائکہ
اند کہ آنرا بعض قوای صورت عالم

کھینچا ہے۔ یعنی حضرت انسان ہنوز وجود عینی میں نہیں
آیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تحقیق ہم نے
تم سب کو طور طور پیدا کیا اسی جگہ سے کہا گیا ہے کہ
اولیاء اللہ کا علم ذکر سے حاصل ہوتا ہے فکر سے حاصل
نہیں ہوتا ہے کیونکہ ہر مرتبہ نزول میں مکاشفہ کیلئے
عبور واقع ہوتا ہے۔ یہ بات تنازع کو جائز کر نیوالی
نہیں ہے اور نہ اُس کو ثابت کر نیوالی ہے بدن سے
روح نکلنے کے بعد جیسا اعمال انسان کسب کرتا ہے
اُسی اعتبار سے اُس کو صورت بخش دیتے ہیں اور
مکاشفہ پر یہ صورت ہر وقت کشف ہوتی رہتی
ہے اور اس جگہ یہ بھی شبہ ہوتا ہے کہ اُس جسم کو
بدن دنیوی کے علیحدہ ہونے کے بعد دیتے میں
ایسا نہیں ہے بلکہ وہ اسی دنیا میں جسد اخروی
سے متلبس ہو گیا ہے اور اس جسم کو باطن اور
دل کی آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں جیسا کہ فص یونسی
میں انشار اللہ العزیز اس کا ذکر کیا جائے گا۔
یہ قول اور پر قول فکان آدم عین جلاۃ تلك المرأة
و روح تلك الصورة کے عطف ہے اگر یہ
قول جزا شرط نہیں ہے تو یہ قول۔ قول فکان

خواندہ اند پس ہمہ چیز از قوای روحانیہ و
 نفوس مطیعہ کہ در اجرام علوی و سفلی اند
 و قوای جسمانیہ لاکہ اند و مدبر حق باشد
 یا عین آدم کہ صورت ادست و این را
 قطب الاقطاب میدانند چہ ہمہ تدبیر عالم
 از عین ادست اگر چہ بحسب صورت و نظر
 بنشاند عنصری داخل صورت عالم باشد
 و باکل و شرب و اشتغال بمشاغل مردم
 مختصی و مستور و محبوب بخود مقرر است
 و بر کمال خویش مسرور چنانکہ گفتند ما
 لہذا الرسول یا کل الطعام و میشتی فی
 الاسواق و گفت حق تعالی ما المسیح ابن
 مریم الارسل قد خلعت من قبلہ الرسل
 و امہ صدیقہ کا تا یا کلان الطعام و نیز
 گفتہ است و ما ارسلناک قبلک من المرسلین
 الا انہم یا کلان الطعام و میشتون فی الاسواق
 چہ ایشان در سوق شوق باشند و اتباع
 حضور نہ در بازار غفلت و خرید و غرور و
 محبوب ایشان را چوں خودی بیند و لا
 آدم الی آخرہ پر عطف ہے نہیں تو جملہ حالیہ ہے۔ یعنی
 عین آدم جلا را آئینہ عالم اور روح صورت عالم
 کے ہوئے اور لاکہ کہ جو تدبیر صورت عالم میں
 واسطہ ہیں بعض قوای صورت عالم کی جو کہ اصطلاح
 میں اہل شہود کے انسان کبیر کہتے ہیں ہوئے پس
 قوای کوالب سبع اور علاوہ اُس کے ثوابت اور
 اجرام سے لاکہ میں داخل ہیں کہ جس کو صورت عالم
 کا بعض قوای کہا گیا۔ ہمہ پس تمام چیزیں خواہ وہ
 وہ قوای روحانیہ ہوں یا قوای جسمانیہ ہوں یا
 نفوس مطیع ہوں جو اجرام علوی و سفلی میں ہیں
 سب لاکہ میں اُن سب کا مدبر حق ہے یا عین آدم
 ہے کہ صورت اُس کی ہے اور اُس کو قطب الاقطاب
 جانتے ہیں اس لئے کہ تمام عالم کی تدبیری کے عین
 سے ہوتی اگر چہ بحسب ظاہر اور بنشاندہ عنصری
 کے نظر سے عالم کی صورت میں داخل ہے دکھانے
 دینے و کام و غیرہ کرنے کی وجہ سے لوگوں میں پوشیدہ
 ہے اور جو لوگ کہ حجاب میں ہیں وہ خود بخود غرور
 ہیں اور اپنے کمال پر خوش ہیں جیسا کہ اُن لوگوں
 نے کہا ہے کہ یہ کیسے اور کس طرح سے رسول ہیں

تعمی الابصار ولكن تعمی القلوب التي
 فی الصدور لاجرم سیر بازار و خوردن
 و آشامیدن و پوشیدن مانع دفاتر می
 باشند پس دریافتی که حتی چه میگوید اولیای
 تحت قبای لا یعرفهم سوائی و فہمیدے
 کہ قبای او چه باشند سوائے او کہ رسول
 علیہ الصلوٰۃ والسلام میگوید انی لست
 کا حد کم ابیت عند ربی لیطعمنی و لیقیننی
 پس او را در حجرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہا مبین و طعام و آب و اراچوں
 طعام و آب ما و خود بخوان پس برین
 تقدیر حکم کردن باینکہ بعضی ملائکہ مدبرات
 اند بر سبیل مجاز باشند چنانکہ گفت باری تعالیٰ
 فالمدبرات امر انکہ دخل تمام دارند چنانکہ
 سکین را قاطع میگوئی و اگر روحانیت
 کو اکب سبع و غیر آن را مدبر بر سبیل حقیقت
 بخوانی اگر چه خلاف واقع است و نارضی
 شیخ قدس سرہ پس مراد بلائکہ درین کلام
 بعض ملائکہ اند یعنی بعضی ملائکہ قوای آن
 کہ کھانا بھی کھاتے ہیں اور بازاروں میں چلتے پھرتے
 ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نہیں ہے مسیح ابن مریم
 مگر رسول جیسے کہ اُن کے پہلے رسول گذرے ہیں اور
 اُن کی والدہ صدیقہ تھیں اور وہ سب کے سب
 کھانا کھاتے تھے۔ و بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
 کہ اور ہم اس کے پہلے بہت سے رسول بھیجے وہ
 سب کے سب کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں
 چلتے پھرتے تھے کیونکہ یہ لوگ شوق کے بازار میں
 مصفوری کے خریدنے والے ہوتے ہیں اور غفلت
 کے بازار میں غرور اور حجاب کے خریدنے والے
 نہیں ہوتے اور محبوب ان لوگوں کو مثل اپنے سمجھتا
 اور دیکھتا ہے آنکھیں اُن کی اندھی نہیں ہوتیں لیکن
 اُن کا دل جو سینوں میں ہے اندھا ہوتا ہے اسلئے
 سیر بازار اور کھانا دینا اور پہننا اُن کا روکنے
 والا اور چھپانے والا ہوتا ہے پس سمجھا اور جانا
 تو نے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے دوست
 میرے قبا کے نیچے ہیں اور سوائے میرے کوئی ان
 کو نہیں پہچانتا اور یہ بھی سمجھا تو نے کہ اُن کی قبا کیا
 ہے اور سوا کیا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

صورت اند و بعضی دیگر مدبران صورت فرماتے ہیں کہ میں تم لوگوں کے مثل نہیں ہوں میں رات
 و من در من بعضی قوائی تلک الصورة رائد بسر کرتا ہوں اپنے رب کے پاس وہی مجھے کھلاتا اور
 است بر مذہب کو فیان کہ شیخ مائل است پانی پلاتا ہے۔ پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
 بابشان و برین تقدیر بعض قوائی گفتن کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ
 ظاہر است دامابر تقدیر اول پس نظر مبارک میں مت دیکھو اور ان کا کھانا و پینا مثل
 بہمان است چہ ہیمان ہنوز خبر نداشت اپنے کھانے و پینے کے نہ سمجھو۔ پس ایسی صورت میں
 کہ آدم ظاہر در عرصہ وجود آمد است یا نہ جو کہا گیا ہے کہ بعضے ملائکہ مدبرات ہیں مجاز کے طریقہ
 پس اینما کہ داخل ملائکہ کہ گفت حق تعالیٰ سے کہا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
 مرا نماز انی جاعل فی الارض خلیفہ نباشد فالمدبرات امر کہ دخل تمام رکھتے ہیں جیسے کہ چھری
 عالم را انسان کبیر گفتن نظر بصورت کو کاٹنے والا کہتے ہیں اور اگر روحانیت کو اکاب سبع
 است نہ بمعنی چہ عالم تفصیل نشاء انسانی وغیرہ بر سبیل حقیقت مدبر کو تو کوئی ہر جہ نہیں ہے
 است و تفصیل بصورت اکبر باشد از اگر چہ یہ شیخ قدس سرہ کے مرضی کے خلاف ہے پس
 اجمال نہ بمعنی چنانکہ میگوئی کہ ہر فاعل اس جگہ ملائکہ سے مراد بعضے ملائکہ ہیں یعنی بعضے ملائکہ
 مرفوع است و میگوئی کہ زید در ضرب اس صورت کے قوائی میں اور بعضے اس صورت
 زید و عمرو در اتقم و قالہ در قام خالد کے مدبر ہیں من من میں بعض قوائی تلک الصورة
 و بکر در تخد بکر و غیر ان مرفوع اند و کو فیوں کے مذہب پر زائد ہے اور شیخ قدس سرہ
 مرصورت را زید یک اہل اعتبار اعتباد اسی طرف مائل ہیں ایسی صورت میں بعض
 نیست ازینجا گفتہ میشود خیر الکلام مائل قوائی کما ظاہر ہے لیکن پہلی صورت نظر

دل پس انسان کہ جامع است مر عالم بہیمان ہے کیونکہ بہیمان ابھی تک خبر نہیں رکھتے
 جمیع حقائق الہیہ را بہترین کلمات حق باشد کہ آدم عرصہ وجود میں آئے یا نہیں پس ملائکہ یہاں
 و ازینجا گفت حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں نہیں ہیں جن کو مخاطب کر کے اللہ
 انا اسن و رسول اللہ اکبر وقتیکہ پر سیدند جل شانہ نے فرمایا ہے کہ تحقیق میں زمین پر اپنا
 ازوے انت اکبرام رسول اللہ خلیفہ بنایو الہاموں اور عالم کو انسان کبیر کہنا
 قذکات الملائکہ لہ کالقوی الروحانیتہ ظاہری اعتبار و نظر سے ہے کہ عالم تفصیل نشاء
 و الجسمیۃ الہی فی النشاء الانسانیہ انسانی کی ہے اور تفصیل محل سے بڑی صورت
 میں ہوتی ہے معنی کے اعتبار سے بڑی صورت
 عالم بواسطہ آنما است مر عالم را چون نہیں ہے جیسے کہ کہے تو کہ ہر فاعل مرفوع ہے
 قوای روحانی و جسمانی در نشاء انسانی اور کہے تو کہ زید ضرب زید میں اور عمر ارتقام
 یعنی نسبت ملائکہ بسوے صورت عالم عمر میں اور خالد قام خالد میں اور بکر در قعد بکر
 چون نسبت قوای روحانی و جسمانی در میں و علاوہ اس کے مرفوع ہیں۔ اور صورت
 نشاء انسانی بسوے انسان باشد و کا اہل اعتبار کے نزدیک کوئی اعتبار نہیں ہے
 قوای روحانی چون عقل نظری و عملی و اسی جگہ و مقام پر کہا جاتا ہے کہ خیر الکلام قل
 حواس باطن از وہم و خیال و غیر آن و دل پس انسان جو کہ تمامی حقائق الہیہ و عالم کا
 قوای جسمانی چون حواس ظاہری و قوت جامع ہے بہترین کلمات حق ہے۔ اسی مقام سے
 غاذیہ و نامیہ و مولودہ و غیر آن پس ملائکہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا
 لہ بہیمان ان فرشتوں کو کہا گیا ہے جو اللہ کے جلال و جودت میں حیران ہیں اور کوئی خبر نہیں
 رکھتے لہ اچھا کلام تھوڑا اور دلالت کر نیوالا زیادہ پر۔

صورت عالم قوای صورت عالم اند و کہ میں سن رسیدہ ہوں اور رسول مقبول صلی اللہ
 ملائکہ نثار انسانی قوای این نشانہ کر ہر علیہ وسلم مجھ سے بڑے ہیں نہ اُس وقت فرمایا
 یکی را در تدبیر حق تعالیٰ مرہر دو صورت را جس وقت کہ کسی دریافت کر خواے نے دریافت کیا
 دخلی تمام است و قدمی را سخ مثلاً شیرے کہ اے چچا رسول اللہ تم بڑے ہو یا رسول اللہ
 عقب تو فریاد کردیازبان گرفتہ می آید صلی اللہ علیہ وسلم تم سے بڑے ہیں پس صورت عالم
 و تو ہرگز از آمدن او خبر داری ناگاہ ترا کی تدبیر ملائکہ کے ذریعہ واسطہ سے ہوتی ہے جس
 بمعونت سامعہ تو خبر دار ہویشا یافتند طرح نثار انسانی کی تدبیر قوای روحانی و جسمانی کے
 دآواز دیاصدا پائے او بگوش تو رسانند ذریعہ ہوتی ہے یعنی نسبت ملائکہ کی صورت عالم کے
 و سامعہ گزشتہ ترا محافظ تو ساختند ساتھ شل نسبت قوای روحانی و جسمانی کے انسان
 ہم جنہیں باصرہ چہ مارے نزدیک تو رسیدہ کے ہے قوای روحانی مثل عقل نظری و عملی و خواص
 است ناگاہ نظر تو برآن واقع شد و باطن دہم و خیال اور علاوہ اُس کے اور مثل
 محفوظ ماندی و باصرہ محافظ حال تو خواص ظاہری و قوت غاذیہ و نامیہ و مولدہ و
 باشد و علیٰ هذا القیاس و محافظ تمام علاوہ اُس کے قوای جسمانی میں۔ پس ملائکہ صورت
 بجناب لامسہ تعلق دارد و مرآز سلطنت عالم قوای صورت عالم کے ہیں اور ملائکہ نثار
 کلی است ازینجا است کہ در تمام ممالک انسانی قوای نثار انسانی میں اور ہر ایک کو
 محروسہ سلطنت دستی دارد و اگر انتخاب تدبیر حق تعالیٰ میں دونوں صورتوں کیلئے دخل
 از تو بالکل اعراض نماید ہلاکت تو پدید تمام اور قدم را سخ ہے مثلاً اگر کوئی شیر تھمارے
 آید و غیبوت رونماید و اگر درینجا مدبر پیچھے سے زبان نکالے ہوئے اور شور مچاتا ہو آتا
 نفس ناطقہ را بگوئی گنجائش دارد پس ہے تم اُس کے اس طرح پیچھے سے آنیکی خبر نہیں رکھتے

اکنون دریاب کہ ساکنان قباب ملکوت یکایک تمہارے کان اُس آواز سن لیتے ہیں اور تم
 و متوطنان سراوقات جبروت و نفوس اہل کو ہوشیار اور خبردار کر دیتے ہیں یا اُس شیر کے
 تجرید از آسمان و زمین از توحید الٰہی ندارند پانوں کی آہٹ و آواز تمہارے کان میں پہنچی تم
 د از خانہ تو بیرون رفتہ اند و بر تو ہمیشہ ہوشیار و خبردار ہو گئے اور شیر کے حملہ سے بچ گئے
 حاضر اند اگر خانہ ترا از خاشاک علالت و آواز اب سمجھو کہ تمہارے کان اور تمہاری سننے والی قوت
 خارج و اُتی رفتہ اند ہمہ را تو بر تو در تو نے جو کہ ملائکہ میں تمہاری حفاظت و مدد کی اور تم
 بر تو متبجلی خواہند ساخت و کشف و بسط شیر کے شر سے محفوظ رہے اس طرح اگر کوئی سانپ
 این مطلب در جای دیگر از الفاس الخواص تم کو نقصان پہنچائے کیلئے تمہارے سامنے آ رہا ہے
 و غیر آن مبین و مبرہن شدہ است پس یکایک تمہاری نظر اُس پر پڑی اور تم سانپ کے
 دریاب کہ استغفار ملائکہ مر انسان را چہ ضرر سے بچ گئے ایسی صورت میں تمہاری آنکھ اور
 باشد و چرا باشد ق و کل قوۃ منها مجوبہ قوت باصرہ نے جو دراصل ملائکہ اور تمہاری محافظ
 بنفسہا لا تری افضل من ذاتہا یعنی ہے تمہاری محافظت کی اور تم محفوظ رہے اسی
 ہر قوت از قوای مذکورہ کہ تعلق بصورت طرح سے تمام قوتوں کو جو کہ ملائکہ اور تمہاری
 عالم دارند مجوب است بذات خود منی محافظ ہیں قیاس کر لو دراصل تمہاری تمام و کمال
 بیند فاضل تری را از خود و جز ذات خود محافظت قوت لامسہ سے ہوتی اور اسی کے لئے
 را بزرگ تر منی یا بد پس این قول گویا سلطنت کلی ہے یہی وجہ ہے کہ تمہارے تمام ممالک
 بیان است مر قول اورا کہ کل قوۃ منها محروسہ میں قوت لامسہ ہی کی سلطنت ہے اگر
 مجوبہ بنفسہا باشد ازینجا است کہ ترک قوت لامسہ جو کہ ملائکہ سے تم سے بالکل علیہ ہو جائے
 عطف کردہ و تواند بود کہ قوای مطلق یا علیہ کردی جاوے تو تم ہلاک ہو جاؤ گے اگر تم

قوت
 جھوٹی

گرفتہ شود چہ مر عقل را دعویٰ دیگر است
 میگوند انا خیر منہ خلقی من نار و خلقتہ
 من طین۔ عمل من در ہمہ جا از حقائی
 مائبات و کلیات و جزئیات مادیہ و
 غیر مادیہ جاری است و این دعویٰ
 کذب است چنانچہ عنقریب خواہد آمد
 ہم چنین ہم دعویٰ سلطنت خود بر عالم
 انسانی دارد و بدینہ ادراک معانی چہ
 برین دعویٰ می گذراند و این نیز
 کاذب است فان کل مدعی کذاب
 چہ ملک مر قلب راست کہ قلاب است
 در ہمہ اطوار متعلق است باخلاق اللہ
 شائستہ خلافت حق تعالیٰ اوست این
 ہمہ بنقیبان و خادمان قلب اندازے
 چون اینہما را قرب بقلب حاصل گردد
 و بواسطہ قلب بحقیقت الحقائق
 و اصل شوند آزمان نزہت و علو مرتبہ
 مرا نہا را ر و نامک و دریا بند کہ قلب
 چہ میخواند و چہ میگوند بیت۔ جمال منشین
 اس جگہ نفس ناطقہ کو مدبر کہو گنجائش ہے اب سمجھو
 کہ قبہ ملکوت اور جبروت کے خیمہ کے اندر رہنے
 والے اور آسمان و زمین کے نفوس اہل تجرید
 تمہارے ساتھ رہتے اور تمہارے گھر کے اندر
 تھیں کہیں باہر نہیں تھیں اور ہمیشہ تمہارے
 سامنے میں اگر تمہارا گھر علائی کے کور اور کرکٹ
 اور عوائق کے کانٹوں سے پاک و صاف ہو جاوے
 تو سب کے سب مجھ سے خجور تھر میں تجلی ہوں گے
 اس کا حال دوسری لکھا گیا ہے پس سمجھو کہ انسان
 انسان کے لئے ملائکہ کا طلب مغفرت کرنا کیا ہے
 اور کیوں ہے اور کس لئے ہے۔ یعنی ہر قوتیں
 جو کہ ملائکہ میں اور صورت عالم سے تعلق رکھتی
 ہیں اپنی ذات میں محبوب ہیں اپنے سے فاضل اور
 بڑا دوسرے کو نہیں پاتے اور نہ دیکھتے ہیں۔
 یہ قول شیخ قدس سرہ کے اُس قول کا جو کہ کل
 قوۃ محجوبہ بنفسہ ہے ماں ہے اس وجہ سے ترک
 عطف کیا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قوائے
 مطلق کہا جائے اس لئے کہ عقلی کا دعویٰ
 دوسرے قسم کا ہے جو کہتی ہے کہ میں انسان سے

درین اثر کو نہ دگر نہ من یہاں خاتم کہ ہستم۔ بہتر ہوں مجھ کو آگ سے اور انسان کو مٹی سے
 ق دان فیما تزعم الالہیۃ بکل منصب پیدا کیا ہے اور عقل یہ بھی دعویٰ کرتی ہے کہ میرا
 عالی و منزلت رفیعہ عند اللہ این عمل داخل تمام حقائق ماسات و کلیات
 قول عطف است بر قول افعل من ذاتہا و جزئیات و مادیہ و غیر مادیہ اور علاوہ اس
 و قول اد فیما تزعم مقدم است بر قول کے سب جگہوں میں جاری و ساری ہے عقل
 اودان فیما یاموخر باشد از تمام این قول کا دعویٰ جو وہ اپنے بزرگی اور بڑائی کے
 و اما قدریہ است یعنی ہر قوت از قوای ثبوت و تائید میں پیش کرتی ہے غلط ہے
 مذکورہ محبوب است بذات خود نبی بند چنانچہ اس کا بیان بہت جلد آدے گا۔
 فاضل تر سے را از خود و نبی بند در گمان اسی طرح سے دہم اپنی سلطنت کا دعویٰ عالم
 خود کہ در نشا انسانی اہلیت و استحقاق انسانی پر کرتا ہے اور رکھتا ہے اور دلیل
 ہر منصب بلند و مرتبہ سرفرازا است اس دعویٰ کی مایات سمجھنے کی لاتا ہے اور
 نزدیک خدا تعالیٰ چہ آئنا دید ہائے یہ بھی جھوٹا ہے جتنے بھی مدعی ہوں سب
 خود جز بر خود ہا نگشادہ اند و فضیلت جھوٹے ہیں اصل میں ملکیت قلب کیلئے ہے
 و جمیع انسان را ندیدہ و مشاہدہ کیونکہ وہ تمام اطوار میں قلاب ہے اللہ تعالیٰ
 جمال قلب او نمودہ و بخود گمانے دیگر کے اخلاق سے متعلق اور منصف اور خلافت
 دارند یا این قول جملہ عالیہ باشد و این کے لائق ہے یہ سب خدام اور چو بدار قلب کے
 زمان قول او کہ فیما تزعم باشد لے ارتکاب ہیں لیکن جب ان کو قلب سے قربت حاصل ہوتی
 تکلف درست نمی شود یعنی ہر قوت از ہے اور قلب کے ذریعہ واسطہ سے حقیقت
 قوائے مذکورہ محبوب است بذات خود الحقائق سے ملتے ہیں اس وقت ان کی نسبت

نمی بیند فاضل ترے راز خود حال آنکہ
 بدر سیکہ کہ در نشاء انسانی سبت چنانکہ
 گمان می برد و میداند نشاء مذکور اہلیت
 و استحقاق ہر منصب عالی و مرتبہ رقیع
 راز و خدائے تعالیٰ و در بعضے نسخہ ما ترزم
 واقع است بجائے فیما ترزم یعنی در نشاء
 انسانی چہری است کہ گمان می برد و میداند
 چیز مذکور اہلیت و استحقاق منصب عالی
 و مرتبہ رقیع را در خود نزد خدائے تعالیٰ
 و بریں نسخہ اسم ان کلمہ است و منصب
 اہلیت بنا بر مفعولیت باشد و ترزم را
 چنانکہ بر نسخہ اول نصب آن بنا بر اہلیت
 باشد مراد او آن شے قلب است
 و معتبر نسخہ اول است قیما عندہا
 من المجمعۃ الالہیۃ بن مایرجع من ذلک
 الی جناب الالہی والی جناب حقیقتہ
 الحقائق و فی الشاۃ الخالۃ لہذا لا اذعان
 الی با تصقیۃ الطبعۃ الکلمۃ الی حصرت
 قوال العالم کلاماۃ و اسفل این

اور پاکیزگی بڑھ جاتی ہے اور اُس کا مرتبہ بلند ظاہر
 ہوتا اُس وقت وہ سمجھتے ہیں کہ قلب کیوں کہتا ہے
 اور کیا کہتا ہے۔ ہم نشین کا جمال مجھ میں اتر گیا۔ اور نہیں
 تو میں وہی مٹی ہوں جو مٹی۔ قول افضل من ذاتہا کے
 اوپر یہ قول عطف ہے اور قول تا ترزم اُس کے
 قول پر مقدم ہے و ان فیما تمام قول سے موخر ہے اور
 بامصدریہ ہے۔ یعنی ہر قوت از قوای مذکورہ اپنی
 ذات سے محبوب ہیں یعنی حجاب میں پڑے ہیں اپنے سے
 بڑا و بزرگ و دوسرے کو نہیں دیکھتے اور اپنے گمان
 اور خیال سے یہ نہیں دیکھتے اور نہ سمجھتے ہیں کہ نشاء
 انسانی میں اہلیت و استحقاق ہر منصب بلند و
 سر فراز کی خداداد تعالیٰ کے نزدیک ہے کیونکہ اُن
 قوتوں نے جو ملائکہ میں اپنی آنکھوں کو اپنے ذات پر
 نہیں کھولا ہے اور نہ سمجھا ہے اور فضیلت جمعیت
 انسانی اور اُس کے قلب کے جمال و کمال کو مشاہدہ
 نہیں کیا ہے بلکہ اپنی جانب سے انسان کی طرف سے
 کچھ اور ہی گمان رکھتے ہیں یا یہ قول جملہ حالیہ ہوا ایسی
 صورت میں خراج کے قول کا مطلب جو کہ فیما ترزم ہے
 بغیر از کتاب تکلف درست نہیں ہوتا۔ یعنی ہر قوت

قول تعلیل اہلیت واستحقاق نثار انسانی | از قوامی مذکورہ اپنی ذات میں محبوب ہیں اپنے سے
 است ہر منصب عالی و منزلت رفیع را | سے فاضل تر دوسرے کو نہیں دیکھتے اور حال ہے کہ
 لما عند اللہ ومن الجمعۃ بیان کلمہ است | نثار انسانی میں ہے پھر بھی اُن کی نشاۃ اپنے گمان
 کہ در لما عند ہا باشد و میں مایرجع متعلق | کے بموجب نشاۃ انشاۃ انسانی کے اہلیت واستحقاق
 جمعیت است کہ در من الجمعۃ باشد و فی | ہر منصب عالی و مرتبہ بلند کی نزدیک خدائے تعالیٰ
 انشاۃ الحالمۃ عطف است برین من | ہے اُس کو وہ نہیں دیکھتے اور نہ سمجھتے ہیں اور بعضے
 حیث المعنی اے میں انشاۃ الحالمۃ التی | نسخوں میں فیما تزعّم واقع ہے یعنی نساۃ انسانی
 حضرت صفت است مطبیعت کلیرا | میں فیما تزعّم کے بجائے ما تزعّم واقع ہے یعنی نشاۃ
 یعنی اہلیت واستحقاق نثار انسانی مر | انسانی میں ایک حر ہے اور وہ حر اس بات کو
 ہر منصب عالی و منزلت رفیع را عند اللہ | سمجھتی ہے کہ نشاۃ انسانی میں اہلیت واستحقاق
 بنا براین است کہ نزدیک نثار انسانی | مرتبہ عالی بلند کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے اور
 جمعیتہ الالہیۃ است کہ یصح موجودے | اس نسخہ میں اسم ان کلمہ ما ہے ومنصب اہلیت
 ازین نثار بیرون نباشد چنانکہ حضرت | ہے اس واسطے تزعّم کیلئے مفعولیت ہے جیسا کہ
 الالہ کہ شال جمع موجودات عینی و ظلی | پہلے نسخہ میں لھف اُس کا واسطے اہلیت اَنْ
 باشد یعنی انسان جامع است در میان | کیلئے ہے اور وہ شے قلب ہے اور موثر نسخہ اول ہے
 چیزے کے رجوع میکند انسان ازان
 چیز و بسبب اَنْ بسوئے جناب الہی و
 بسوئے جناب حقیقت الحقائق و جناب
 الہی حضرت اسماء و صفات باشد کہ ہر

اسم وصفیہ را وجہ خاص باشد بسوئے
حق تعالیٰ بے واسطہ حقیقتہ الحقائق

حضرت الاحدیۃ باشد و در میان نشاء
عنصری کہ حامل است مراد صاف و
قوائی روحانی و جسمانی را تا باقی امور
کہ آنرا تقاضا میکند طبیعت کہ ضابط
و حاضر جمیع قوایل و اعیان عالم علوی
و سفلی باشد و این طبیعت مبدا
فعل و انفعال است کہ در ہر جہت ہر تادہ
اند و ہمیں طبیعت قابل تاثیرات
اسرار الہی است و امورے کہ حقتعالی
طبیعت کلیہ اند استعداد خاص اند
در صاحب ایں جمعیت عالم علوی عالم
سمادی باشد و عالم سفلی و عالم عنصری
و عالم روحانی و عالم جسمانی باشد پس
قوام ملائکہ از انسان است چنانکہ گفت
و اشارت کرد بایں معنی بقول خود فی
الشازہ الحامۃ لعداہ الاوصاف۔
پس جمعیتہ الہی در نشاء انسانی بہ سہ
یہ قول اولیت و استحقاق نشاء انسانی ہر منصب عالی
و منزلت رقیع کیلے ہے تعلیل ہے۔ لما عند اللہ من
الجمیۃ و لما عند اللہ من الجمیۃ کلہا کا بیان ہے جو کہ
لما عند ہا میں ہے و بین ما یرجع جمیۃ کے متعلق ہے
جو کہ من بین جمیعہ کے ہے و فی انشاء الحامۃ عطف
ہے اوپر بین من حیث المعنی اے میں نشاء الحامۃ۔
الہی حضرت صفت ہے طبیعت کلیہ کی یعنی اللہ
تعالیٰ کے نزدیک جو اولیت اور استحقاق ہر
منصب عالی و منزلت رقیع کی نشاء انسانی
کی ہے وہ اسوجہ سے ہے کہ نشاء انسانی میں
جمعیت الالہیہ ہے کہ کوئی موجود اس سے
باہر نہیں ہے جیسے کہ حضرت الالہ کہ تمام
موجودات عینی و ظنی میں شامل و ظاہر ہے
یعنی انسان دو چیز دل کا جامع ہے ایک
چیز سے وہ اپنے کو جناب الہی کی طرف رجوع
کرتا ہے اور دوسری چیز سے وہ حقیقت
الحقائق کے طرف رجوع ہوتا ہے۔ اور

چیز باشد حضرت الاسماء والصفات و جناب الہی حضرات اسماء وصفات ہیں اور ہر اسم
 حضرت الاحدیۃ وطبیعت کلیہ کہ حاضر و وصف اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ وجہ خاص رکھتے
 تمامی اعیان عالم باشد اعلیٰ واسفل و ہیں۔ اور حقیقت الحقائق حضرت الاحدیۃ ہے اور
 درین کلام اشارت است کہ حل نشاء در میان نشاء عنصری جو کہ اُنھائیوالی اوصاف
 عنصری مر این قوای واستعداد خاص قوای روحانی و جسمانی کی اور اُن امور کی کہ جس کو
 را بسبب طبیعت کلیہ است و در بعضے طبیعت تقاضا کرتی ہے اور وہ طبیعت گھرنے
 نسخہ بجائے بسوی جناب حقیقتہ الحائق اور ضبط کرنیوالی تمام قوایل اور اعیان عالم علوی
 جانب حقیقت الحائق واقع است و وسفلی کی ہے اور یہ طبیعت مبدعہ فعل و انفعال
 مال ہر دو عبارت یکے است و بعضے ہے جو کہ ہر جوہر میں رکھی گئی ہے اور یہی طبیعت
 گفتہ اند کہ چون جناب الہی شامل احدیۃ اسماء الہی کے اثرات کو قبول کرنے والی ہے اور
 دو احدیۃ است پس مراد از حقیقتہ جو امور کہ مقتضائے طبیعت کلیہ ہیں وہ استعداد
 الحقائق حضرت امکان است کہ جامع خاص ہیں اور جس کو یہ جمیعت حاصل ہے اُس کے
 حقائق ممکنات موجودہ و معدومہ است جمیعت میں عالم علوی و عالم سماوی اور عالم سفلی
 و بہین وجہ منصف است بعبودیت و و عالم عنصری و عالم روحانی و عالم جسمانی ہے
 ممتاز از ربوبیت قتال و نیز گفتہ است پس انسان اعیان عالم سماوی و عالم عنصری
 کہ در کلام تقدیم و تاخیر است و تقدیر کلام و عالم روحانی و عالم جسمانی کا گھرنے والا اور
 این است والے بالبقیۃ الطبیعۃ الکلیۃ احاطہ کر نیوالا ہے پس قوام و وجود ملائکہ کا انسان
 فی انشاء الجالۃ لہذا لادھان و این سے جیسا کہ کہا اور اشارہ کیا گیا ہے پس جمیعت الہی
 معطوف است بر قول اولیٰ الجناب الہی اشارہ انسانی میں تین چیزیں ہیں۔

باشد یا الی جناب حقیقتہ الحقائق فتاویل
 و در بعضی نسخہ الکل واقع است بجائے
 الکلیۃ کہ دارالطبیعیۃ الکلیۃ واقع است
 پس برین تقدس قول شیخ قدس سرہ کہ
 کہ فی انشاء الحالمۃ است الی آخرہ جملہ
 حالیہ است و الکل مبتدأ است و
 فی النشاء خبر وے باشد فی النشاء
 را و حال آنکہ در نشاء عنصری ہمہ انسان
 خبر اند پس جمیعۃ الآئمۃ درست آمد
 داین جافعل لازم میآید میان موصوف
 کہ الطبیعیۃ باشد و میان صفت کہ الکی
 حضرت باشد باین معنی کہ الکل باشد و
 این رواست و انہ یقسم لوتعلمون عظیم
 و احتمال دارد کہ توجیہ سابق بحال باشد
 و الکل بدل یا عطف بیان باشد مر
 طبیعت راق و ہذا لا یعرفہ عمل بطریق
 نظر فکری ل یعنی جمیعۃ الآئمۃ را در
 نشاء انسانی نمی شناسد بیج عقل از راہ
 نظر فکری چہ کار عقل ترتیب امور
 ۱۔ حضرات اسماء و صفات ۲۔ حضرت الإبدیۃ -
 ۳۔ طبیعت کلیہ - اعیان عالم علوی و سفلی کو گھرنوای
 طبیعت کلیہ ہے اور اس کلام میں اشارہ ہے کہ طبیعت
 کلیہ اپنے استعدادات خاص سے نشاء عنصری کو اٹھائے
 ہوئے ہے اور بعض نسخوں میں بجائے جناب حقیقت
 الحقائق جانب حقیقت الحقائق لکھا ہوا ہے اور
 مال دونوں عبارتوں کا ایک ہے۔ اور بعضوں نے
 کہا ہے جب کہ جناب الہی احدیت و واحدیت میں
 شامل ہے حقیقت الحقائق سے مراد حضرت الامکان
 ہے جو حقان مکانات موجودہ اور معدومہ کا جامع
 ہے اسی وجہ سے عبودیت کے صفت سے متصف
 ہے اور ربوبیت سے ممتاز ہے اس مقام پر سوچو
 اور تامل کر۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اس کلام میں
 تقدیم و تاخیر ہے تقدیم کلام یہ ہے والی لہفۃ الطبیعیۃ
 الکلیۃ فی النشاء الحالمۃ بہذاہ اوصاف یہ اُس کے
 قول الی الجناب الکی پر یا جناب حقیقت الحقائق
 پر معطوف ہے اس مقام پر بھی سوچو و تامل کرو
 اور بعض نسخوں میں بجائے الکلیۃ کے الکل واقع ہے
 کہ الطبیعیۃ الکلیۃ میں واقع ہے پس ایسی صورت

معلوم است یا تحصیل امر سے تامل وادی میں شیخ قدس سرہ کا یہ قول جو کہ فی النشار الحالیہ ہے
 شود بسوی مجهول و سخن در معلومتہ امر و جملہ حالیہ ہے اور الکل بتدار ہے اور فی النشار
 تحصیل دے است چہ اگر مرکب است اس کی خبر ہے اور حال یہ ہے کہ نشارہ غصہ میں
 سخن در اجزا است و چارہ نیست ازین تمام انسان حر ہیں ایسی صورت میں جمعیت آئینہ
 کہ اک جزو آن بسیط باشد و بسیط تعریف درست آئی۔ اور اس جگہ در میان میں الطبیعیہ کے
 کردہ نمی شود مگر لوازم بینہ و لوازم شے کہ موصوف ہے اور اللہ تعالیٰ حضرت کے کہ جو صفت ہے
 اطلاع کہ نہ شے نمی بخشد اگر بسیط باشد فعل لازم آتا ہے اس معنی سے کہ الکل ہے اور یہ
 پس ظاہر است۔ مثلاً انسان کہ جو ہر جائز ہے۔ اور بیشک یہ ایک بڑی قسم ہے اگر تم
 بسیط جنس عالی وی است بلکہ حاصل جانتے ہو۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ پہلے والی تو جہل پنے
 نیست ہم چنین جمع الوداع جو ہر و افراد حال پر ہو اور الکل طبیعت کیلئے بدل یا عطف
 دے ہم چنین تصدیق خاص بر مذہب بیان ہو۔ یعنی جمعیت آئینہ کو نشارہ انسانی میں
 کہے کہ تصدیق را مرکب دارد و مثلاً اگر از راہ نظر و فکر اور از راہ دانش کوئی عقل نہیں
 بگوئی کہ انسان حادث است و چون انسان پہنچاتی کیونکہ عقل کا کام ترتیب امور معلومہ ہے
 و حادث را بکنہ معلوم نکردی پس بر کہ یا کسی امر کا حاصل کرنا ہے تاکہ مجھوں کی طرف ادا
 و بچہ حکم کردی و از مناقشہ طالب علمان کرنا والا ہوا و بات امر معلوم ہونے اور حاصل
 نجات نیست گوش بصدائے ایشان کرنے پر ہے کیونکہ اگر مرکب ہے تو اجزا میں
 نیا مدد اد میگویند کہ ابو علی سینا در حق گفتگو ہے اور اس سے چارہ نہیں ہے کہ اس کا
 خود نزد یک بانز ہا ق روح از بدن ایک جز بسیط ہے اور بسیط کی تعریف ظاہری
 گفتہ است سے میوت و نیست لہ حاصل نہ لوازمات سے ہوتی ہے اور لوازمات شے جیسے کہ

سوی علم از ما علم و امام رازی گفت است
 و غائتہ سعی العالمین ضلال لاجرم عقل
 گفتند سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا
 انک انت العلیم الحکیم۔ ۵
 دانستہ شد کہ بیچ دانستہ ایم ما
 پس مر عقل را محال حرکت نیست مگر
 و قتیکہ بہ عنایت رب تعالی قلب منور
 بنور الہی مشعل ہدایت عقل گردود فرما
 راہ ادا مد آن زمان در ضیاء آن بدریائے
 معرفت شادوری نماید و در رفاخرہ
 و لوالی متکاثرہ بدست آرد و اگر نہ از
 طلاطم امواج ادہام و انیاب ننگ
 شکوک ہلاک و تا پیدا گردد و بازار را راہ
 معرفت نہ از راہ جہالت معترف گردد
 و بگوید سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا الایۃ
 ازین جا گفت بطریق نظر فکری پس
 ادراک حقائق ہے رسالت قلب واسطہ
 آن کار عقل نیست کہ طور آن درائے
 طور عقل باشد و بے کشف الہی شاہد

وہ ہے اس کی اطلاع نہیں دیتے اور اگر ابرہیہ
 ہے تو ظاہر ہے مثلاً انسان کہ جو ہر بسیط اُس کا جنس
 عالی ہے کمبیہ سے حاصل نہیں ہے اسی طرح تمام اقسام
 جوہر اور اُس کے افراد ہیں اور اسی طرح نقدیق خاص
 کسی کے مذہب پر کہ وہ نقدیق کو مرکب جانتا ہے۔
 مثلاً اگر تم کہو کہ انسان حادث ہے اور جبکہ انسان
 اور حادث کو تم نے کمبیہ سے معلوم نہیں کیا تو کس
 پر اور کس طرح پر تم نے حکم کیا کہ انسان حادث ہے
 طالب علموں کے جھگڑے سے نجات نہیں ہے
 اُن کی آواز کو سننا نہیں چاہئے۔ کہتے ہیں کہ ابوعلی
 سینا اپنے حق میں جسم سے روح نکلنے کے قریب
 کہا ہے۔ مر رہے ہیں ہم اور ہم کو کچھ حاصل نہیں
 ہے سوائے اُس علم کے کہ جو کچھ علم ہوا ہے۔ اور
 امام رازی نے کہا ہے انتہائی کوشش عالم
 والوں کی گمراہی ہے اس وجہ سے عقل نے کہا
 آپ پاک نہیں ہے علم ہمارے لئے مگر اُسی قدر
 جس قدر کہ آپ نے ہم کو علم دیا ہے اب بہت
 بڑے علم والے اور حکم میں دانستہ شد کہ بیچ نہ دانستہ
 ہم۔ پس عقل کو حرکت کی طاقت نہیں ہے مگر

معرفت جہاں خود نہ نماند و مرتزکمال حاصل اُس وقت کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت و مہربانی
 نشود چنانکہ میثنوی۔ ق بل ہذا الفن سے قلب منور نور الہی سے ہدایت کی مشعل
 من الادراک لا یكون الا من کشف الالہی عقل کیلئے روشن کرے اور اس کو راستہ
 ل یعنی بلکہ فن ادراک حاصل و معرفت دکھا دے۔ اُس وقت اُس کے روشنی میں معرفت
 مخصوص کہ مذکور شد حاصل نمی شود مگر از کے دریا میں تیرا کی کرتا ہے اور عیش بہا جو اہرات
 کشف الہی کہ این معرفت و ادراک تا اور موتی حاصل کرتا ہے۔ نہیں تو امواج کے
 آنکہ نور ربانی از مطلع عنایت پر تو خود لاطم اور ادہام اور سکوک کے تنگ سے ہلاک
 بر قلب کس نیدازد حاصل نشود و اور ناپید ہو جاتا ہے اُس وقت وہ معرفت
 حقائق کو سہ الئہ ہے پر تو اور بردل کے راہ سے اعتراض کرتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ
 ظاہر نہ گردد ق منہ بعرف ما اصل مورد پاک بین نہیں ہے علم ہمارے لئے مگر دی جو کچھ
 العالم القا یلئہ لا وار صل یعنی از آپ نے ہم کو علم دیا ہے بیشک آپ بہت بڑے
 کشف الہی دیدہ و دانستہ می شود علم دالے اور حکم میں اس جگہ لطریق نظر فکری
 کہ حیست اصل صور و اجسام عالم کہا گیا ہے کیونکہ حقیقت کا ادراک ہونا بغیر قلب
 کی قبول کردہ اندر مراد اح عالم را کے وساطت سے ممکن نہیں ہے یہ کام عقل کا نہیں
 و تو اند بود کہ صور عبارت باشد از ہے بلکہ عقل کے طریقہ کے علاوہ ہے۔ بغیر کشف
 اجسام و اجساد مثل و ہیا کل نار یہ الہی کے شاہد معرفت اپنا جمال نہیں دکھاتا اور
 و نور بہ تاجیح موجودات را از عقول تم کو جمال و کمال حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ ایسے امور
 و نفوس مجر وہ و غیر آن از جن و غیر آن کے سمجھنے کا خاص فن اور معرفت مخصوص کا حاصل
 شامل شوند کہ مرہر چیز را بحسب مالمق جیسا کہ او پر ذکر ہوا بغیر کشف الہی کے حاصل

بہ صورتے ہست و یکشف الہی دیدہ
 و دانستہ می شود کہ چہ ظاہر شدہ است
 بہ صورت عالم کہ قبول کرد مراد روح عالم را
 یعنی اصل صورت عالم ذات حق است
 کہ غیر ذات حق وجود دے و نمود دے
 ندارد و این یکشف الہی حاصل میشود
 بخلاف کشف القلوب و القبور و
 کشف انجہ واقع شد و خواہد شد در
 عالم و این در معرفت و قرب مالہ بکار
 نمی آید آثار این کشف از دھام عوام
 و احراز مال و انعام است و این چیز ہا
 شرافت نہ بخش از دھام خلق آفتہ
 لا شرافتہ فقیران توجہ باین کشف
 ندارند و خضر را مثل موسی علیہ السلام نہ
 انکار نہ اگر چہ موسی گفت ہل تعجبک
 علی ان نعلن معاملتہ رشد بلکہ این
 را مطلب ساختن کفر است و بت پرستی
 اگر ازیں چیز ہا رستی بحق پیوستی -
 جاد الحق و ذہق الباطل ان الباطل

نہیں ہوتا کیونکہ یہ معرفت اور سمجھداری جب
 تک کہ نور ربانی عنایت کے مطلع سے کسی کے
 قلب پر سایہ نہیں ڈالتا حاصل نہیں ہوتا اور
 عالم کی حقیقت اور حقائق الکیہ بغیر نور کے
 سایہ ڈالے ہوئے دل پر ظاہر نہیں ہوتے
 یعنی کشف الہی سے دیکھا اور جانا جاتا ہے کہ
 عالم کے صورتوں کی اصلیت اور احسام عالم
 کیا ہیں کہ جس سے عالم کے ارواحوں کو قبول کر لیا
 ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ صورت عبارت ہے
 اجسام و اجساد مثالیہ اور ہیاکل نور بہ و ناریہ
 سے تاکہ تمام موجودات از قسم عقول و نفوس
 مجرودہ اور جن وغیرہ سے شامل ہوں کیونکہ ہر چیز
 کی جس کے لائق وہ ہے ایک صورت ہے
 کشف الہی سے دیکھا اور جانا جاتا ہے کہ عالم
 کے صورتوں میں کیا ظاہر ہوا ہے کہ جس نے
 عالم کے ارواحوں کو قبول کر لیا ہے۔ یعنی اصل
 میں عالم کی صورتیں ذات حق ہیں کہ خدا کی
 ذات کے علاوہ کوئی چیز وجود و نمود نہیں رکھتی
 اور یہ کشف الہی سے حاصل ہوتا ہے اس کے

کان دہوقا علم ان کشف الحقائق الاساسیۃ | علاوہ عالم میں اور بہت سے کشف میں مثلاً کشف
 والتجلیات الصفاتیۃ یبد القلوب للتجلیات | القلوب وکشف القبور وغیرہ جو کہ عالم میں پائے
 الدانیۃ المضمینۃ لما سوارا لھا علۃ لبحال | جاتے ہیں یہ دوسری طریقہ سے ہی حاصل ہوتے
 الانیات وکما مضمی فیہا ما یوجب | ہیں لیکن یہ معرفت اللہ تعالیٰ کے قرب کے لئے
 الابدی فیطلع بحقہا وحقیقتہ غیر ما بالحق | کام نہیں آتی اس قسم کے کشف کے آثار عوام کا
 تعالیٰ ویعلم ان الذات الالہیۃ ہی اللتی | ازدحام اور مال کا کرنا اور لوگوں سے انعام کا مستحق
 نظر لصور العالم وان اصل تلك الحقائق | ہوتا ہے یہ چیزیں بڑائی میں بخشش حقائق کا اڑھا
 وصور ہا تلك الذات وانہا ہی اللتی طرت | آفت ہے شرافت نہیں ہے خضر لوگ ایسے کشف پر
 فی الصورة البحواس المطلق اللتی قبلت | تو یہ نہیں رکھتے اور خضر کو مثل موسیٰ علیہ السلام کے
 ہذاہ الصور کلہا من حیث فیہا متما۔ | نہیں سمجھتے اگرچہ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر تو
 ق فسی ہذا المذکور السان وخلیفۃ اما | کہے تو تیرے ساتھ رہوں اس وجہ سے کہ تو سکھا دے
 الاساسہ فالعموم نشاۃ وحصر الحقائق | کچھ جو تجھ کو اللہ تعالیٰ نے سکھائی ہے بھلی راہ۔ بلکہ
 کلہا دہو الحق ممر لہ السان العین من العین | اس کو مطلب کیلئے استعمال کرنا کفر اور بت پرستی
 الذی یہ یقول انظر ہوا المعسرۃ بالبصر | ہے اگر ان چیزوں سے تم نے چھٹکارہ پایا خدا سے
 التفصلت فی العالم ل ودر بعض نسخہ | مل گئے حق آگیا اور باطل چلا گیا اور باطل جانیا والا
 فاما الاساسہ واقع است بجائے اما الاساس | جائز اور تجھے معلوم ہو کہ حقائق اسمائیہ اور تجلیات
 یعنی پس تمام کردہ شہدائین مذکور کہ قول | صفاتیہ کا دلوں پر کشف ہونا معلوم ہوتا کہ یہ
 جامع مختصر و خلاصہ راہ عالم وروح | کیا ہیں اور ان کی حقیقت کیا ہے سب سے پہلے
 صورت عالم باشد ما سان وخلیفہ | دل پر ذاتی تجلی ہوتی ہے اس کا لازمی نتیجہ ہوتا

اما ہودن ایں مذکور انسان و نام کردن او ہے جو غیرت ہے وہ فنا ہو جاتی ہے اور فنا رہتی ہے
 بالسان پس بعوم نشاء کون مذکورہ است اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کے ذاتی تجلیات کی حقیقت
 و حقیر کردن دے مرتامی حقائق را اور اسما و صفات کے تجلیات کی حقیقت اور دوسرے
 چہ نشاء مذکور شامل باشد مرتامی جمع اسما انبیاء کی حقیقت سے واقف ہو جاتا ہے اور ان کو
 الہی و مراتب نزول نامتناہی را دھامرد معلوم ہو جاتا ہے کہ ذات الہی ایک ایسی ذات ہے
 ضابطہ است و تمامی حقائق را کہ مفصل جو عالم کے تمامی حقائق اور صورتوں کی اصل وہی
 شدہ اند در عالم و کون مذکور مرتامی حقائق ذات ہے مال را نہ و برہانہ۔ اور وہی ذات ہے
 بمنزلہ انسان عین و مردم چشم باشد مرتامی مطلق صورت جو ہر یہ میں ظاہر ہے جس نے ان
 چشم را مردم چشم ان است کہ حاصل شدہ تمام صورتوں کو قبول کر لیا ہے اس حیثیت سے
 بوی نظر و بینائی و عرصہ می کند ازاں بہ کل چیزیں اللہ تعالیٰ کی ذات میں فانی اور منسلک
 بصر یعنی چون قول مذکور شامل شد مرتامی جمع ہیں۔ بعض نسخوں میں اما انسانہ کے بجائے اما
 انبیاء الہی و مراتب نزول نامتناہی را انسانہ واقع ہے۔ یعنی اُس مذکور کا جو کہ کون جلالت
 و ضبط و احاطہ کرد مرتامی حقائق عالم را پس مختصر اور جلا کر یہ والا آسمہ عالم و روح صورت عالم
 حق تعالیٰ باین مذکور تمامی حقائق و مظاہر ہے۔ انسان و خلیفہ نام رکھا گیا۔
 انبیاء و صفات را دید پس نسبت ایں لیکن اُس مذکور کو اسان کنایا انسان نام رکھنا
 مذکورہ بحق تعالیٰ نسبت مردم چشم باشد کون مذکور کے عموم نشاء کے اعتبار سے ہے
 بحکم و معنی انسان مردم چشم است کیونکہ نشاء مذکور تمامی انبیاء الہی و مراتب نزول
 فلہذا اسمی انسانا فانیہ بہ نظر بحق الی الحلق نامتناہی کا گھیرنے والا اور اپنے اندر لے لینے والا
 فرجہ ل یعنی پس بنا بر آن کہ کون مذکور تمامی حقائق کا جو کہ عالم میں تفصیل کے ساتھ موجود ہیں

مرحق تعالیٰ را بمنزلہ انسان عین باشد مر | شامل ہے اور کون مذکور اللہ تعالیٰ کیلئے بمنزلہ انسان
 عین را نام کردہ شد کون مذکورہ بایشان | کے آنکھ کے آنکھ ہے آنکھ کیلئے اور مردم چشم اُس کو
 چہ بدر سکے یوں مذکور نظر کر مرحق تعالیٰ | کہتے ہیں کہ جس سے آنکھ میں بینائی حاصل ہوتی ہے
 بسوے خلق و اعیان خلق پس رحم کر د | اور اُس کو بصر سے تعبیر کرتے ہیں۔ یعنی جب کہ کون
 براعیان بانعام وجود و بخشش ظہور | مذکور تمام انبیاء اکی اور مراتب نزول نامتناہی
 نمود تا آنکہ حقیقت کون مذکور بظہور | کو اور تمام حقائق عالم کو شامل ہے پس حق تعالیٰ نے
 نیامدہ بود اعیان خلق ثابت شدہ | اُس مذکور سے تمامی حقائق اور انبیاء مظاہر و مضاف
 بودند پس دیدن حق تعالیٰ نہ بود۔ و آرا | کو دیکھا۔ پس اللہ تعالیٰ سے اُس کون مذکور کی
 صفت بصارت منافی این مذکور نیست | نسبت مثل مردم چشم کے آنکھ کیلئے ہے اور انسان
 پس چون انسان مرحق را ممر انسان | کے معنی مردم چشم کے ہیں۔ یعنی اس لئے کہ کون مذکور
 عین باشد مرعین را باند کہ انسان خود را | اللہ تعالیٰ کے لئے ممر انسان کے آنکھ کے آنکھ ہے
 نہ بیند از مردم دیدہ بر باند آموخت | کون مذکور کا نام انسان رکھا گیا اس وجہ سے حق
 دیدن ہمہ کس را ندیدن خود را علم | تعالیٰ نے کون مذکور سے خلق اور اُس کے اعیان
 انہ تعالیٰ لما تجلی لذاتہ بذاتہ و شامد جمیع | کو دیکھا اور وجود کے انعام و شہود کے بخشش
 صماتہ و کمالاتہ فی ذاتہ اراد ان یشاہد | سے خلق اور اُس کے اعیان پر رحم کیا۔ جب تک
 فی حقیقتہ مکون کا المرآة لہ تعالیٰ فاو | کہ حقیقت کون مذکور کی ظاہر نہیں تھی اور خلق
 جدا الحقیقتہ الحمد یتہ الی ہی حقیقتہ | کے اعیان ثابت نہیں ہوئے تھے حق تعالیٰ کا
 ہذا النوع الانسانی فی الحضرة العلیہ | دیکھنا نہیں تھا اس مذکور سے خلق اور اعیان خلق
 فوجدت حقائق العالم وجوداً اجالیاً | کو دیکھنا حق تعالیٰ کی صفت بصارت کے

مضامین المرتبة الالہیة الجامعیة
 الاسماء کما فادجدہم فی ملک المحضرة
 وجوداً تفصیلیاً فصارت اعیاناً ثابتة
 فلانہ تعالیٰ تم جعل الوجود الخارجی
 مطابقاً للوجود العلمی بایجاد العقل
 الاول اولاد ہوا المشار الیہ بقولہ
 علیہ السلام اول ما خلق اللہ نوری و
 وایجاد غیرہ من الموجودات التي
 تضمنها العقل الاول تانیاً قہو
 الانسان الحادث الازلی والشار الہم
 الابدی والکلمة الجامعة الفاصلة
 فتم العالم بوجودہ ل ودر بعض نسخہ
 بجائے نشار شے واقع است یعنی پس
 کون مذکور انسان حادث ازلی باشد
 و نشار دائم ابدی و کلمہ جامع و فاصل
 پس تمام شد و کمال یافت عالم لوجود
 انسان کہ روح صورت عالم و جلایں
 مرآة باش چنانکہ گذشت و مراد ار
 حادث بحدوث ذاتے است بمعنی
 ہونے کے منافی نہیں ہے۔ پس جب کہ انسان
 حق تعالیٰ کیلئے بمرلہ انسان عین کے ہے عین
 کو چاہئے کہ اپنے کو نہ دیکھے آنکھ کے مرد مک
 سے سکھنا چاہئے کہ دیکھے سب کو اور نہ دیکھے
 آپ کو جان تو کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے ذات کی
 اپنی ذات پر تجلی کی تو مشاہدہ کیا اپنے کل مصفون
 اور کمالات کو اپنی ذات میں۔ پھر ارادہ کیا کہ
 اپنے کل مصفون اور کمالات کو ایسے حقیقت
 میں دیکھے کہ وہ اُس کے لئے مثل اُئینہ ہو تو
 پایا حقیقت محمدیہ کہ جو اس نوع انسانی کی
 حضرت العلیہ میں حقیقت ہے تو پائی گئیں
 حقیقتیں عالم کی ماعمار وجود اجمالی کے
 مشابہ مرتبہ الہیہ میں جو کہ کل اسماء کا جامع
 ہے تو پایا ان سمیوں کو اُس حضرت میں وجود
 تفصیل کے ساتھ۔ پس ہو گئے اعیان ثابتہ
 اس واسطے اللہ تعالیٰ نے مکمل کر دیا وجود
 خارجی کو مطابق وجود علمی کے عقل اول کے
 ایجاد کی وجہ سے کیونکہ وہ اول مشار الیہ
 ہے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول

اقتصار بسوے بتدار اصل و ازلی و دائم میں جو کہ اول ماخلق اللہ نوری ہے اسی کی طرف
 بمعنی عدم مسبوق است بعدم پس انسان اشارہ ہے اور اُس کے ضمن میں دوسرے موجودات
 نظر لوجہ علمی و عینی ثابتہ و وجود عینی روحانی کے ایجاد کو عقل اول نے بعد کو یار اور بعضے نسخوں
 حادث باشد۔ و ازلی و دائم بمعنی مذکور پس میں بجائے شے کے نشاۃ واقع ہے یعنی پس کون
 ازلت و دوام انسان نظر بہ ازلت و مذکور انسان حادث ازلی و نشاۃ دائم ابدی و
 دوام علت تامہ اوست نہ حادث بحدوث کلمہ جامع و فاضل ہے۔ پس انسان کے وجود سے جو
 ربانی بمعنی مسبوق بعدم تامنا فی ازلت کہ صورت عالم کی روح اور آئینہ عالم کی جلا ہے
 و دوام گردد۔ و نہ ازلی و دائم بمعنی عدم عالم کاجال و کمال روشن اور پورا ہو گیا جیسا کہ
 امصار است بسوے شے کہ این معنی او پر ذکر کیا گیا۔ اور حادث سے مراد حدوث ذاتی
 محض بحضرت واجب الوجود است۔ ہے۔ اس معنی سے کہ وہ اپنے بتدار اصل کا محتاج
 و تواند بود کہ مراد حدوث ربانی باشد ہے اور ازلی و دائم اس معنی سے ہے کہ اُس پر عدم
 لیکن نظر لوجہ عینی و حانی او باشد پس کبھی طاری نہیں ہوا اس لئے کہ عدم مسبوق عدم
 بازمانا فی نمیشود مر ازلت و دوام اورا سے ہے پس انسان نظر لوجہ علمی و عینی ثابتہ و وجود
 کہ نظر لوجہ علمی و عینی روحانی او باشد عینی و روحانی حادث ہے اور اسی معنی سے وہ ازلی
 و نظر باین وجود از زمان و احکام وے و دائم ہے۔ پس اولیت اور دوام انسان اُس کے
 متعالی است و از مکان و احاطہ وے علت تامہ کے نظر سے ہے۔ اس نظر سے وہ ازلی
 مسرۃ و ابدی بمعنی عدم طربان عدم است و دائم نہیں ہے کہ وہ حادث بحدوث ربانی ہے
 و این نیز لوجہ روحانی است۔ و ابدیت جس کے معنی عدم سے پیچھے آنے کے ہیں اور اس نظر
 او از ہمت ابدیت علت تامہ اوست سے بھی وہ ازلی و دائم نہیں ہے کہ وہ کسی شے کا محتاج

بخلاف ابدیت واجب الوجود کہ ابدیت
 او ذاتی است۔ و وجہ این کہ انسان و ہر
 موجود کلمہ است در شرح خطبہ گذشت
 و انسان را جامع ازان میگویند کہ جمع
 کردہ است میان جمیع حقائق البیہ و کوسہ
 ہم لوجود علمی و ہم لوجود عینی فاصل ازان است
 کہ فصل کردہ است میان مراتب کہ موجب
 بکثر اند و تعدد و بہمن معنی اشارت است
 ازین کہ نبی علیہ السلام قاسم است میان
 جنت و نار۔ اعلم انہ انما تضر الانسان بہ
 نشارہ العنصریۃ لانہ لما جعلت حقیقۃ
 متصفہ بجمیع الکمالات جامعۃ للحقائق
 و جب آن تو جد الحقائق کلماتی الحارج
 قبل وجودہ حتی یرعلیہا عند نزلاتہ فیتصف
 بجمیعہا من جوار الروحانیات و السماویات
 و العنصریات الی ان یطہر فی الصور
 الجسمیہ و لا یدان مری علی المحضرت الاسانیہ
 ایفا حتی کیون عارف کابلا و اند الفال
 ان علم الادلیہ مذکری لا تفکری لا لما
 نہیں ہے اس لئے کہ کسی شے کا محتاج نہ ہوتا یہ مفت
 واجب الوجود کی ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد
 حدوث زمانی ہو لیکن نظر لوجود عینی و روحانی کے
 اُس کے ہے۔ اور یہ بھی اُس کے ازلیت و دوام کا
 منافی نہیں ہے اس لئے کہ اُس کے وجود علمی و عینی
 و روحانی پر نظر کرنے سے اُس کی ازلیت اور اس کا دہم
 ہونا ثابت ہے اور وجود علمی اور عینی و روحانی پر نظر
 کرنے سے زمان و احکام سے وہ سرورہ اور بالاتر ہے۔
 اور ابدی اس معنی سے ہے کہ عدم طریاں عدم سے
 ہے یہ بھی روحانی نظر سے ہے اور ابدیت اُس کی
 اُس کے علت تامہ کے جهت سے ہے بخلاف ابدیت
 واجب الوجود کے کہ ابدیت واجب الوجود کی ذاتی
 ہے اور یہ وجہ کہ انسان اور ہر موجود کلمہ ہے خطبہ
 کے شرح میں بیان ہو چکا ہے انسان کو جامع اسلئے
 کہتے ہیں کہ اُس نے اپنے اندر تمام حقائق کو نبیہ و آئینہ
 کو اور وجود علمی و روحانی کو جمع کر لیا ہے اور فاصل
 اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اُس نے مراتب کے درمیان
 فصل کرنا ہے جو کہ موجب کثرت و تعدد کا ہے
 اور اس طرح کہنے میں اشارہ بند ہے کہ حضور

علیہ رائی اہل التباسخ۔ والعالم کمال علیہ
 فی الخارج مرکزہ من العناصر المتاخرہ عن
 الافلاک ولفوسہا والعقولہا وجب ان توجد
 قبلہ لقدم الجز وعلی کل بالطبع فی فہم
 العالم کفص الحاتم من الحاتم الذی ہو محل
 النقش والعلامۃ اللتی بہا یختتم الملک علی
 خرائطہ ل یعنی پس کون مذکور کہ انسان
 باشد از عالم و نسبت او بسوئے عالم چون
 قص خاتم است از خاتم و نسبت وے
 بسوئے خاتم چہ قص خاتم محل نقش و
 علامت باشد کہ بسبب علامت و محل
 وے ہر میکند بادشاہ صاحب مملکت
 بر خزانہ خود و انسان ہم چنین است
 یعنی چون انسان مذکور و وجود آن
 تمام شد و کمال یافت عالم۔ پس
 انسان مذکور و نسبت او بعالم چون
 نگینہ انگشتری و نسبت وے باشد
 بر انگشتری پس چنانکہ قص خاتم از
 خاتم است و با وجود این قص شے است

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ و جنت کے تقسیم
 کر دیوے ہیں۔ تجھے معلوم ہو کہ انسان کی پیدائش نشاہ
 عنصریہ میں سب سے پیچھے ہوئی ہے جبکہ انسان کی
 حقیقت تہامی حقائق کی جامع اور تہامی کمالات سے
 متصف بنائی گئی۔ تو اُس کے لئے ضروری و لازمی
 ہو کہ اُس کے وجود میں آنے سے پہلے تہامی حقائق خلق
 میں موجود ہوں اس لئے کہ وہ اپنے زول کے وقت تہامی
 حقائق سے گذرتی ہوئی اور متصف ہوئی ہوئی جس میں
 روحانیات و سماویات و عنصریات شامل ہیں اپنے
 نوعی جسمانی شکل و صورت میں ظاہر ہوا اور اُس کیلئے
 یہ بھی لازم ہوا کہ وہ حضرت الاسمائیل پر بھی گذر کرے
 ایفاً یہاں تک کہ عارف کامل ہو جاوے اسی وجہ
 سے کہا جاتا ہے کہ علم اولیاء اللہ کا مذکور ہے تفکری
 نہیں ہے ہمارا یہ کہنا تباسخ کا جائز کرنا لائیں ہے
 ایفاً اور چونکہ انسان کی ذات اربعہ عناصر سے مرکب ہے
 جو کہ افلاک اور اُن کے نفوس و عقول متاخر اور
 پست تر ہیں اس لئے واجب اور ضروری ہوا کہ حقیقت
 کے اعتبار سے انسان کا وجود سب سے پہلے پایا جاوے
 اس وجہ سے کہ کل جز پر قدر تا مقدم ہوتا ہے۔

برگ و منقش بہ نقش ام صاحب
و علامت او کہ ختم میکند بادشاہان
بدان علامت بر خزمینہ خود ہم چنین
انسان اگر چہ از عالم باشد و جزئی از حزیات
وے با وجود این عالم دیگر امت و شان
عجیب دارد کہ منقش است بہ نقوش
اسا صاحب خود و مطاہر اسما و ازینجا
دریاب کہ چون ترکیب فص خاتم آخر
عمل صالح است بہ خاتم ہم چنین انسان
آخر و تسماے دائرہ وجود عینی عالم است
ق دساہ فلیفتہ من اہل ہدال
لانہ الحافظ بہ کما یحفظ با تحم الخرابن
این تعلیل است مرعلیت علت مذکور
از برائے اینکه نام کرد انسان را بخلفہ
یعنی نام کرد حق تعالی انسان مذکور را
بخلیفہ بنا برین کہ انسان و نسبت او
بعالم چوں فص خاتم است و نسبت
وے بنجام چہ مدرسینکہ حق تعالی حافظ
عالم است با انسان چنانکہ سلطان حافظ

یعنی وہ کون کہ جس کا ذکر کیا گیا انسان ہے اور
عالم میں ہے اُس کی نسبت عالم کے ساتھ مثل
نسبت نگینہ کے انگوٹھی کے اور انگوٹھی کی نسبت
طرف نگینہ کے ہے کیونکہ نگینہ انگشتی اُس
جگہ اور اُس چیز کی نقش و علامت ہے کہ ملک
اور خزانہ رکھنے والے بادشاہ اپنے خزانوں
پر اُسی نقش و علامت سے مہر کرتے ہیں اسی
طرح انسان ہے۔ یعنی جب کہ انسان کے پیدا
ہونے سے اور اُس کے وجود سے وجود عالم
کا پورا ہو گیا کیونکہ انسان آخری پیدائش ہے
اور انسان کے وجود سے عالم نے جمال و کمال
پایا۔ پس انسان کی نسبت عالم کے ساتھ مثل
نگینہ کے انگشتی کے ساتھ ہے جس طرح
انگوٹھی کا نگینہ انگوٹھی سے ہے باوجود اس کے
یہ نگینہ بمقابلہ انگشتی ایک بہت بڑی چیز
ہے کیونکہ اُس نگینہ پر بادشاہ کا نام منقش
ہے اور اُس نقش اور رسم سے بادشاہان مملکت
اپنے اپنے خزانوں پر مہر کرتے ہیں۔ اسی طرح
انساں اگر چہ عالم میں ہے اور اُس کے جزئیات

خود اُن است بہ نص و نقوش دے و نام کر دے
 انسان را بخلیفہ ثابت است بکتاب خدا کے
 تعالیٰ چنانکہ گفت الی جاعل فی الارض خلیفہ
 وہم جنس گفتن مر انسان را انسان ثابت
 است بقول باری تعالیٰ خلق الانسان علمہ
 البیان ان الشیطن لا انسان عدو مبین۔
 پس چنانچہ نص قائم کہ محل نقوش اسم و علامت
 صاحب خود باشد کہ حفظ میکند خزینہ اورا
 نزد غیبت او چون اودر حضور خود۔
 ہم جنس انسان کہ محل نقوش اسماء الہیہ و
 و مظاہر اسماء الہیہ باشد خلیفہ حق است کہ
 حفظ میکند عالم اورا۔ چہ حق ہمیشہ در
 غیب است و از سر اوقات عزت و غیبت
 در بارگاہ ظہور نیامدہ و ہر چار بالش روز
 مکہ زندہ۔ و عجب این کہ ہر چہ عرصہ ظہور
 آمدہ غیر او نیست۔ و آخر اول نیست و
 ظاہر غیر باطن نہ ہوا اول و الآخر و الظاہر
 و الباطن غیر تشغیر در جہاں نگذاشت الہیم
 عین جلد شد حال خلق با حق تعالیٰ چون
 میں سے ایک جز ہے باوجود اس کے ایک دوسرا عالم
 ہے اور عجیب شان رکھتا ہے اور اپنے مالک یعنی حق
 تعالیٰ کے اسماء و صفات سے متصف و منقش ہے اور
 مظاہر اسماء ہے۔ اس جگہ پر سوچو اور سمجھو کہ انگشتی
 بنایا و لے لگینہ انگشتی کا انگٹھی بنانے کے بعد
 سب سے پیچھے بنایا ہے اور اُس انگٹھی بنانے والے کا
 لگینہ کا بنانا آخری عمل و فعل ہے اس لئے کہ لگینہ ہی
 کے بنانے کے لئے اُس نے انگٹھی بنایا تھا اسی طرح
 انسان تمام چیزوں کے وجود میں آنے کے بعد وجود
 میں آیا یعنی آخری و نہتائے عالم کے وجود یعنی کادارہ
 انسان ہے لہذا الحافظہ کہ محققانہ لکھتے ہیں یہ
 علیت مذکور کیلئے تعلیل ہے اس واسطے کہ نام رکھا
 انسان کا خلیفہ۔ یعنی حق تعالیٰ نے انسان مذکور کا
 نام خلیفہ رکھا یہ اس واسطے ہے کہ انسان اور نسبت
 اُس کی عالم کے ساتھ مثل لگینہ انگشتی و نسبت
 اُن کی قائم کے ساتھ ہے جس طرح ہے کہ بادشاہ اپنے
 لگینہ و نقوش و مہر سے خزانہ کی حفاظت کرتا ہے اُسی
 طرح حق تعالیٰ عالم کی حفاظت و نگہبانی اپنے خلیفہ
 یعنی انسان سے کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

حال کلام لفظی است با کلام نفسی۔ توضیح
 دہنچ این مطلب و تحقیق و کشف این
 مقصد در ما دیگر نموده خواهد شد بعینیت
 اللہ تعالیٰ و در بعضی نسخہ لاء الحافظ مخلقه کما
 بحفظ الختم الخزان واقع است بجائے
 لاء الحافظ۔ کما بحفظ الختم الخزان۔
 یعنی زیر اچہ مدرسنیکہ انسان حافظ است
 مرفق اور اچنا چہ حفظ می کند ختم و فص
 خزائن را۔ پس اسناد حفظ بسوئے
 انسان و ختم محار عقلی باشد کہ حافظ
 حق است و امیر و انسان و ختم سبب
 حفظ اند و جاہ راست کہ آن استاد حقیقی
 باشد غایت الامر حفظ آن بخلاف
 و نیابت باشد نہ باصالت چنانکہ نائب
 سلطان حافظ مرشہ را برسل حقیقت
 است بہ محار اگر چہ بہ جلالت مراتب
 باشد نہ بہ اصالت ق فدا دم ختم الملک
 علیا لایجبر احد علی فتحیا الا باذنہ
 ل یعنی پس تا وقتیکہ ختم بادشاہ بر خزان
 کہ تحقیق میں اس پر اپنا خلیفہ بنائے والا ہوں اسی طرح
 سے انسان کو انسان کہنا یہ بھی اللہ تعالیٰ کے قول سے
 ثابت ہے ہم نے انسان کو پیدا کیا اور گویائی کی قوت
 دی تحقیق شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے جس طرح
 سے کہ نگینہ انگشتری مالک کے نام منقش کرنے کی جگہ ہے
 اور وہی مہر جس پر کہ مالک کا نام کندہ اور منقش ہے۔
 خزانہ شاہی کی جب کہ مالک اس مقام پر موجود نہیں
 ہو تا حفاظت کرتی ہے۔ اسی طرح انسان جو ک عمل
 نقوش اسرار الہیہ اور مظاہر اسرار الہیہ اور خلیفہ حق
 ہے عالم کی حفاظت کرتا ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ ہمیشہ
 غیب کے پردہ میں ہے اور عزت اور غیبت کے خیمہ
 سے ظہور کے بارگاہ میں نہیں آیا ہے اور ظاہر و بنیکی
 مسند اور گدی پر تکیہ نہیں لگا یا ہے۔ اور تعجب یہ
 ہے کہ جو کچھ عرصہ ظہور میں آیا ہوا ہے سوای اُس کے
 دوسرا نہیں ہے۔ اور آخر ازل کے علاوہ اور ظاہر
 باطن کے علاوہ دوسری نہیں ہے وہی اول وہی آخر
 وہی ظاہر وہی باطن ہے۔ اُس کی غیرت نے دونوں
 جہان میں غیر کا وجود باقی نہیں رکھا تو اب ہر صی تامی
 اسماء اُس کی عین ہیں۔ جو تعلق اور حال کلام لفظی کا

باشد دیری نمیکند هیچ کی از غیر بادشاہ
 بر کشادن آن مگر باذن و بہ اجازت بادشاہ
 پس ختم و نص او محافظ خزان او باشد ہم
 چنین انسان چنانکہ میثنوی قیفاً مختلف
 فی حفظ العالم فلایزال العالم محفوظاً بادام
 فیہ ہذا الانسان الکامل یعنی پس خلیفہ
 گرفت حق تعالی انسان کامل را در حفظ
 عالم پس ہمیشہ خواہد بود عالم محفوظ تا دیکہ
 در عالم انسان کامل باشد کہ نگاہ میدارد
 عالم را انسان کامل و حقیقت او چہ وصول
 انوار الہی و اسعد نامتناہی عین اللہ بعالم
 از وجود انسان کامل است و از تصرف
 و تلبیب او در عالم علوی و سفلی۔ پس تا
 ما و امیکہ انسان کامل کہ نص اسماء الہی است
 در عالم باشد هیچ خبر از حقائق عالم بر نہ
 خزان اللہ جسارت و جرات ندارد مگر
 بادن حق و اجازت و چہ انسان کامل اسم
 اعظم است کہ با اسم اعظم پرورش و تربیت
 کند عالم را۔ چہ بیرون از معنی از معانی
 کلام نفی کے ساتھ ہے اُسی طرح سے خلق کا تعلق
 اور حال حق تعالی کے ساتھ ہے۔ وضاحت
 تنبیہ و تحقیق اور کشف اس مقصد کا دوسری
 جگہ اللہ تعالیٰ کی عنایت و مہربانی سے کیا جائیگا۔
 اور بعض نسخوں میں لانا الحافظہ کہ بحفظ بانجم
 الخزان کی جگہ پر لانا الحافظہ بحلیفہ کیا بحفظ ختم
 الخزان واقع ہے۔ پس اس لئے کہ تحقیق اللہ
 تعالیٰ کے خلق و مخلوق کا انسان محافظ ہے جس طرح کہ
 مہر و نگینہ خزانوں کی حفاظت کرتا ہے۔ پس انسان
 و نگینہ انگشتری و مہر کو محافظہ کنما مجازاً عقلی ہے اسلئے
 کہ حفاظت کرنا والا حق تعالیٰ ہے۔ اور امیر اور انسان
 و مہر یہ سب حفظ کرنے کے اسباب ہیں اور یہ بھی جائز
 ہے کہ امتا و حقیقی ہوں۔ غایت الامر حفاظت کرنا خزانہ
 اور عالم کی ازراہ مامت و خلافت کے ہے اصالتاً نہیں
 ہے جس طرح سے کہ شہر کا نائب شہر کی حفاظت بریل
 حقیقت کرتا ہے مجازاً محافظ نہیں ہے اگرچہ ازراہ
 خلافت و نہایت ہی ہو۔ یعنی جب تک کہ مہر بادشاہی
 خزانوں پر لگی رہتی ہے بادشاہ کے علاوہ اور کوئی
 دوسرا شخص اُس خزانہ کو نکال نہیں سکتا اور نہ اُس

از شوق غیب بر حضرت الظہور مگر بادن و
 اجازت اسم اعظم و محقق نمی شود چیزے از
 صفت ظہور در دایاے باطن و کمون مگر
 بر حکم و اشارت او اگر چه او تعلیم بشریت
 ازین حکم رابل باشد و غافل۔ نوالہ رزخ
 بین البحرین و ہوا لجا جز بین العالمین۔
ق الارآہ اذا زال فلک الختم عن خزائنه
 الدنیالین فیہا ما ا خزنة الحق فیہا و خرج
 منها ما کان فیہا و الحق بعضہ و انقل الامر
 الی النشارہ الاخرہ فکان ختمنا علی خزائنه
 الاخرہ ختماً ابدیال یعنی آیانی مبنی تو اے
 طالب حق و تالیع شریع نبوی کہ انسان
 کامل و قتیکہ زائل می شود ازین عالم و سکستہ
 می بود آن ختم از خزانہ دنیا و انتقال می باید
 از دنیا بسوئے آخرت باقی نخواہد ماند و در
 خزانہ دنیا چیزے کہ مخزون ساخته است
 ان راحق تعالی و در آن خزانہ و بیرون نخواہد
 شد از دنیا چیزے کہ در دنیا باشد از آسمان
 و زمین و انچہ در میان ہر دو باشد چہ این

مہر کو توڑ سکتا ہے اگر بادشاہ کسی کو حکم دے تو ایسا
 شخص بنی مہر کو کھول کر خزانہ پر تصرف کر سکتا ہے اب
 معلوم ہوا کہ بادشاہی مہر اور نگینہ اُس کا اُس کے خزانہ
 کی حفاظت کرے ہوالی ہے اُسی طرح انسان ہے یعنی
 انسان کامل کو حق تعالی نے اپنا خلیفہ بنایا اُسی
 منصب خلافت سے انسان کامل عالم کی حفاظت
 کر رہا ہے اب سمجھو کہ جب تک انسان کامل عالم میں
 موجود ہے عالم محفوظ و مامون رہیگا کیونکہ انسان
 کامل اپنی حقیقت سے عالم پر نگاہ رکھتا ہے۔ اس سے
 واضح اور سنو کہ انوار الہی اور شعاع نامتناہی علی اللہ
 کا عالم میں پایا جانا انسان کامل کے وجود سے ہے
 اور اُس کے ثعلب و تصرف میں عالم علوی و سفلی
 ہیں۔ پس جب تک کہ انسان کامل کہ جس کے نگینہ
 دل پر اللہ تعالیٰ کا نام کندہ ہے اور اسماء الہی کا نگینہ
 ہے عالم میں موجود ہے حقائق عالم سے کوئی چیز اللہ
 تعالیٰ کے خزانہ کو کھولنے کی جرأت و دلیری نہیں
 کر سکتی لیکن اللہ تعالیٰ جس کو حکم دے وہ سب کچھ
 ہے انسان کامل اسم اعظم ہے اور اسم اعظم ہی کے
 ذریعہ و واسطہ سے تمام عالم کی پرورش و پرداخت

ختم حافظ عالم است و سبب حصول فیض | در تربیت کر رہا ہے کیونکہ جو بھی معانی باطن سے ظاہر
 حق کہ مبعی عالم باشد بعالم پس جائیکہ او | ہوتے ہیں وہ اسم اعظم ہی کی اجازت و حکم سے ظاہر
 نباشد فیض مبعی نماند و چون مبعی نماند | ہوتے ہیں اور کوئی چیز جو ظاہر سے باطن کے پوشیدگی
 شے از کجا باقی بماند پس ترا خدشہ میں کہ | کے گوشہ میں پوشیدہ ہوتی ہے تو اسی کے حکم و اشارہ
 بانتقال دزد وال ختم انتقال و زوال خزانہ | ہے اگرچہ وہ انسان کامل بشریت کے غلبہ کی
 نمی شود۔ صلاست و سرسائی نہ بخشد | وجہ سے اُس کا ادراک نہ کر سکے۔ اور نہ جانے و نہ
 این جا ہمہ حیرت است و حیرانی انچہ لغتی | سمجھے۔ پس وہی برزخ ہے در میان بحرین کے اور
 صفت ختم حذت است و تواند بود کہ | وہی پردہ ہے در میان عالمین کے۔ یعنی کیا نہیں
 بگوئی کہ چون ختم حافظ نماند مختم سر محفوظ | دیکھتا تو اسے طالب حق اور پابند شریعت نبوی
 نماند حریف درین جا کار کنند و لاحق شوند | و مصطفوی کہ انسان کامل کا جس وقت کہ عالم
 بعض چیزیکہ در خزانہ دنیا باشد بہ بعض | سے زوال ہو جائیگا اور اُس کے حفاظت کی مہر
 آن خزانے کے بیش از فلک ختم و نیارستہ | جو دنیا کے خزانہ پر لگی ہوئی ہے لوٹ جائیگی اور عالم
 و محقق شدہ اند یا بگوئی کہ بہ بعض آن | ظاہری کے تمام خزانے جو اس میں تھے وہ سب اور
 حرمانے کے محض و سادہ است آن را | جملہ کار و بار آخرت کی طرف منتقل ہو جائیں گے اور
 درازل و بر عالم باطن چہ ہرچہ در عالم | جن جن چیزوں کو عالم دنیا میں یعنی آسمان و زمین
 ظاہر است در عالم باطن باشد باطل اصل | اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان میں ہے اللہ تعالیٰ
 است و ظاہر فلان فاذا اسقل ہذا | نے خزانہ کیا تھا کوئی چیز بھی باقی نہ رہے گی کیونکہ
 بعض من الدنیا الحق بال بعض الذی ہو | انسان کامل کو کہ خلیفہ حق ہے اُس کے ذریعہ
 صلہ فی آخرہ۔ و منتقل فی لودیسوئے | سے جو منزلہ مہر کی ہے اللہ تعالیٰ عالم کی حفاظت

آخرت دستقر و متابدی گرد و در آخرت پس
می باشد انسان کامل ختم و حافظ بر خزانہ آخرت
ختم ابدی و ازیں جا بشنوائی می گویند ان
القرآن الی السماویوم القیامۃ فان القرآن
خلق الکامل اے انسان الکامل فلما لم
یقن الکامل لم یبق خلقه میگویند کہ شخصی
پرسید از عالیشان صدیقہ رضی اللہ عنہ کہ کسیت
خلق عظیم رسول علیہ السلام کہ در قرآن مذکور
است گفت صدیقہ رضی اللہ عنہ قرآن
باشد۔ پس رسول را کہ میگویند ربی بست
کا حد کم در باب قرآن و جبریل را در باب
علمہ الشدید القوی و کشف این مطلب
در انفاص الخواص نموده شد و عرفان
صدیقہ را دیاب و رسول چرامی فرماید
کلینی یا حمیرا۔ فی الجردان اللہ تعالیٰ
العلم با اے العباد حتی لم یبق علی
وجه الاض من یعلم مسئلہ علیت و من یقول
اللہ ثم یقوم علیہم الساعۃ و کون الکامل
ختم علی خزائنه الاخره دلیل علی ان التجلیات

الالبینۃ اہلبا بسطہ الکامل کما فی الدنیا | یا یوں کہو کہ بعض وہ چیزیں کہ جس کو حق تعالیٰ نے
 و المعالی المفعلۃ اہلبا متفرعۃ و مقام | ازل سے عالم باطن میں خزانہ کیا تھا اُس سے جا لیں گی
 جہد ابداً کما تضرع منہ ازل لاق فظہر جمیع | کیونکہ جو کچھ عالم ظاہر میں ہے وہ عالم باطن میں ہے
 ما فی الصور الالبینۃ من الاسرار فی ہذا النشأۃ | باطن اصل ہے اور عالم اُس کا ظل ہے پس جس وقت
 الانسانیۃ فحازت رسمہ لا حاطۃ و الجمع | کہ بعض چیزیں دنیا کی انتقال کرتی ہیں تو اُن بعض
 بہذا الوجود و بہ قامت المحمۃ لہ تعالیٰ علی | چیزوں سے جو کہ اصل میں آخرت میں مستحق ہو جاتی
 السلاکۃ ل یعنی پس ظاہر شد جمیع چیزیکہ | ہیں اور کل کار و بار آخرت کی طرف منتقل اور ابد میں
 در صور الہیہ بودند از اسرار و صفات او در | مستقر ہو جاتا ہے پس اُس وقت یہ انسان کامل
 نشا انسانی پس گرد و دشا انسانی مرتبہ | ابد اور آخرت کے خزانہ پر ہمراہی اور حفاظت کر لیا
 احاطہ و جمع را کہ جامع حقائق کونہ و الہیہ | ہوتا ہے۔ اب اس مقام پر جو کچھ کہ خدا و رسول نے
 و جمیع صور موجودہ باشد بوجہ یعنی چون | فرمایا ہے اُس کو سنو تحقیق قیامت کے دن قرآن
 حق تعالیٰ الا انہ بکل شیء محیط قد احاطہ بکل شیء | آسمان پر اُٹھ جائے گا اور قرآن خلق کامل ہے یعنی
 علما و احقی کل شیء عددا۔ در گرفتہ است | انسان کامل ہے۔ پس جس وقت کہ انسان کامل نہ
 بحکم خود مرتبہ اجسام را و بروح و باطن خود | رہے گا اُس کی مخلوق بھی نہ رہے گی کہتے ہیں کہ ایک
 رتبہ ارواح و عقول را و بدین احاطہ و جمع | شخص نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 گفت باری تعالیٰ و علم آدم الاسرار کلہا را کہ | سے دریافت کیا کہ خلق عظیم رسول مقبول صلی اللہ علیہ
 شد حجت و برہان خداے تعالیٰ بر ملا کہ کہ | وسلم کا کیا ہے جو کہ قرآن میں مذکور ہے حضرت عائشہ
 مبارغت کردند در باب انسان و گفتند در | صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ قرآن ہے پس
 حق و ا جعل فساد من یفسد و فیہا و یفسد | رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو کون کتا ہے کہ تحقیق

دکن و صبح عہدک و لک فاذا صلحہ کوئی بھی مثل میرے نہیں ہے میں رات بسر کرتا ہوں اپنے
 لہا لم یحطونہ و صورت نزد ارباب درایت رب کے پاس وہی مجھ کو کھلاتا اور پلاتا ہے قرآن مجید
 اطلاق می باید ہر چیز کے در عرصہ وجود اور علم الشدید القوی کو سمجھو اور حضرت عائشہ صدیقہ
 آمدہ است چہ عالم سنامہ صورت حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے عرفان کے بلند پایگی کو سمجھو اور
 الالبیہ است از روئے تفصیل و انسان خوب اچھی طرح سمجھو اور اس کو بھی سمجھو کہ رسول مقبول
 صورت اوست از روئے جمع چنانکہ گفت صلی اللہ علیہ وسلم کیوں اور کس لئے فرماتے ہیں کہ اے
 نبی علیہ السلام ان اللہ خلق آدم علی صورۃ حمیرا مجھ سے بات چیت کرو حالانکہ ایک زمانہ حضور
 پس مراد از ملائکہ دریں قول بعضے ملائکہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سننے کا مشتاق تھا۔
 ابد تالقی فی حفظہ نقد و عطک اللہ حمیرا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لقب
 لعمرک فیظن من ایں اُتی علی من اُتی غلبہ و خطاب ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ علم کمال لے گا اس
 ل قول شیخ قدس سرہ حفظ صیغہ امر طرح سے کہ علما کے سینوں سے علم کھینچ لیا جائیگا کیا ہاں
 مرد کر حاضر را رباب تفعیل و بحفظ تک اس زمین پر کوئی عالم باقی نہ رہیگا جو کہ اس مسئلہ کا
 بمعنی حفظ و عدم غفلت است و اُتی جاننے والا نہ ہو۔ جب اللہ نے کہا تو اُس پر قیامت قائم
 در ہر دو محل صیغہ ماضی است مبنی مر ہو جاتی ہے اور ہوتا انسان کامل کا مہر اور پر خزانہ آخرت
 مفعول را و کل علی یا مجرور در ہر دو مقام کے دلیل ہے کہ وہ تجلیات الہی کا اہل ہوتا ہے بذریعہ
 متعلقہ تمام فاعل است یعنی پس بیدار اُسی کامل کے جیسا کہ اس دنیا میں کامل کا باطن تجلیات
 بند پذیر ہوا ہے مرد و ناچہ بہ تحقیق بند الہی کا اہل ہوتا ہے کامل انسان کا مرتبہ مقام جمع سے
 دادہ اوست ترا خدا تعالیٰ بہ غیر تو کہ ملائکہ ہمیشہ ہمیشہ برتر ہوتا ہے جیسا کہ ازل میں برتر ہوتا ہے
 باشند پس نظر کن کہ از کجا آمدہ شد بر کس پس وہ تمام چیزیں جو کہ صویر المیتہ میں اسماء و صفات

کہ آمدہ شد بدوئے یعنی بند پذیر بود و محفوظ باش سے نہیں وہ نشاء انسانی میں ظاہر ہوئیں اور نشاء انسانی
 اوقم نزاع را یا حق تعالیٰ اور میان میاں مثل نے اپنے وجود عینی سے احاطہ جمع کے مرتبہ کو جو کہ جامع
 ملائکہ و ابلیس و بعضے از مردم کلام ملائکہ را حقائق کو نبیہ والہیہ و جمیع صورت موجودہ ہے اپنے اندر
 حل براسفسار کردہ اندو لیکن قول باری تعالیٰ لے لیا اور احاطہ کر لیا۔ مثل حق تعالیٰ۔ تحقیق وہ ہر شے
 اتی علم مالا تعلمون درو ملائکہ و در برابر کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور اپنے علم سے بھی وہ ہر شے
 قول اینہا ملائم نباشد چنانکہ در بعضے مصنفات کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور وہ ہر شے کی گنتی جانتا ہے۔
 ایں ذکر کردہ است و بر تقدیر داتا اور نشاء انسانی نے اپنے جسم سے صورت عالم کے
 مس علم و کریم و حکیم از روئے اسرار دسر اجسام کے مرتبوں کو اور اپنے روح و باطن سے عقل
 زبان را حرکت بندہ و سکون را از اور ارواح کے تمامی مراتب کو جمع و احاطہ کیا اور
 دست خود بگذارد و حضرت کریم متناہی لے لیا اور اسی احاطہ و جمع کے مرتبہ سے اللہ تعالیٰ نے
 حاجت است چنانکہ ایں مطلب در نفس فرشتوں سے فرمایا اور ہم نے آدم کو اپنے تمامی اسماء کا علم
 الی از انفاص الخواص شرح یافتہ است۔ تفویض کر دیا اور اسی احاطہ و جمع کے مرتبہ سے اللہ تعالیٰ
 اگر وظیفہ و ارشاد و تلقین خواہد بود بوجہ کی حجت ملائکہ پر قائم ہوئی۔ ملائکہ اور فرشتے انسان کے
 وجود و خواہد نمود۔ پیدائش اور منصب خلافت کے سلسلہ میں حق تعالیٰ
 وظیفہ تقاضا چہ حاجت است سے نزاع اور مخالفت کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ
 پس از مقام گفتگو برخیز از جہت اسرار سے قادر مختار تو ایسے کو خلیفہ بنا رہا ہے کہ وہ زمین پر
 چنانکہ ملائکہ و نہ از روئے عناد چنانکہ ابلیس فساد و خون ریزی کریں گے اور ہم سب تیرے حملاور
 چہ وعظ کردہ است تباری تعالیٰ بقصہ تسبیح کیلئے کافی ہیں پس تحقیق احاطہ کر لیا جو لائق احاطہ
 غیر تو کہ ملائکہ و ابلیس باشند پس مراسلہ کے تھا اور باب در آیت کے نزدیک صورت کا اظہار

باندہ در حضرت الحی و خلفا و عرفا و ادبہ
 زانوے ادب بہ نشیند و خود را در میان
 نہ بیند و بقدر صلاح و کمال خود سود و کمال
 غیر خود را منظر نظر خود دارد و دیدہ باش نہ
 طاؤس چنانکہ گفت: تعلم من العینین ان
 کنت عاقلاً شہود و جمال الغیر تو اصل
 و لا کوکال الطاؤس یعنی نفس فیقی ملائکہ
 عند کل الکواصل و در بعض نسخہ فتح خط بما
 قد وعظک اللہ بغیرک واقع است۔
 یعنی پس بند پذیر شد بخیز شد و عظم گفت
 ترا حق تعالی قصہ ملائکہ باشد چنانکہ گفت
 لعمرک۔ یعنی بجا ایک آن چیز متعلق باشد
 بغیر تو در بعض نسخہ محفوظ بہا فقد و
 وعظک اللہ بغیرک واقع است۔
 یعنی پس بند پذیر شد بقصہ ملائکہ پس نظر
 کن کہ از کجا آمد ذات و ملامت بر کسے کہ
 آمد یعنی از دست کہ بر دست چنانکہ میثوی
 ق فان الملائکۃ لم تقف مع تعظیہ نشاد
 ہذا الخلیفہ یعنی بدست ملائکہ کہ مزاج
 ہر اس چیز پر جو کہ موجود ہے کیا جاتا ہے کیونکہ عالم سامہ
 از روئے تفصیل حضرت الہی کی صورت ہے اور انسان
 از روئے جمع حق تعالی کی ضرورت ہے جیسا کہ حضور
 پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تحقیق اللہ تعالیٰ
 نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ اس قول میں ملائکہ سے
 بعض ملائکہ مراد ہیں۔ سوچو۔ قول شیخ قدس سرہ جو کہ حفظ
 ہے باب تفعیل سے امر کا معنی ہے جو کہ مذکر غائب کیلئے
 ہے اور بحفظ بمعنی عدم غفلت اور اتی دونوں جگہوں
 میں ماضی کا صیغہ ہے جو مفعول کیلئے مبنی ہے اور کلمہ
 علی یا مجرد کے ساتھ دونوں مقاموں میں قائم مقام
 فاعل ہے۔ یعنی اے مرد انا بیدار ہوا در نصیحت قبول
 کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے غیر سے تم کو نصیحت
 کیا ہے جو کہ ملائکہ میں ہیں اس امر میں نظر کرو اور دیکھو
 کہ ملائکوں پر جو یہ عتاب آیا تو کہاں سے آیا یعنی حق کی
 نصیحت کو قبول کرو اور محفوظ ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے
 منازعت نہ کرو اور قدم مناعت مثل ملائکہ اور اہلبیس
 در میان میں نہ لاؤ۔ بعض لوگوں نے ملائکہ کے کلام کو
 استفسار پر محمول کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا ملائکہ کے
 قول کے رد میں یہ کہنا کہ تحقیق جو میں جانتا ہوں تم اس کو

بودہ اند با حق تعالیٰ در شان خلیفہ ثابت | نہیں جانتے ملائکہ کے کلام کو استفسار کے معنی پر
 نامند و قناعت نہ نمودند بجز یکہ میدہد و | محمول نہیں کرتا ہے جیسا کہ بعض تصانیف میں
 نمی بخشہ از اشارہ و مرتبہ این خلیفہ چہ | اس کا خلاصہ کیا گیا ہے۔ اور اگر یہ مان بھی لیا
 موجب نشادہ خلیفہ کہ منظر اند است و | جاوے کہ ملائکہ کا یہ قول استفسار ہی پر مبنی ہے
 جامع جمیع اسماء و صفات باشد این است | تو ایسی صورت میں بھی عقلمند کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ
 کہ ملائکہ جز تحلیل و تبسج بہ بعض اسماء متصف | سے کوئی امر دریافت نہ کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ
 نہ شوند و خبر بہ کالات عبادات و طاعات | خود بھی داتا و بینا د عالم و رحم و حکیم ہے۔ حضرت
 و عدم تخلف در او امر و لڑاہی موصوف | کریم کے دربار میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے
 نہ گردد و طلب چیزیکہ ایہا شائستہ آن | شرح و انبساط کے ساتھ نقش ازلی میں ذکر کیا
 نباشد نکلند چہ اگر ملائکہ شائستہ خلافت | گیا ہے۔ اگر تمہاری استعداد اور شاد و تلقین کی
 می بودند باین نعمت مشرف می شدند و انا | مقتضی ہے تو بغیر زبان سے کہے ہوئے وہ ہو کہ رہیگا
 لموفیم لہم غیر منقوص چہ خلیفہ کسے باشد | جو روینہ تم کو ملتا ہے وہ جانتا ہے تقاضا کی حاجت
 کہ بعضات مستخلف متصف باشد ازین | نہیں ہے پس نہ ازوے سرکشی و نہ ازوے دریافت
 جاست کہ مرشد عارف خلیفہ نگیرد مگر آن | زبان کو کھولنا نہ چاہئے اور نہ ازوے عناد جس
 را کہ چوں او باشد و خلف بنفع لام بخواند | طرح سے ملائکہ و ابلیس کے اللہ تعالیٰ سے نزاع کی
 گراں را کہ بعضات پدر موصوف باشد | ہے تم سر لازم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے
 کہ خلف مذکور از خلافت است بخلاف | حکایت و قصہ میں جو کہ تمہارے غیر میں ہم کو نصیحت
 خلف لکن لام کہ از خلافت است و از | کیا ہے پس تم کو چاہئے کہ تم اس نصیحت کو قبول کرو۔
 خلافت تا بخلاف فرق بسیار است و از | پس مالک کیلئے بہتر و مناسب ہے کہ خدا اور اس کے

ملک تائبہ انسان بعد بیشمار بیتہ لوجعلناہ
 ملک لوجعلناہ رجلاً راعوہ دست خود
 دارد و کریمہ ماقدر اللہ حق قدرہ اذ قالوا
 انزل اللہ علی بشر من شئ رازا و خود بسازد
 بدانکہ دریں کلام اشارہ است کہ کمالات
 ملائکہ بلامکہ از دست انسان است اگرچہ
 بہ نیابت باشد اگر قدم انسان در میان نہ
 بودے مسیح و مسیح و نمودے پس چرا
 نگوید حق تعالی ان اللہ و ملائکہ یصلون
 علی النبی و چوں ماہمہ ذریات خلیفہ ایم
 گفت یا ایہا الدین آمنو صلوا علیہ وسلمو
 تسلیم و چوں کافر در برہہ جلال مستور است
 و نظر بر جمال خلیفہ ندارد و مامور شدین
 قدمت و منسوب نہ گشت باین متصف
 ازیں جاست کہ خاص کرد رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم مومن را و گفت انامن اللہ
 و المؤمنون منی و گرنہ تمامی اشیاء از رسول
 اند یسح کس بجمال نبی رسد ایمان باشد
 یا کفر گر بواسطت قدم رسول علیہ السلام

خلفا را در عرفا کے دربار میں ادب سے خاموش بیٹھا
 رہے اپنے کو درمیان میں نہ دیکھے اُن کے بڑائی و کمال کو
 اپنے سامنے رکھے اپنی اچھائی و کمال کے بنانے میں
 مصروف و درپے رہے جیسا کہ کسی کہنے والے نے کہا
 ہے کہ آنکھ ہو جا اور طاؤس نہ بن۔ سیکھو آنکھوں سے
 اگر عقل نہ ہو۔ آپس میں ملنے کے وقت دوسرے کو
 چہرہ کو سامنے رکھو۔ اور مت دیکھو مثل طاؤس کے جو کہ
 اپنی ذات پر عاشق ہے ورنہ کل کاملین تمہاری ملامت
 کریں گے۔ اور بعض نسخوں میں فقط بما قد عطفک
 اللہ بغیرک واقع ہے پس اس نصیحت کو قبول کرو جس کو
 اللہ تعالیٰ نے تمہارے غیر سے ملائکہ کے قصہ میں نصیحت
 کی ہے اسی حالت میں کہ وہ نصیحت تمہارے غیر سے
 جو کہ ملائکہ میں تعلق رکھتی ہے یعنی ایسی حالت میں کہ
 وہ خبر یعنی نصیحت تمہارے غیر سے تعلق رکھتی ہے
 جو کہ ملائکہ میں۔ اور بعض نسخہ میں متعطف بما فقد و
 عطفک اللہ بغیر واقع ہے۔ پس ملائکہ کے قصہ میں
 جو اللہ تعالیٰ نے نصیحت کی ہے اُس کو قبول کرو
 اور دیکھو اور سمجھو کہ جو کچھ کہ ملامت و ندامت اُن پر
 آئی وہ اُنھیں کے پیدا کئے ہوئے افعال سے آئی

اگر اوطوحوظاتی بود چیز سے از گئے عدم سرور یعنی پس سمجھو کہ اللہ تعالیٰ سے جو فرشتے انسان کے خلیفہ بنا
 ئی اور و بلکہ قدم پر حضرت الامکان نمی اور پیدائش کے سلسلہ میں منافعت کر رہے تھے خلیفہ کی
 نہاد پس جمیع موجودات مشرق نمی شدند نشان کو ان سمجھوں نے نہ سمجھا اور نہ جانا اور خلیفہ کے
 بمکالات مگر از مرتبہ انسان کامل و حاصل مرتبہ و نشاۃ سے ان کو جو چیز حاصل ہوتی تھی اُس کو
 نمی شود بد و امداد در ہر چیز ہر زمان مگر جاننے اور حاصل کرنے کی کوشش ان سمجھوں نے نہ کی
 از جناب آن و نمی بخشید ہر اسم از اسماء اور خلیفہ کے نشاۃ کو جو کہ مظهر انداد و جامع جمیع اسماء
 الہیہ بہ مظهر خود انچہ می بخشید مگر باستمداد و صفات ہے اُس کے سمجھنے میں بھی وہ تیرے کو رہے
 حضرت اللہ کہ این کامل مظهر دست و اور رہے اُس کے نہ جاننے و سمجھنے کا سبب یہ ہے
 چنین چیز ہا شرح و بسط تشفی نمی بخشید کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بعض اسماء سے تسبیح اور تقدیس
 و اساطیر آفرین حکم و حکمت بکشف کرتے تھے اور سوائے کمالات طاعات و عبادات
 و وجد این تعلق دارد آری بہ فرید و عدم خلف او امر و لوازمی دوسری صفات سے متصف
 صادق ایمان درست گرد و اطمینانیت و موصوف نہ تھا اور جس چیز کے وہ لائق نہ تھے اور
 بے کشف و شہود و رے نہ نماید چنانکہ وہ اُس کو اللہ تعالیٰ سے طلب کرتے تھے اور اگر
 گفت غلیل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وہ خلافت کے لائق ہوتے تو حق تعالیٰ اُن کو ضرور خلیفہ
 ارئی کیف نمی الموقی قال الم تو من قال بناتا ہم اُن کا حصہ جو اُن کو ملتا ہے بغیر کسی کمی کے پورا
 ملی ولكن لطمی قلبی ایمان دیگر است پیدا دیں گے کیونکہ خلیفہ کی شان یہ وہ مستحق کے جملہ
 و اطمینان دیگر۔ و منزل قرآن ماہو شفاء صفات سے متصف ہو۔ یہی وجہ کہ مرشد کامل و
 رحمت المؤمنین و لا ینیدا الظالمین عارف جو مرید کی اسکی طرح ہوتا ہے اُس کو خلیفہ بنا لیا
 الا خیار اق و لا وقت مع جو فرزند کہ باپ کی صفات سے متصف ہو اُس کو خلف

حضرت الحق من العبادات الداتیہ
 ل یعنی قناعت و توقف نکرند ملائکہ اہل
 نزاع بخیریکہ تقاضا و طلب میکنند حضرت
 الحق از ایشان کہ عبادت ذاتیہ باشد کہ
 وذات ملائکہ تقاضائے عبادت و طاعت
 میکنند خلافت و مظهریت اسم جامع کہ
 ازیں ہا آن متصور نیست و گرنہ چرامی
 فرماید و جعلناہ ملکاً لجعلناہ رُجلاً
 رجل مطین است بطین معرفت و محبت
 و سرا و متوج باشد بہ تاج انک لعلی خلق
 عظیم و خلق عظیم قرآن است و قرآن جلیج
 جمیع کلم است و موجودات اندہاں بیدار
 باش کہ بحر و حضان کارنیکند راکت ماش
 تعریف و تعرض گردونہ گرد و لای بحر ک
 بلسانک لتعجل بہ ان علینا جود و قرآن
 ثم ان علینا مانہ و در ہر آں بیانے می
 رود و در ہر زماں مریبان را شانے
 دیگر است مہ فہم سخن گر بکند مستمع
 قوت طبع از متکلم محو۔ پس وذات ملائکہ

کہتے ہیں اس لئے کہ خلق خلافت سے ہے بخلاف خلق
 لکون لام کہ وہ خلافت سے ہے خلافت اور خلافت میں
 بہت بڑا فرق ہے اسی طرح فرشتے اور انسان میں بہت
 بڑی دوری ہے اگر فرشتہ کو بناتا رسول تو اس کو بھی
 آدمی بناتے کے رمی کو اپنے دونوں ہاتھوں سے مضبوط
 پکڑتا اور اسے کہہ نہیں سکتا کہ اللہ کی جیسا کہ قدر کرنا
 حق ہے جبکہ اُن لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بشر پر
 کوئی چیز نازل نہیں کی تو اپنا زاد راہ بناؤ۔ جانو کہ
 اس کلام میں اشارہ ہے کہ ملائکہ کے کمالات ملائکہ میں
 انسان کے ہاتھ سے ہے اگر نیابت ہی کے ذریعہ سے
 ہے اگر انسان کا قدم در میان میں نہ ہوتا تو تسبیح کی توالی
 اور جس کی تسبیح کی جاتی ہے ظاہر نہ ہوتے ہی وجہ ہے کہ
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے
 نبی پر درود بھیجتے ہیں اور ہم سب جبکہ خلیفہ کے ذریات
 ہیں تو ہم سب کے لئے بھی حکم مہاکم تم لوگ بھی نبی پر درود
 بھیجو یعنی اے ایمان والو تم سب بھی نبی پر درود و سلام
 بھیجو۔ چونکہ کافرا اللہ تعالیٰ کے جلال کے پردہ میں پوشیدہ
 ہے اور خلیفہ کا جمال بھی اُس کے نظروں میں نہیں ہے
 صلوٰۃ بھیجنے کی ضعف سے موصوف و متصف نہیں

از ملائکہ تقاضائے عبادت میکند بحسب
 اسما و حق کہ مظاہر ان اسما باشد یا بگوئی کہ
 عبادت ذاتیہ بمعنی مقتضائے ذات حق
 شدہ ذات حق تعالیٰ در ایشان جز عبادت
 و طاعت و ہرچہ معمور شد نہ طلب کنند
 و ایشان را تکلیف خلافت و معرفت انسانی
 نہ ہد۔ لایکلف اللہ نفسا الا دسما۔ و
 تقاضا کردن ذات حق تعالیٰ را مہر جز
 را از ہر چیزے منفرع است بر تقاضا
 کردن ذات آن را آن چیز را و اگر نہ ظلم
 لازم آمد ما ظلم اللہ و لکن کاوا انفسہم
 یظلمون۔ ق فاما انما یعرف احد من الحق
 الا بالیظنیہ ذات و لیس للملائکہ جمیعۃ الآدم
 ل این قول تعلیل حکم سابق است کہ
 تقاضا کردن حضرت الحق باشد مر عبادت
 ذاتیہ را از ملائکہ یعنی چہ مدنی کہ بیچ کس
 نمی شناسد از حق تعالیٰ مگر چیزے کہ عطا
 و بخش میکند آن را ذات آن کس و
 حال آنکہ نیست مر ملائکہ را جمیعۃ آدم
 ہوا ہے اسی وجہ سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
 مومنین کو خاص کر دیا اور فرمایا کہ میں اللہ سے ہوں
 اور مومن مجھ سے ہیں یوں تو تمامی انبیاء رسول سے ہیں
 کوئی تحقیق خواہ وہ ایماندار ہو یا کافر اپنے اپنے کمالات
 تک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کے
 ذریعہ سے پہنچتے ہیں۔ اگر رسول مقبول صلی اللہ علیہ
 وسلم کی ذات حق تعالیٰ کو ملحوظ و منظور نہ ہوتی کوئی
 سے عدم سے وجود میں نہ آتی اور حضرت الامکان
 پر قدم نہ رکھتی۔ پس تمامی موجودات اپنے اپنے کمالات
 سے انسان کامل ہی کے مرتبہ سے مشرف ہوتے ہیں
 اور تمامی امداد و مدد ہر شے کو ہر آن و ہر زمان انھیں
 کے جناب سے حاصل ہوتی ہے اور ہر اسم انشا را کہیہ
 اپنے ظہور سے جو کچھ کہ ظاہر کرتا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ
 کے مدد سے کہ یہ کامل اللہ تعالیٰ کا منظر ہے۔ اسی
 چیزیں شرح و بسط سے خوشی پہنچاتی ہیں اور تشریف
 بخش نہیں ہوتی ہیں یہ حکم و حکمت کشف و وجدانی
 سے تعلق رکھتی ہیں ہاں مرید صادق کا ان باتوں سے
 ایمان درست ہوتا ہے لیکن اطمینان بغیر کشف و شہود
 کے حاصل نہیں ہوتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ

کہ جامع جمیع اسماء الٰہیہ باشند یعنی ذات
 ملائکہ ندادہ شدہ اند مگر معرفت بہ بعض
 اسماء حق تعالیٰ را کہ مظاہر آل بعض باشند
 پس محبت این بعض و معرفت آن عبادت
 و طاعت میکند و آن اسماء کہ ملائکہ مظاہر
 آن اسماء باشند اسماء ہی اند بخلاف
 آدم کہ مظہر جمیع اسماء الٰہی است و اسماء
 کوئی و اسماء مکوئی و عارف جمیع اسماء را و
 و علم آدم الاسماء کلہا پس عبادت و طاعت
 میکند حق تعالیٰ را بجمیع اسماء محبت معرفت
 خود۔ بدانکہ اسم ثواب و غفور و مہم ہے
 وجود انسان حیراں و سر اسیمہ بوند چوں
 انسان پیدا شد و بظاہر و باطن جامع
 اسماء الٰہی گشت حزن و کاتبہ از اسماء مذکورہ
 ناپیدا گشت پس ملائکہ معصیت انسان
 در نظر داشتند و با اسماء مذکورہ نہ پرداختہ
 پس بدانکہ دوات حیوانات عجم از حیوانات
 مذکور عبادت و طاعت ناموسی طلب
 نکردند بنا برین ذات حق تعالیٰ از آنها

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پروردگار دکھاؤ گس
 طرح تو مردہ کو زندہ کرتا ہے کما کیا ایمان تم کو نہیں ہے
 کہا ہاں ہے لیکن قلب میرا مطمئن نہیں ہے ایمان
 دوسری چیز ہے اور اطمینان دوسری چیز ہے۔ اور
 نہیں نازل کیا ہم نے قرآن کو مگر اُس میں شفاء ہے
 واسطے مومنین کے اور نہیں بڑھا نا ظالموں کیلئے
 لیکن خسار۔ یعنی نزاع کرنے والے فرشتوں نے
 توقف و قناعت نہ کیا اور نہ سمجھا اور اُن کے خیال میں
 نہ آیا کہ اللہ تعالیٰ اُن کے وفات کے استعدادات کے
 موافق و مطابق اُن سے عبادات و طاعات کا طالب
 ہے اس لئے کہ فرشتوں کی استعداد و ذات طاعت و
 عبادت کے سوا دوسری چیز کے لئے سوزوں نہیں سمجھ
 خلافت اور اسم جامع کی مظہریت اُن کی ذات
 و استعداد سے ممکن نہیں ہے۔ اور اگر ممکن ہوتی تو اللہ
 تعالیٰ کیوں اس طرح فرماتا اور اگر ہم فرشتہ کو رسول
 بناتے تو اُس کو بھی آدمی بناتے اب سنو اور سمجھو کہ انسان
 محبت اور معرفت کے مٹی سے گوندھا ہوا ہے۔ اور
 اُس کے سر پر خلق عظیم کا تاج رکھا ہوا ہے خلق عظیم
 قرآن ہے اور قرآن نامی کلمات کا جامع ہے۔ اور

طالب عبادت و طاعت مذکور نہ شد بخلاف ذات انسان و ابو بکر و ابولمب و ریں طلب برابر بودند لاجرم حق تعالی از ہر دو عملاً و طاعت ناموسی طلب نمود و این طلب نظر باستعداد جزئی ابو بکر طلب اقبال قبول کرد و ابولمب طلب ادبار و رد لاجرم اول مقبل شد و مقبول و ثانی مدبر شد و مردود و انالو فو ہم نصیب ہم غیر منقوص و این حکم چون حکم اہل کلام است کہ استطاعت فعلی دیگر و طاعت کو کسی شامل ہر صالح و طالح است و ہر نفس نفیس و خسیس و نظر خود و کرم بر روئے استعداد جزئی است لاجرم گفت ابو بکر کن مومنہ صلیقا نفساً - و بابی لمب گفت کن کافر مردوداً طغواناً شقیّاً اراہہ اللہ شی ان بقول کہ کن فیکون - فکان الاول مومنہ کا لا و الثانی کافر غافلاً پس چون دید کہ از امر ناموسی کار بکشد گفت حق تعالی با علیک الا بلایع و سوء علیہم انذرتم

کلمات و کلم موجودات ہیں۔ سبحان اللہ ہاں ہوشیار و جاد اس کا سمجھنا سوائے وجدان کے دوسرے کا کام نہیں ہے خاموش ہو جائے تعریف اور تعرض تمہارے گرد نہ آئے پائے حرکت دو اپنی زبان کو جلدی جلدی ہم پر ہے اُسکا بیان کرنا اور جمع کرنا قرآن کا اور ہمارے ذمہ ہے اُسکا بیان کرنا اور شرح کرنا اور ہر آن ایک بیان ہوتا ہے اور ہر زبان اُس بیان کیلئے دوسری شان ہے جو بات کہ کہنے والا کہہ رہا ہے اور اُس کو سننے والے نہیں سمجھ رہے ہیں تو متکلم کی یعنی کہنے والے میں سمجھنے کی قوت مت تلاش کرو۔ پس فرشتوں کے ذوات فرشتوں سے جو کہ بعض اسماء کے مظاہر ہیں انھیں اسماء کے مطابق اُن کی ذوات طاعت کی طالب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اُن کے ذات سے سوائے عبادت اور طاعت کہ جس کے لئے وہ مامور ہیں دوسری چیز کو طلب نہیں کیا ہے اور خلافت اور معرفت کی تکلیف جو کہ انسان کو دی گئی ہے اُن کو نہیں دی گئی نہیں تکلیف دینا کسی نفس کو اللہ لیکن جیسی اُس کی استعداد ہوتی ہے اور تقاضا کرنا ذات حق تعالیٰ کا ہر شے سے جیسا کہ اُسکی استعداد ہے۔ برتر ہے تقاضا کرنے پر اُس کی

ام لم تدر ہم لایؤمنون ختم اللہ علی قلوبہم لایتہ
 ذات اُس چیز سے نہیں تو ظلم لازم آویگا جیسا کہ اُنہ کریمہ
 دافاضہ ہر فیض از عفو و انتقام قبول ورود
 سہ اور نہیں ظلم کرتا اللہ لیکن ہوتے ہیں اُن کے نفس ظلم
 و غیر آں مبنی است بر استعداد جزئی ازین جا
 کرتے والے۔ یہ قول پہلے قول کا تعلیل ہے کہ حضرت الحق
 گفت استغفرت لہم ام لم تغفر لہم ان تغفر لہم ان تغفر لہم
 لغفرت لہم دین استغفرت لہم سبعین
 پس ہر چیز محکوم و تابع امر کوئی باشد نامر
 پر خلق ہے اُس کی ذات و استعداد جو کچھ کہ اُس کو علم
 ناموسی و عجب اینکه امر کوئی محکوم و تابع
 دیتی ہے اُسی کے مطابق وہ اللہ تعالیٰ کو پہچانتا ہے
 ہر چیز است فکل مطیع و کل مطاع و اگر
 اور یہ بھی سمجھ لو کہ حضرت آدم علیہ السلام کی جیسی جمعیت
 کلمہ مع را در لم تعف مع ما یقفیہ بمعنی علی
 ہے اُس طرح فرشتوں کی نہیں ہے کیونکہ آدم علیہ السلام
 اللہ تعالیٰ سے تامی اسماء و صفات الہیہ کے جامع ہیں
 اور ملائکہ بعض اسماء کے مظاہر ہیں اور انھیں اسماء کی
 طریق واسع است و جاری پس لم تعف
 جن پر وہ ہیں اُن کو معرفت حاصل ہے اور انھیں
 ولا وقت ارد و قون بمعنی اطلاع باشد
 اسماء کے معرفت سے وہ حق تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس
 یعنی مطلع نشدند ملائکہ ہر چیز سے کہ میدہد
 آن را اشارہ و مرتبہ خلیفہ کہ شرافت و خلافت
 باشد و واقف نشدند ہر چیز سے کہ تقاضا و
 و طلب میکند از خلیفہ حضرت اُمتی تعالیٰ
 کہ عبادت و اسدہ باشد۔ یعنی ذات حق را
 در ہر اسم پرستش میکند بخلاف ملائکہ
 کہ عبادت با سہ باشد نہ با سہ - پس انسان اپنے معرفت سے حق تعالیٰ

دین راعبادت ذاتیہ بخواند پس انسان کے تمامی اسماء سے اُن اسماء کے معرفت کے مطابق و
 منظر فانی اندو مستحق خلافت گشت ملائکہ موافق عبادت و طاعت کرتا ہے اس امر کو بھی جان
 کہ منظر اسماء خاص اند پس سر و خلافت کو کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء ثواب و غفور و مسقم و قمار
 نشندہ پس سنا زعت ملائکہ را حجب بود و غیر ان انسان کے وجود کے بغیر حیران و سرسیمہ تھے
 و غفلت۔ برین تقدیر قول شیخ قدس سرہ جب انسان پیدا ہوا اور اپنے ظاہر و باطن میں تمامی
 کہ فانیہ المعروف احد من الحق الخ باشد اسماء الہیہ کا جمع کر لیا ہوا۔ کرب و بحلی اُن اسماء
 تو اند بود کہ تعلیل لم تقف و لا وقت باشد حق تعالیٰ کی خالی رہی پس ملائکہ نے انسان کی معصیت
 قائل : ق و لا وقت بالاسماء الہیہ کو نظر میں رکھا اور اسماء الہیہ کا انسان اپنے ظاہر و
 الہی یخصما و سحت الحق بہا و قدسہ باطن سے جمع کر لیا ہے وہاں تک ملائکہ کا گذر نہ ہوا
 ل یعنی واقف نشند و مطلع نشند اند پس جانور اور سمجھو کہ جو مالون کی ذات سے حق تعالیٰ نے
 ملائکہ بر اسماء الہیہ کہ مختص باشند بکلامک عبادت و طاعت ناموسی کو طلب نہیں کیا ہے
 یا مختص باشند ملائکہ بکلام اسماء و تسبیح اسلئے کہ جو مالون کی ذوات عبادت و طاعت
 گفتند و تقدیس کردند بکلام اسماء بر تقدیر ناموسی کے طلب کرنے کی منقاضی نہیں تھی۔ بخلاف
 اول کہ ضمیر تحصیر ارجع باشد بسوی اسماء ذوات انسان کہ اُن کی ذوات اور اولوہی کی
 و ضمیر مفعول بسوئے ملائکہ بہ تقدیر حروف طلب کار تھی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ
 جاراے تحض بہا ملائکہ مختص اند۔ و عنہ اور ابولہب اس طلب میں برابر تھے اس وجہ
 و خول با مختص سائل است چنانکہ می سے اللہ تعالیٰ نے دونوں سے عبادت و طاعت
 گوئی تحصک بالعبادت۔ چہ انسان ناموسی طلب کیا اور اللہ تعالیٰ کا طاعت ناموسی
 جامع جمیع اسماء الہی است و ملائکہ مختص طلب کرنا استعداد کلی کے نظر سے ہے اب

بعض اسماء و تقدیراتی کے عکس اہل است
 ظاہر است یعنی مطلع نشدند ملائکہ بر اسماء
 الہی کہ مختص اند بآل اسماء کہ حقیقت آن
 اسماء چیت و حقیقت ملائکہ چہ و حقیقت
 مسیح چیت و حقیقت مسیح چہ و علم
 آدم الاسماء کلہا پس آدم دانست کہ اسماء
 چیتند و مسیح و مسیح کیستند یعنی مسیح
 عین مسیح باشند فان الامر راعی کشفی
 و احوال دار دک بالا اسماء بمعنی علی الاسماء
 باشند یعنی قناعت نہ نمودہ اند بر اسماء
 خود کہ تسبیح و تقدیس حق تعالی میکند
 بدان اسماء بلکہ خصائص انسانی طلب
 نمودند و دانستند کہ کار تسبیح و تقدیس
 تمام نشد و ندانستند کہ مرتحق را اسماء
 دیگر اند کہ علم آنہا ندارند چنانکہ قول دلائل
 میکند و ہذا احتمال ہوا بحق المتبادر
 اعلم ان الفرق بین المسیح و التقدیس
 ان التسبیح سر الحق تعالی عن نقاص
 الامکان و المحدث و التقدیس

استعداد جزئی کو دیکھو کہ حضرت ابو بکر صدیق
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طلب ناموسی کو اقبال اور
 قبول کیا اور ابولعب نے ادبار و رد کیا ایسی صورت
 میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقبول
 و مقبل ہوئے اور ابولعب لمبر اور مردود ہوا۔
 ہم اُن کو اُن کا حصہ جو اُن کو ملتا ہے پورا پورا دینگے
 اور یہ حکم مثل حکم اہل کلام کے ہے کہ استعداد تکلیفی و
 استعداد فعلی علیہ علیہ چیزیں ہیں اور طاعت
 کوئی ہر صالح اور طالح اور ہر نفس جنس و نفیس
 کے شامل حال ہے اللہ تعالیٰ کے جود و کرم کی نظر
 استعداد جزئی پر ہوتی ہے اسلئے حضرت ابو بکر
 صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا ہو جامن صدیق
 لہی لہی اور ابولعب سے کہا ہو جا کا فر مردود
 ملعون شقی جبکہ اللہ کسی شے کے پیدا کر نیک ارادہ
 کرتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو پس وہ چیز موجود ہو جاتی ہے
 اسوجہ سے اول مومن کامل اور دوسرا کافر و حال
 ہو گیا۔ یہی سبب ہے کہ جب امر ناموسی سے کام
 نہیں چلتا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہارے اُس
 احکام ناموسی کا لوگوں کے پاس پہنچا دینا کام ہے

سر بہ حق تعالیٰ علیہا وعن الکمالات اور برابر ہے اُن کو تم ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ہرگز
 المارمۃ ملا کو ان فائزین فیت انہما مضی ایمان نہ لاویں گے اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر مہر
 الی الکوان یخرج من الاطلاق وتدخل فی کردی ہے اور اُن کے آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے
 نقصان النفس لذلایقال سبوح قدوس وہ لوگ عذاب دردناک میں پڑے ہوئے ہیں۔
 بہ تقدیم السبوح علی قدوس پس اقتصار اور ہر فیض سے فیضیاب ہوتا خواہ وہ از قسم غفور
 بر تسبیح وتقدیس عین لعصر وتجید است و انتقام و قبول ورد اور علاوہ اس کے ہوا استدعا
 فلا یکن من القاصرین کما قال مرجنت جزئی پر موقوف ہے یعنی استعداد جزئی جس شخص
 فلم تعدلی الحدیث ومن ذالذی یقرض کی جیسی ہو کی اسی حساب سے وہ فیضیاب ہوتا
 اللہ قرضاً حسناً۔ واللہ یتہزہم وکما اللہ ہے اسی مقام سے فرمایا ہے کہ تو اُن کے واسطے
 وید اللہ فوق ایدہم وفا ینالونہم وجہ اللہ بخشش مانگ یا نہ مانگ اللہ اُن کو نہیں بخشے گا۔
 وغیر والک ق وما علمت ان اللہ اسماہ اور نہیں بخشے گا اُن کو اللہ اگر تو اُن کے لئے شربار
 ما وصل علیہا الیہا فما سجتہ بہا قدستہ بخشش مانگے۔ پس ہر چیز امر تکوینی کے تابع ہے
 ل یعنی نہ استند ملا کہ مرقدی تعالیٰ را امر ناموسی کے تابع نہیں ہے اور یہ تعجب کی بات ہے
 اسما نہ کہ نزدیکہ است علم وادراک آہنا کہ امر تکوینی اور شے دونوں مطیع ہیں اور دونوں
 بآن اسما پس تسبیح و تہنید و تقدیس نکوند مطاع ہیں اور اگر کلمہ کو تم تقف میں مع یا العصرہ
 حق تعالیٰ را بدان اسما چہ تسبیح و تقدیس بمعنی الاکو کیونکہ استعارہ کا طریقہ کلام عرب میں
 باسما متفرع است بر علم بدان اسما پس واسع اور جاری ہے۔ پس تم تقف ولا یقف
 فضل مر علم راست ازینجا است کہ میگوید وقوف سے ہے جس کے معنی اطلاع کے ہیں۔
 نوم العالم افضل من عبادت المحبوب ق یعنی ملا کہ خلیفہ کے نشاۃ و مرتبہ سے جو کہ شرافت

فقلب علیہا ما ذکرناہ وحکم علیہا ہذہ الحال
 ل یعنی پس غلبہ کر دبر ملائکہ چیز کہ ذکر کردیم
 کہ عدم قناعت و استادگی ملائکہ باشد بر
 موہبت نشاء خلیفہ و متفقنای حضرت الحق
 چنانکہ گذشت تا اینجا حکم کرد و زور آورد بر
 ملائکہ این حال کہ گذشت الحال ق فقات
 من حیث النشارۃ اتجعل فیہا من یفسد
 الخ ل یعنی پس گفتند ملائکہ نظر بنشارعوضی
 آدم اتجعل فیہا من یفسد فیہا الایہ یعنی تمام
 بکن آیہ را یعنی ویسفاک الدما گفت باری
 تعالیٰ در قرآن مجید واد قلنا للملائکہ انی
 جاعل فی الارض خلیفہ قالوا اتجعل فیہا
 من یفسد فیہا ویسفاک الدما و نحن نسبح
 بحمدک و نقدس لک قال انی اعلم ما لا
 تعلمون یعنی یاد بکن ای محمد و ہر عارف
 ہنگامیکہ گفت رب تو بھلا ملائکہ بدستیکہ
 من میخواہم کہ پیدا کنم در زمین خلیفہ را کہ
 بجای من باشد و کار من کند و جمیع اسماء
 و صفات من موصوف باشد گفتند ملائکہ
 و خلافت ہے آگاہ و مطلع نہ ہوئے اور اُس چیز سے بھی
 واقف نہ ہوئے کہ حق تعالیٰ خلیفہ سے کس چیز کا طلبگار
 ہے یعنی وہ عبادت ذاتیہ ہے کہ خلیفہ ذات حق تعالیٰ
 کی ہر ہر اسم پر سبش کرتا ہے بخلاف ملائکہ کہ ملائکہ مخصوص
 اسم سے حق تعالیٰ کی تسبیح اور تقدیس کرتے ہیں اُسکو
 عبادت ذاتیہ نہیں کہتے انسان چونکہ اللہ تعالیٰ کے
 ذات کا مظہر ہے مستحق خلافت ہوا ملائکہ جو کہ مظاہر
 اسماء خاص ہیں خلافت کے لائق و مستحق نہ ہوئے۔
 پس حق تعالیٰ سے ملائکہ کی منازعت اُن کے حجب اور
 غفلت کے بنا پر تھی۔ پس اسی صورت میں شیخ
 قدس سرہ کا قول جو کہ فاذناون احد من الحق تا آخر
 ہے ہو سکتا ہے کہ تعلیل ہم ثقف ولا لثقت کی ہو پس
 سوچو کہ یعنی ملائکہ اُن اسماء الکیہ سے واقف و مطلع نہ
 ہوئے جو کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے خاص کر دیا ہے
 یا یوں کہتے کہ فرشتوں نے اُن اسماء الکیہ سے اختصا
 پاتا ہے اور انھیں مخصوص اسماء سے وہ حق تعالیٰ
 کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں۔ پہلی صورت میں ضمیر
 فاعل تخصیص کی اُن اسماء کی طرف راجع ہے اور ضمیر
 مفعول کی ملائکہ کے طرف جار کی صورت

در جواب آن اتجعل فیہا تا آخر بدلائل مراد میں اے بھسلا ملائکہ مخصوص ہیں۔ اور مختص برما کا
 از ملائکہ درین قول ملائکہ رضی انداز نیجا داخل کرنا شائع ہے جیسا کہ تم کہتے ہو بھسک بالعبادہ
 منازعت را شمار خود ساختہ و مخالفت کیونکہ انسان جمع کرنا لامتناہی اسماء الہیہ کا ہے اور
 را شمار خود کردند و جن و شیاطین داخل ملائکہ اسماء الہیہ کے بعض اسم سے مختص ہیں۔ اور دوسری
 این زمرہ اندچہ نشاء ایشان موجب حجاب صورت میں جو کہ اول کے برعکس ہے ظاہر ہے یعنی جن
 ایشانست و صورت ظلمت و اگر نہ اہل جن اسماء الہیہ کے ساتھ فرشتے مختص ہیں ان اسماء الہیہ
 جبروت و ارباب ملکوت سماوی بغلیہ کو نہ جانا اور نہ سمجھا کہ ان کی حقیقت کیا ہے اور اپنی
 نوریہ و احاطہ براتب براسرار انسان و حقیقت کو نہ جانا کہ ہم تسبیح کر نیوالے کون ہیں اور
 اند و شرافت و لطافت انسان میدانند ہماری حقیقت کیا ہے اور جس کی ہم تسبیح کر رہے ہیں
 و مرتبہ و قرب او نزدیک خدا تعالیٰ می اس کی حقیقت کیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا و علم
 بینند اگرچہ حقیقت انسان کہا ہی نمی آدم الاسماء کلہا۔ انسان نے جانا اور سمجھا کہ ہم کیا
 دانند و جمیع آدم و انصاف جمیع اسماء ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے پس آدم نے حق
 الہی نصیب ایشان نشد پس محاجت تعالیٰ کے تمام اسماء کو پہچانا اور مسیح اور مسیح کی
 و محاکات در حق آدم در بیان حق تعالیٰ حقیقت کو بھی سمجھا کہ مسیح عین مسیح ہے۔ پس یہ ہر
 و ملائکہ رضی و جن و شیاطین بود از نیجا است انتزاعی کشفی ہے اور احوال رکھتا ہے کہ بالاسماء یعنی
 کہ بالا در شرح قول شیخ قدس سرہ کہ علی الاسماء کہو یعنی ملائکہ جن اسماء الہیہ سے اللہ تعالیٰ کی
 قامت الحجۃ للہ تعالیٰ علی الملائکۃ است تسبیح و تقدیس کرتے تھے اُس پر قناعت نہ کیا بلکہ
 اشارت رفت کہ مراد از ملائکہ بعض ملائکہ انسان میں خلیفہ ہونے کی جو خصوصیت تھی اللہ تعالیٰ
 اندہ جمیع فا ذکرہ ثم احفظہ پس ملائکہ رضی سے اُسی خصوصیت اور خلافت کے طالب ہوئے

خلیفہ ہو یا گشت ازینجا گفت باری تعالیٰ و حدیث ہیں۔ یعنی ملائکہ نے نہ جانا اور نہ سمجھا کہ حق
 درو آتھا۔ انی اعلم و مالا تعلمون۔ یعنی بدو تک تعالیٰ کے اور بھی اسماء ہیں کہ ان اسماء تک ان کا علم
 من میدانم چیزے کہ ثنائی و انید چہ انجہ از و ادراک نہیں پہنچا ہے اور ان اسماء سے حق تعالیٰ
 دست او خواهد شد عین مراد من باشد و مر کی تسبیح و تقدیس نہیں کی ہے کیونکہ حق تعالیٰ کی اسماء
 اور از گرفتن خلیفہ ہمین است کہ ہمہ اسماء از کے ساتھ تسبیح و تقدیس کرنا متفرع ہے علم پر ان
 عفو و غفار و منعم و قہار بظہور آیند ازینجا اسماء کے پس تمام بڑائی علم کیلئے ہے۔ اسی مقام
 باگفت لولم مد مو الذہب بکم و خلقت خلقا سے فرمایا ہے کہ عالم کا سونا مجھ بے عبادت سے
 یدینون دستفرون میگویند کہ شخصے پرید افضل ہے یعنی فرشتوں پر اس چیز سے کہ جن کا ذکر
 ازہل بن عبد اللہ بسری کہ سباح دریائے کیا گیا ہے غلبہ کیا اور جو بخشش اور مہربانی
 معرفت بود و تمساح بحر حقیقت و گفت حضرت اہی نے نثار خلیفہ میں ودیعت کی ہے اپنے
 ما مراد اہی بالخلق یعنی جیست مراد حق تعالیٰ نادانستگی سے اُسی چیز کے یہ طالب ہوئے جیسا کہ
 از خلق و چہ خواست باشد از مردم اہل ضلال اب تک گذرا اور اس حال نے ملائکہ پر حکم کیا
 پس گفت آن شاہ ملک حقیقت ماہم علیہ اور زور دیا کہ وہ حق تعالیٰ سے خلافت مانگیں
 یعنی چیزے است کہ مردم مرتکب بدان جیسا کہ اب تک گذرا۔ یعنی جس وقت کہ فرشتوں
 چیز اندوین قول باری تعالیٰ دلالت نے آدم علیہ السلام کے نثارۃ عفری پر نظر ڈالی
 میکن کہ قول ملائکہ استفسار نہ بود و گریہ و آواز فوراً کہا کہ اتجعل فیہا من یفسد فیہا الخ واللہ تعالیٰ
 نادر برابر باشد اور حکم نادر برابر متصور نے قرآن میں فرمایا ہے یعنی یاد کر اے محمد مصطفیٰ
 نیست پس تواند بود کہ مراد از نثار کہ در من صلی اللہ علیہ وسلم و ہر عارف کہ جس وقت فرشتوں
 حیث النشارۃ واقع است ملائکہ باشند کہ سے تیرے رب نے کہا کہ میں خواہش رکھتا ہوں کہ

بموجب حجب است و حورث غفلت چنانکہ زمین میں اپنا خلیفہ پیدا کر دیں جو کہ بجائے میرے ہو اور
 میشیوی بدانکہ اے برادر چہار ارکان از میرا کام کرے اور میرے تمام اسماء و صفات سے متصف
 انسان مثل چہار ارکان سرہ معمول است ہو اُس کے جواب میں ملائکہ نے کہا کہ کیا آپ ایسے
 کہ بعد از کسر و انحسار در چہار سرخ روی شخص کو خلیفہ بنا رہے ہیں جو زمین میں فساد و
 ردے میدہد و لیس الاراع و دھو خوں ریزی کریں گے وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ اس قول
 عین واقعہ منہم فاقالوہ فی حق آدم ہو عین میں ملائکہ سے مراد ملائکہ ارضی ہیں اس وجہ سے منافقت
 ماہم فیہ مع الحق فلو لان نشاتم تعطلی کو اپنا شعار اور مخالفت کو اپنا دثار بنا یا اور اس
 ذلک ما قالو فی حق آدم ماقالوہ وہم لا زمرہ میں جن و شیاطین سب داخل ہیں کہونکہ ان کی
 یثرون۔ ل یعنی و حال آنکہ نبود ان نشاء ان کے جواب و غفلت کا سبب ہے ورنہ
 قول ملائکہ و طعن ایشان در حق آدم مگر اہل جبروت و ارباب ملکوت سماوی اپنے غلبہ نوری
 نزاع با حق تعالیٰ چہ اعتراض بر فعل حکم سے انسان کی شرافت و لطافت اور اللہ تعالیٰ سے
 و بر فعل ہر کس نزاع باشد باوے و حق قرب ان کو حاصل ہے اُس کو دیکھتے ہیں اور جلتے
 انچہ در حق آدم گفت کہ فساد و سفک ہیں اور اُس کے مراتب و اسرار کو جمع کر نیوے اور
 و مار در زمین خواہند کرد عین ان چیز است احاطہ کر نیوے ہیں اگرچہ حقیقت انسانی کو جیسا کہ
 کہ واقع شد از ملائکہ چہ فساد و سفک و مار جاننے کا حق ہے نہیں جانتے اور آدم علیہ السلام جیسی
 از قوائی شہویہ و غضبیہ است کہ ملائکہ ارضہ جمعیت اور حق تعالیٰ کے تمامی اسماء سے متصف
 با حق پس چیزے کہ گفتند در حق آدم کہ ہوتا ان کے نصیب میں بھی نہیں تھا اس لئے ان کہ
 مخالفت با حق خواہد کرد عین مخالفت بھی نصیب نہیں ہوا۔ پس حجت و منازعت آدم
 ایشان با حق تعالیٰ باشد چنانکہ گذشت علیہ السلام کے خلیفہ بنانے کے سلسلے میں حق تعالیٰ

نظر بنشاد عنصری آدم کردند کہ مرکب از اربع اور یہ سمجھا کہ انسان سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس کا
عنصر است و ہر چار با یکدیگر ضد اند پس کام پورا نہ ہوگا اور یہ نہ جانا کہ اللہ تعالیٰ کیلئے اور بھی
از آدم جز فساد و سفک و مار دیگر نخواهد اسما ہیں کہ جن کا ظہور ہم میں نہیں ہے اور ان اسما کو
آمد و از نشاد روحی آدم کہ روح حق باشد ہم نہیں جانتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول اس امر
چنانکہ گفت فاذا سویمت و لغخت من روحی پر دلالت کرتا ہے۔ اب اس بات کو سمجھ لو کہ دریاں
باشد نقو الہ سا جین بلکہ روح ادعین میں تسبیح اور تقدیس کے کیا فرق ہے۔ نقائص مکان
حق باشد و ظاہر و ظاہر حق و باطن او اور حدوت سے دو کہ ناحق تعالیٰ کو یہ تسبیح ہے۔
باطن حق غافل بودند لاجرم گفتند انجمل اور تقدیس کے معنی ہیں کہ حق تعالیٰ کو منزه کرنا ان
فیہا من یفسد فیہا و یسفک الدمار و کمالات سے جو عالم کیلئے لازم ہیں پس جیسا کہ وہ
نخن تسبیح مجدک و تقدس لک یعنی آیات الہیہ ہے اصافت کرنا طون کون کے اطلاق سے نکالنا ہے
میکنی ای قادر مختار در زمین آنرا کہ فساد اور نقصان لحد میں داخل کرنا ہے جیسا کہ کہا گیا
و خون ریزی کنند و روی و حال آنکہ ما سبوح قدوس پہلے سبوح کہا بعد میں قدوس
تسبیح میگویم مجد و ثنا تو و تقدیس میگم ترا فرماتا پس قمر کرنا تسبیح و تقدیس پر عین تقصیر اور
و خلیفہ ساختن مفید و طالع بر مصلح و طالع تحدید ہے بت ہو قمر کرنا خواہوں میں جیسا کہ حدیث
خلاف حکمت است چنانکس مرخلافت را شریفین میں ہے میں بیمار ہوا تم میرے دیکھنے کو نہ
ناید بلکہ مقتضای حکمت خلاف این حکم آئے اور گون ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ
است و نہ چنین است و خواہ پندارو دیوے اور اللہ ہنسائے پر اللہ نے مکر کیا اللہ کا
و این ہمہ غلط از نشاد واجب ایشان ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہے جس طرف منہ پھر و اللہ کی
پیدا شد و از قمر کرد نظر بنشاد عنصری ذات ہے اور علاوہ اس کے اور بہت سی آیتیں

ہمیں زمان و توان بود کہ توجہ کلام شیخ این اور ملائکہ ارضی و جن و شیاطین کے درمیان تھی یہی وجہ
 باشد یعنی نیست افساد و سفک و مار مگر ہے کہ شیخ قدس سرہ کے شرح میں جو کہ قامت اللہ
 نزاع با حق و این نزاع عین چیزی است تعالیٰ علیٰ ملائکہ ہے اشارہ ہے کہ ملائکہ سے مراد بعض
 کہ واقع شد از ملائکہ پس انچه در حق آدم ملائکہ میں کل ملائکہ مراد نہیں ہیں جو میں نے کہا ہے اُس کو
 گفتند خود کردند و خبر ندارند و ہذا ہوا بحق یاد کرو پس ملائکہ ارضی نے آدم علیہ السلام کے نشاء
 المسین والصدق المتین فی توجیہ المسین غصہری پر جو کہ اربعہ عناصر سے مرکب ہے اور ایک دوسرے
 پس اگر نشاء ملائکہ کہ حاجب باشد نہ قدرت کے ضد میں نظر کی اور یہ سمجھا کہ آدم علیہ السلام سے سوئے
 برتر آدم و جمیعت انہی داد و تقاضا منی خوں ریزی اور فساد کے حق تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس
 کہ نزاع با حق کند نمیکند در حق آدم نہ ہو سکے گی اور آدم علیہ السلام کے روحی نشاء ہے جو کہ
 انچه گفتند و حال آنکہ شعور ندارند کہ باچہ روح اللہ بلکہ عین اللہ ہے اُس کا بھی ادراک نہ
 میگوئیم و انچه میگوئیم در حق آدم از ماضی و ادراک کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جس وقت جسم کا ہم
 باشد و خواہد شد الا انہم ہم المفسدون تسویر کر چکیں اور اُس میں اپنی روح چھونکدیں
 و لاکن لا یعرفون ملائکہ قوائی شہویہ و غصہ اُس وقت تم سب کے سب سجدہ میں چلے جانا حالانکہ
 کہ ملائکہ ارضہ اند غالب می شوند بر نفس و آدم علیہ السلام کا ظاہر اللہ تعالیٰ کا ظاہر اور آدم
 میگروند و منافذ خود و اکنون آن نفس علیہ السلام کا باطن حق تعالیٰ کا باطن ہے اس سے یہی
 نفس امارہ باشد بسور و چون ملائکہ مکرر وہ عاقل تھے اس وجہ سے ملائکہ نے کہا کہ اے قادر و مجتہد
 در نشاء انسانی مرکز شدت کار ایشان تو زمین میں ایسے آدمی کو پیدا کر تا ہے اور اپنا خلیفہ
 بجائے رسید کہ وہم آن جانہ رسد و کشف بتا رہا ہے کہ وہ زمین پر فساد و خون ریزی کریں گے
 این حکم در ترجمت کتاب شدہ واقع است حالانکہ ہم حیرتی تسبیح اور حمد و ثنا کرتے میں اور تیری

فادائیک ہم المفسدون فی حقیقتہ صدور تقدیس اور پاک بیان کرتے ہیں اور خلیفہ بنایا زمین پر
فساد و فسق و مازن قوای جسمانی نہ از مفسد اور طالع کو مصلح اور صالح پر خلاف حکمت و
قوای روحانی و قلبی دلیل واضح است مصلحت ہے ایسی سمجھ اُن کی غلطی پر مبنی تھی حالانکہ
کہ اہل جبروت و ملکوت منازع نہ بودند یہ امر ایسا نہ تھا۔ خواجہ سمجھتا ہے اور اُس کے گمان میں
چہ از ایشان مخالفت نمی آمد بلکہ شعور ہے کہ میں کچھ حاصل کر رہا ہوں اُس کا گمان محض گمان
افساد و فسق و مازن دارند۔ و تو انہوں ہی خواجہ کے ہاتھ لگا ہوا ہے جس کی کوئی حقیقت
کہ قول شیخ قدس سرہ و لیس الا انزع انہیں ہے۔ یہ تمام غلطیاں یعنی حق تعالیٰ سے منازعت
باشد از زبان ملائکہ باشد و مرتبط کلام کر تا وغیرہ اُن کے حجاب کے وجہ سے اور خلیفہ کے
سابق کہ اتجمل و فیما باشد تا آخر و قول نشارة عنصری پر غائر نظر نہ ڈالنے کی وجہ سے ہوئیں
اود ہو عین ماقع منہم تا آخر باشد از انہیں غلطیوں کے ظاہر دسرزد ہونے کی وجہ سے
زبان شیخ باشد در و قول ملائکہ چنانکہ جبکہ حق تعالیٰ نے اُن کو تحقیق جو ہم جانتے ہیں اُس کو
شرح اُن در احتمال ثانی گذشت۔ ق تم نہیں جانتے کا کوڑا مارا تو سیدھے ہو گئے اور کہنے
فلو عرفوا نفوسہم لعلوا و لو علوا العصموا لگے کہ آپ پاک ہیں نہیں ہے علم ہم کو مگر اسی قدر کہ
ل یعنی اگر میدانستند ملائکہ نفوس خود را جس قدر آپ نے عطا فرمایا ہے آپ عزیز و حکم
کما ہی بر آئہ عالم می بودند و می دانستند میں یعنی حق تعالیٰ سے اُن کے اس طرح سے منازعت
کہ ما و اہم و خلیفہ کل خواہند اگر میدانستند کرنے کے جواب میں کہا کہ سمجھ میں وہ چیز جانتا ہوں
اس را بر آئہ محفوظ و معصوم می بودند جس کو تم نہیں جانتے اور آدم علیہ السلام کے خلیفہ
از منازعت با حق و طعن و جرح و مآدم بنانے میں جو کچھ کہ آدم علیہ السلام سے ہو گا وہی میری ہیں
و تو انہوں کہ بگوئی در توجیہ کلام کہ اگر مراد ہے اور خلیفہ بنانے میں میری مراد یہ ہے کہ

می شناختند ملائکہ و ذات و مقالق خود بر سرے تمام اسماء غفو و غفار و معصوم و غیرہ کا ظهور ہو اسی
 آئینہ میں انستند کہ انچہ بہ نسبت آدم جگہ سے ہم سے نبی مکرم نے فرمایا ہے کہ اگر نہ کرتے گناہ تو میں
 کر دے در سلطنت قدم شوم انسان ہرگز سب کو اپنے طرف اٹھالیتا اور دوسری مخلوق پیدا کرتا
 از آدم واقع نخواهد شد بلکہ واقع نخواهد شد مگر از انسان کہ روح انسان لطافت نے حضرت سہل بن عبد اللہ سری سے جو کہ دیارے رفت
 خود است و گرد معصیت نمی گردد و نقصان اور بحر حقیقت کے تیراک اور غوطہ غور تھے دریافت کیا
 خود و کمال مرتبہ انسان را معلوم می کردند کہ اللہ تعالیٰ کے خلق کے پیدا کرنے سے کیا مراد و مصلحت
 ہر آئینہ معصوم می ماند و محفوظ از ہے کہ لوگ گمراہی میں پڑے ہیں اور برے افعال کر رہے
 نزاع و جرح آدم و نزکیہ نفوس۔ بدانکہ ہیں اُس کے جواب میں اُس ملک حقیقت کے بادشاہ
 بعض مردم چون اطلاع بر حقیقت ملائکہ نے فرمایا ما ہم علیہ یعنی جس چیز کے لوگ مرتکب ہو رہے
 و حقیقت خود ندارند حیرانند و میگویند ہیں وہی حق کی عین مراد ہے باری تعالیٰ کا یہ قول اس
 کہ چرا ملک رسول نشد و چرا ملائکہ ماستغفاً امر پر دلالت کرتا ہے کہ ملائکہ کا حق تعالیٰ سے منازعت
 رسول مشغول باشند چنانکہ گفت ان اللہ کرنا استغفار نہ تھا اگر استغفار ہوتا تو جواب نادر و
 و ملائکہ یصلون علی النبی و چرا حق تعالیٰ برابر ہوتا جو کچھ کہ اللہ تعالیٰ نے جواب میں کہا ہے وہ
 می فرماید و جعلناہ ملکا ليجعلناہ رجلا نادر و برابر نہیں ہے اور ہو سکتا ہے کہ نشاء سے مراد جو
 و اگر حقیقت خود و حقیقت ملائکہ معلوم کہ من حیث النشاء ہے نشاء ملائکہ ہو جو کہ ب حجاب
 میگردند می دانستند کہ ماکل ایم و عالم اور مورث غفلت ہے۔ جانکہ اے برادر چارارکان
 جزو اجبرئیل درماست و میکائیل درماست انسان میں مثل چارارکان مثل سرہ ممول کے ہیں جو کہ
 و اسرافیل درماست و عزرائیل درماست بعد ٹوٹنے اور کسر و انکسار کے ایک دوسرے سے ملنے

و خناس درماست و عزرائیل درماست
 و ارض درماست و سما درماست و ہوا
 درماست و نار درماست و باد درماست
 مالہ از چشم فکر باز کنی: بر زمین و زمانہ ناز کنی۔
 آسمان و زمین طفیل تواند: تو امیری و جہل خیل قانند
 اے برادر جن در تو ملک در تو بیت المعمور
 توی و شادستان توی و بیت المقدس
 توی و بیت احرام توی و حجر الاسود درست
 و کہ توی و مدینہ توی لا اقسام ہذا البلد و
 انت حل ہذا البلد تا آنکہ توی من و یار
 میگویی و گرنہ محب کجا است و محبوب کجا
 و طالب کجا مطلوب کجا و حل این مطلب
 در ترجمہ الکتاب واقع شدہ است و
 درین قول شیخ قدس سرہ اشعار است کہ
 علم موجب عصمت است از وقوع در
 مہالک بدانکہ علم ہر عمل بہتر از ان عمل است
 چنانکہ فقیر در انفاص النحواص نوشتہ است
 قثم لم یفغوا مع التجریح حتی زاوا قاتی
 الدعوی باہم علیہ من التقدیس والتبجیح

کے بعد ہم کو سرخ کرتے ہیں یعنی ملائکہ لعن طعن جو کہ
 آدم علیہ کے خلیفہ بنانے کے بارے میں کر رہے تھے کہ آپ کے
 حکم کے خلاف آدم علیہ السلام سے سرزد ہو گا اصل میں
 یہ منازعت فرشتوں کی اللہ تعالیٰ سے تھی اسلئے کہ حکم
 اور عادل یا کسی کے فعل پر اعتراض کرنا دراصل اُس سے
 منازعت کرنا ہے اور جو کچھ کہ آدم علیہ السلام کے حق
 میں کہ اس پر فساد و خون ریزی کریں گے کیا یہ عین وہ
 چیز ہے جو کہ ملائکہ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ واقع ہوئی
 کیونکہ فساد و خون ریزی کرنا قاتل شہویہ عصیہ کا کام
 ہے اور یہی ملائکہ ارضیہ میں یعنی جو کچھ کہ ملائکوں نے آدم
 علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے کہا کہ یہ آپ
 کی مخالفت کریگا تو اُس کی یہ مخالفت عین اللہ تعالیٰ
 کے ساتھ ہے جیسا کہ اس وقت بیان کیا گیا اور ہو سکتا
 ہے کہ شیخ کے کلام کی یہ توجہ ہو یعنی فساد و خون ریزی
 کوئی چیز نہیں ہے صرف اللہ تعالیٰ سے منازعت کرنا
 ہے اور جو چیز کہ فرشتے آدم علیہ السلام کے بارے میں
 کہتے تھے کہ یہ آپ کی عدول علمی کریگا یہی عین وہ چیز ہے
 کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی کر رہے تھے لیکن ملائکہ
 اس کو نہیں سمجھتے تھے کہ جس چیز کیلئے ہم آدم پر طعن کر رہے

و عند آدم من الاسرار المہیہ المکنی الملائکۃ ہیں اسی جرم کا ارتکاب ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کر رہے
 تقف علیہا مما سجت رہا بہا ولا قد ہیں یعنی جو کچھ کہ آدم علیہ السلام کے بارے میں کہا وہ
 سہ منہا تقدس آدم و سلم جائز است خود کا اور اس کی خبر نہیں رکھتے تھے اور یہ وہی حق ہے
 من در من الاسرار الالبیدہ ساسہ باشد و غیر ان ظاہر اور سچائی مضبوط توحید مستحکم میں پس اگر ملائکہ کی
 یعنی پس قناعت و استادگی نکر دہ اند اشارہ جو کہ آدم علیہ السلام کے معرفت و جمعیت سے
 ملائکہ بر تخریج و در وطن آدم کہ افساد و فساد آگاہ نہیں ہے اگر ملائکہ سے تقاضا نہ کرتی کہ وہ حق تعالیٰ
 و ما را خواہد کرد بلکہ تجا و زکرد و گذشتہ سے نزاع کریں تو ملائکہ حق تعالیٰ سے ہرگز ہرگز معاف
 جرات و وطن در آدم تا آنکہ کہ زیادہ کردند نہ کرتے اور آدم علیہ السلام کے حق میں جو کہا ہے اس کو
 در دعوی افساد و خون ریزی آدم عبادت بھی نہ کہنے حالانکہ ملائکہ اس بات کا بھی شعور نہیں رکھتے
 و لطافت خود کہ ایشان بر اس بودند و تسبیح کہ ہم آدم علیہ السلام کے حق میں کیا کہہ رہے ہیں اور
 و تقدیس خود دیدند و حال آنکہ نزدیک جو کچھ ہم آدم علیہ کے حق میں کہہ رہے ہیں وہی فعل ہم
 آدم از اسرار الہی اسما بودند و نتوانستند سے اس وقت صادر ہو رہا ہے اور ہو گا تحقیق وہی
 ملائکہ کہ بر آئنا و افاق و مطلع شوند پس فساد کریں گے ہیں لیکن نہیں جانتے جانو کہ قوامی غصہ
 تسبیح و تقدیس نکرند و رب خود را بدان و تہویہ جو کہ ملائکہ ارضی میں جس وقت نفس پر غالب
 اسما و نہ تقدیس از الفاظ آن اسما دیا ہوتے ہیں اور نفس کو اپنا تابعدار بنا لیتے ہیں اس وقت
 بآن اسما و اگر عن را بمعنی یا گوئی چنانکہ وہ نفس نفس مارہ ہو جاتا ہے اور جب کہ ملائکہ اشار
 تقدیس آدم باشد و تسبیح او و تقدیس شے انسانی میں ہیں تو انسان ایسے مقام پر پہنچا کہ جہاں پر دم
 متضرع است بر معرفت آن شے و ملائکہ کا گذر نہیں ہے اور اس مطلب کا کشف ترجمۃ الکتاب
 علم باسما کہ مخصوص بآدم باشد نہ دارند میں کیا گیا ہے تحقیق وہی فساد کریں گے ہیں در حقیقت

پس ندارند تسبیح آدم و تقدیس او دور
 قول شیخ قدس سرہ کہ لم یکن الملائکۃ نفق
 علیہا باشد لطافتی است کہ در نفق الملائکۃ
 نباشد ازین حاست کہ این گفتہ و اگر نہ
 احضر بود و در لاقدمتہ عنہا چیزی است
 از اسرار کہ در لاقدمتہ بہا نباشد و این
 راموخی توانیم گفت و مکر کشف و وجدان
 خضر راہ تو نمی تواند شد و مراد از ملائکہ
 درین قول جمیع ملائکہ اندارضی و سماوی چہ
 بیچ ملکہ صاحب جمیع اسماء الہی نیست و
 این خلعت را جز بروش آدم پیدا کنند
 و این نعمت را جز کام آدم فرو نہ بروے
 برادر ہر ملک را مقامی است معلوم کہ
 از ان مقام تجاوز نمی تواند نمود از ان
 میگویند اگر یک سرے موئے برتر پریم
 فروغ تجلی بسوزد پریم۔ پس تسبیح او نباشد
 مگر بآن مقام بخلاف ایشان کہ مقام
 انسان حاوی جمیع مقامات است علوی
 و سفلی و بہر مقلے تسبیح و تقدیس میگویند

اور اصل میں فساد اور خون ریزی کا صادر ہوتا تو ای
 جسمانی سے تعلق رکھتا ہے تو ای روحانی و قلبی سے
 تعلق نہیں رکھتا ہے۔ یہ دلیل واضح اور روشن ہے
 کہ اہل جبروت و ملکوت اللہ تعالیٰ سے منازعت
 کرے بوائے نہیں تھے ان سے کوئی مخالفت نہیں تھی بلکہ
 فساد و فسک دمار کا شعور بھی نہیں رکھتے تھے اور
 ہو سکتا ہے کہ قول شیخ قدس سرہ کا جو کہ لیس الا اسراع
 ہے ملائکہ کے زبان سے اور ملنے والا قول سابق سے
 ہو جو کہ التجعل فیما تا آخر ہے۔ شیخ قدس سرہ کا قول جو
 کہ وہو عین ما وقع منہم تا آخر ہے ملائکہ کے قول کے رد میں
 شیخ کے زبان سے جس طرح سے کہ ان کی شرح اجمال
 ثانی میں گذری۔ یعنی اگر ملائکہ اپنی ذوات و نفوس کو
 جیسا کہ جاننے اور پہچاننے کا حق ہے جاننے تو ضرور
 جاننے اور جاننے والے ہو کے کہ ہم حرو میں اور خلیفہ
 کل ہے اور اگر ان کو سمجھ جائے اور جان جاتے اللہ
 تعالیٰ سے منازعت اور خلیفہ کے حق میں نامناسب
 الفاظ نہ نکالتے اور آدم کے حق میں جرح و طعن سے
 معصوم و محفوظ رہتے اور ہو سکتا ہے کہ شیخ قدس
 سرہ کے کلام کی تم یہ توجیہ کر دے کہ اگر فرشتے اپنی ذوات

بلکہ بمعصیت و مخالفت نیز تسبیح میگوید
 باہم تو اب و غفار و عفو و رؤف و رحیم
 و غیر آن چنانکہ گذشت کلام قدسی لولم
 الحدیث۔ پس باتصاف منققت
 در عین کمال است خواب او عین بیداری
 باشد و غفلت او عین ہوشیاری چہرتی
 ابر و از کزی دیت و کزی سایہ از صاحب
 سایہ باشد و مخالفت طاہر عین القیاد و اطمین
 است۔ و ما من دایمۃ الاخذ ساصان
 ربی علی صراط المستقیم پس طریق احوال
 چیست و راہ کیست و نصی ربک ان
 لا تعبدوا الا ایاہ۔ بندہ خال از طاعت
 مفضل غافل نیست و از افاضہ و از اہل
 نہ و از جناب او قرار ندارد و بحال اسم
 ہادی قرار نہ دارد و بہ بشیر و تنذیر توکل
 نہ کند و خبر بغراق مفضل آہے نزد بخواند
 حق تعالیٰ نے خبر دی ہے تحقیق اللہ اور اُس کے فرشتے
 سہ شمشاد سارہ رور ما از کہ کمتر است
 حکم امر بکوی راست و مرا ز شرعی راجز
 صدائے مسن نہ نامور بچارہ چہ کند
 اگر اپنی اور فرشتوں کی حقیقت کو معلوم کرتے تو جانتے

والہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لا
یعلمون۔ پس ابو بکر خنداں باشند والولعب
گریاں و ہر دو یارب خود سرے دارند
دحرکزی و صلاوت و جو انمردی نیارند
اگر ابو بکر مسرور است ابو لعب معذور
ولاوان لهم مقتدرون۔ پس در عدم
اعتدار معذور باشند بگوش گل
چہ سخن کردہ کہ خندان است۔ بر عنید
چہ فرمودہ کہ نالاں است۔ بلبل اگر از نغمہ
سرای خود گل را شگفتہ گرداند معوہ بے
زبان بیچارہ چہ کند کہ وہاں اوبار نشود کہ
خوب ندارد۔ و یک خوش خرام را
اگر در باغ گذارند ز مرغ و سیاہ را چہ
کند کہ کار را اوتباہ گرداند و باغبان
فریاد رس آن شود لا جرم عارف میگردد
دینخوا ندہ کہ قوائے گل گوش بر آواز بلبل مسکنی
کار شکل می شود بر بے۔ بانان چمن۔
سبحان انداز کجا بکجا یارب سوے اصل
مطلب بدانکہ چوں ملائکہ نفوس خود را

کہ ہم گل ہیں اور عالم ہمارا جزو ہے جبرئیل ہم میں ہے میکائیل
ہم میں ہے اسرافیل ہم میں ہے عزرائیل ہم میں ہے خناس ہم
ہیں ہے عزرائیل ہم میں ہے زمین ہم میں ہے آسمان ہم میں
ہے ہوا ہم میں ہے آگ ہم میں ہے۔ مانند از چشم فکر باری کنی۔
بر زمین و زمانہ ناز کنی۔ آسمان و زمین طفیل تواند۔
تو اسری و جلا خیل تواند۔ اے بھائی جن تجھ میں ہے
فرشتہ تجھ میں ہے بیت السموات ہی ہے۔ سارستان تو ہی
ہے بیت المقدس تو ہی ہے۔ بیت الحرام تو ہی ہے۔
حجر الاسود تجھ میں ہے مکہ تو ہی ہے مدینہ تو ہی ہے۔ قسم
کھانا ہوں میں اس شہر کی اور تجھ کو قید نہ رہیگی اس
شہر میں جب تک تو ہے من و بارگتا ہے نہیں محب کہاں
ہے محبوب کہاں ہے طالب کہاں ہے مطلوب کہاں ہے
اس مطلب کا حل تہجۃ الکتاب میں کیا گیا ہے۔ اور
شیخ قدس سرہ کے اس قول میں اشعار ہے کہ علم ہلاکت
کے وقت عصمت کا سبب ہوتا ہے۔ جانو کہ کسی چیز کا
علم ہوتا اور اُس پر عمل کرتا ہوتا ہے تو عمل کرنے سے علم
علم افضل و بہتر ہے۔ جیسا کہ نفاس النحوا میں تحریر کیا
گیا ہے۔ جائز ہے کہ من میں اسرار الالہیہ بیان ہو یا
علاوہ اُس کے ہو یعنی فرشتہ آدم علیہ السلام کے حق میں

نہا شد دعویٰ یسفاک دمار و فساد آدم | جرح و طعن پر بس نہیں کیا یعنی آدم علیہ السلام کے حق میں
 پیش کر دند تسبیح و تقدیس خود را دیدہ | فرشتے یہ کہہ کر خاموش نہیں ہو گئے یہ آدم زمین پر فساد
 نہا ہست و لطافت خود را بر آن دعویٰ | و خون ریزی کرین گئے بلکہ آدم علیہ السلام پر اپنی فضیلت
 مزید نمودند و دانستند کہ تسبیح اوست | اور بزرگی کا یہی دعویٰ کیا اور کہا کہ کیا ہم ترے تسبیح و
 و مقدس اویسیج و تقدس بنفسہ بنفسہ | تقدیس کیلئے کافی نہیں ہیں اور اسی اُسی تسبیح و تقدیس کا
 فی الظاہر و مظہر عین ظاہر است ہوا اول | ذکر کیا جس پر وہ تھے مالا لک آدم علیہ السلام کے اندر جو
 و الآخر و الظاہر و الباطن الا انہ بکل شی | جمیع اسماء الہیہ کی تھی اُس کو ملائکوں نے نہ جانا اور
 محیط۔ دنیا فتد کہ این دعویٰ موجب ترک | جن جن اسماء الہیہ سے آدم علیہ السلام حق تعالیٰ کی تسبیح
 است و مورت کفر و میگوئند بندہ کولوا | و تقدیس کرتے ہیں اُس سے بھی وہ واقف نہ ہوئے
 ملائکہ نیز مقبوض قادر مختار باشد چنانکہ | اور جن جن اسماء الہیہ سے آدم علیہ السلام نے حق تعالیٰ
 گذشت ہیں زمان پس ملائکہ را تو معذور | کی تسبیح و تقدیس کی اُن اُن اسماء الہیہ سے ملائکہ حق
 و از کہ دانای و توانا۔ توانا بود ہر کردنا بود | تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس نہ کر سکے اور نہ سمجھ سکے اور نہ
 زدانش دل پیر بر تابود۔ اگر چہ ملائکہ اہل | جان سکے۔ اگر عن کو معنی یا کو جیسا کہ آدم علیہ السلام
 ضعف اند و از باب عذر ترا عذر نہ اند | کی تسبیح و تقدیس ہے اس جگہ حضرت شیخ قدس سرہ
 تو گو تو داخوان تو من خوان و او دان | یہ امر واضح فرما رہے ہیں کہ ایک تقدیس اور تسبیح ہوتی
 تو جان باش ازین تو تن باش او جان | ہے اور ایک اللہ تعالیٰ کے اسماء کی معرفت اور علم ہوتا
 و در بعض نسخہ نقف متروک است | ہے اس مقام پر اسماء کے معرفت کی فضیلت بیان
 ق فوصف الحق لنا ما جری لتقف عنہ | فرماتے ہیں کہ فرشتے اللہ کے صرف اُن اسماء کی معرفت
 و نتعلم الادب مع اللہ یعنی بیان کر د | رکھتے تھے جس کی وہ تسبیح اور تقدیس کرتے تھے جتنا کہ

حق تعالیٰ برائے انچہ رفتہ لود در میان حق
تعالیٰ و ملائکہ کہ برابر حق اعتراض کردند و
آدم جراح و طعن و در عرضہ ندامت و
اعتراض آمدند و در مقام انفعال و ملات
استادند تا استادہ باشم نزدیک حق و حکم
او و توقف نامزد یک دعویٰ نزاہت
و جرح کس بتال صادق و اعتبار و اثق
پس ترک این خیال کنم و منازعت بایزد
متعال را یکو بہ ہم۔ ولا نخوص مع الخافین
و بیاورم ادب با حق تعالیٰ یعنی زبان را
در کلام حرکت ندسیم و انچہ از ملائکہ صادر شد
از اصادر نشود و خبر التقیاد و قبول و عدم
نزاع در پیش مگر ہمچہ مرئی حق تعالیٰ جز
ابن حکم قبول نکند۔ ق فلا تدعی ما نحن
محققون بہ و عا و ن علیہ بالیقین
پس دعویٰ نکنیم ناچیزی را کہ مستحق باشیم
بدان چیز و عالم بحقیقت حال و
عادی مسئل باشیم رآن یہ تقید و ضبط
یعنی پس دعویٰ نکنیم چیزی کہ دانستہ باشیم

وہ جانتے تھے اور آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے تمام
اسماء کے عارف تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
علم آدم الاسماء کلہا یعنی سکھا دیا آدم کو کل اسماء اور اس
جگہ قول شیخ قدس سرہ کہ ممکن الملائکۃ نقف علیہا یعنی
واقف اور مطلع نہ ہو سکے میں بہت بڑی لطافت
ہے کہ جو لم نقف الملائکۃ (یعنی نہ واقف ہوئے فرشتے)
میں نہیں ہے اس وجہ سے ہم ممکن الملائکۃ نقف علیہا
کہا ہے ورنہ لم نقف الملائکۃ حاضر تھا۔ اور لا قدسۃ
عہما میں ایک ایسا راز و اسرار ہے کہ جو لا قدسۃ بہا
میں نہیں ہے۔ اور اس کو ہم تم سے نہیں کہتے ہیں کشف
و وجدان تمہارا احصر راہ ہو سکتا ہے یہ راز و اسرار
نہم کو کشف و وجدان سے معلوم ہو گا اور اس قول میں
ملائکہ سے مراد تمام ملائکہ رضی و سماوی ہیں اس لئے کہ
کوئی فرشتہ تمام کل اسماء الئید کا جامع اور مالک نہیں ہے
اور اس خلعت کو سوائے آدم علیہ السلام کے کدھے
کے کسی دوسرے کے کدھے پر نہیں ڈالا اور اس لغت
کو سوائے آدم علیہ السلام کے خلق کے کسی نے نہ چکھا ہے
میرے بھائیو ہر فرشتوں کیلئے ایک مقام معلوم ہے کہ
اس مقام سے آگے نہیں بڑھ سکتے اسی مقام پر کہتے

وداشته چہ جمیع کمالات مراد را باشد کہ ظاہر ہیں کہ اگر بال کے برابر آگے بڑھیں تو تجلی کے روشنی
 مالک و باطن اور غلط ظاہر اور دست و باطن اور ہمارے پر جل جا میں پس جس مقام پر ملائک میں
 مادی و درمیانہ موبہویم۔ پس دعویٰ ہر چیز اسی مقام سے حق تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں بخلاف
 و دیدن ہر کمال در خود ارجل باشد و حجب مقام انسان کے کہ مقام انسان تمام مقامات علوی
 و غفلت و عجب و تکلیف لنا ان نطق و سفلی کا عادی ہے اور ہر مقام سے حق تعالیٰ کی تسبیح
 فی الدعویٰ انعم بہا مالیس لنا بحال و لا نحن و تقدیس کر رہا ہے یہاں تک کہ مخالفت و معصیت
 فیہ علی علم ففصل پس چگونہ سزاوارت کی صورت میں بھی حق تعالیٰ کے اسماء کی جو کہ غفار
 ہا کہ عنان را سردیم در دعویٰ و عام گردانم و غفور در دُوت در حیم ہے و منعم و قہار و غیرہ وغیرہ
 و در ضمن دعویٰ بخود نسبت بدہم چیز کی کہ ہیں تسبیح و تقدیس کر رہا ہے جیسا کہ کلام قدسی سے
 نباشد برائے ما یتبع مال و علم دے بخاریم ظاہر ہے لولم بدعوا الحدیث۔ ایسی صورت میں
 پس نصیحت و رسوا شویم یعنی دعویٰ چیز کی معصیت کے صفت سے مستصف ہونا اُس کا عین
 کہ برائے ما نباشد ہیچ وچہ نہ در حقیقت کمال ہے نیند اُس کی عین بیداری اور غفلت
 و نہ در انتساب۔ و دعویٰ چیز کی کہ عالم اُس کی عین ہوشیاری ہے اس لئے کہ ابرو کی
 دے نباشیم کنیم چنانکہ ملائکہ دعویٰ اہلیت اُس کے بڑھائی میں ہے۔ راہ کا ٹیڑھا ہونا جس کا
 خلافت و قابلیت این منصب عالی کردند سایہ ہے اُس کا ٹیڑھا ہونا ہے مخالفت ظاہری
 و قابلیت و قابلیت ہیچ و چنداشتند و عین تابعداری باطن ہے۔ اور کوئی دابتہ نہیں ہے
 عالم نبودند محال آدم و استحقاق او بخلاف مگر یہ کی اُس کی پیشانی اللہ تعالیٰ پکڑے ہوئے ہے
 و دعویٰ این حکم کردند ہرگز ملک مستحق خلافت تحقیق میرا رب صراط مستقیم پر ہے پس کون یہی
 نباشد۔ مستحق خلافت انسان است راہ ٹیڑھی ہے اور اس کا راستہ کیا ہے پروردگار کا

و فساد و سفک بحال خود باشد در این
 معنی در انسان باشد انسان افضل از
 فضل ملائکہ است و استحقاق خلافت
 نظر با حاطہ علم است نہ نظر بہ کثرت تسبیح
 و تقدیس چون ملائکہ سوال و دعویٰ نکینم
 و اگر چون ایشان نفیحت و رسوا شویم
 باطلال دعویٰ نزدیک خدا تعالیٰ و اہل
 آنکہ عارف با امور باشد کہ ای چنانکہ باطل
 کرد حق تعالیٰ دعویٰ ملائکہ۔ ق۔ خدا
 تعریف الالہی مما ادب الحق بہ عبادت
 الادبار الامار الخلفاء پس این تعلیم
 الہی و تلقین کہ در قصہ ملائکہ و آدم باشد
 از جمیع تلقین ہا است کہ در ہما ادب ساختہ
 حق تعالیٰ بندگان خود را کہ صاحب و قابل
 ادب باشند با حق و مردان دے و امتنان
 و صاحب امانت بر اسرار وے کہ خیانت
 مکنید وے حکم صرف و تصرف نہ نمایند و
 خلفا باشند و صاحب خلافت و حافظ
 مخلق را از ہلاک و انعدام۔ فانہم لا تخرون

حکم ہو چکا ہے کہ سوائے اُس کے دوسرے کی عبادت
 نہ کی جائے۔ مگر وہ بندہ اسم مفضل کے تابع داری سے
 غافل نہیں ہے اور اس کے فیض سے محروم نہیں ہے
 اور ہر وقت اسم مفضل کے دربار میں ہے کسی حالت
 میں اُس کے دربار سے فرار نہیں ہے اسم ہادی کے
 چہرہ مبارک پر اُس کی نظر نہیں ہے اور اسم ہادی
 کے ڈراتے یا خوش خبری دینے پر توجہ نہیں کرتا اور
 اسم مفضل کیلئے ہر وقت آہ کھینچتا رہتا ہے اور کہتا
 ہے کہ ہمارا شمشاد جو ہماری پرورش کر رہا ہے وہ
 کس سے کم ہے عالم میں تکوین کا حکم جاری ہے حکم
 تشریعی سوا خدا کے اور کچھ نہیں ہے ادا مردانہی
 لانے والے بیچارے کیا کریں اللہ تعالیٰ ہر کام کے
 اوپر غلبہ رکھتا ہے لیکن اکثر لوگ اس کو نہیں جانتے
 اب سنو کہ ابوبکر ہنستے والے ہیں اور ابولعب رونے
 والا اور دونوں اپنے اپنے رب کے نزدیک ایک
 سر بیچنی بھید رکھتے ہیں اور سوائے کجی و جلالت
 و جوان مردی کے کوئی خبر نہیں لائے اگر ابوبکر مرد
 ہیں تو ابولعب معذور ہے اور نہیں دیا جائیگا حکم کہ
 عذر کریں پس عذر نہ کرنے میں بھی وہ معذور ہیں۔

السنتم علی امرہ تعالیٰ تعجل بہ حتی بانی علیم
 سنا نہ تعالیٰ علیہ رحمہ و شیانہ قثم رجوع
 الی الحکمت ل این شروع است در میان
 ارتباط حق بخلق و مراتب تنزلات او اگرچہ
 ہر یکے عین دیگرے باشند در میان آنکہ انسان
 مخلوق است بصورت حق و این مبنی است
 بر چند حکم بنا بر این مقدم کردہ شد ند حکم بدستور
 بریں بیان پس گفت قثم رجوع الی الحکمتہ -
 یعنی پست رجوع میکنم ازین حکایت کہ رفت
 بسوئے مکتے و معرفتے کہ موجب نجات باشد
 از چنگ اوہام و شکوک - ق منقول اعلم
 ان اسوالکلیتہ وان لم یکن لہا وجود فی عینہا
 فی معقولہ معلومہ ملاسک فی الدین فہی
 باطنہ ل یعنی پس میگوئیم کہ بدانکہ امور کلیہ
 چون علم و حیات مثلاً اگرچہ در خارج تحقیق
 ندارد و نظر بذات و از غیر اعتبار عرض وجودی
 ندارد لیکن مراد ہمارا وجودے ہست در
 عقل و معلوم اند بے شک و ثابت در ذہن
 پس آن امور باطن اند کہ معقول اند و معلوم
 پھول کے کان میں کیا بات کہدی کہ وہ ہنس رہا ہے
 اور بلبل سے کیا بات چیت کی کہ وہ نالان و پریشان ہے
 بلبل اگر اپنے نغمہ سرائی سے پھول کو خوش اور شگفتہ کرتا
 ہے صغوہ بے زبان بیچارہ کیا کرے کہ منہ اُس کا نہیں
 کھلتا اور اچھی آواز نہیں رکھتا۔ اگر کبک خوش خرام
 کو بلغ میں چھوڑ دین تو زاغ رو سیاہ کیا کرے کہ
 اُس کا کام تباہ ہو جاوے اسی وجہ سے عارف روتا
 ہے اور کہتا ہے۔ اے معشوق حقیقی اگر تو بلبل کے
 آواز پر کان کھوئے گا تو چمن کے بے زبانوں پر بہت ہی
 گران گذریگا۔ سبحان اللہ ہم کہاں تھے کہاں آگئے پھر
 ہم اصل مطلب کی طرف لوٹتے ہیں۔ جانو کہ جبکہ ملائکوں
 نے اپنے نفوس و ذوات کو نہیں پہچانا اس وجہ سے
 آدم علیہ السلام کے فساد و خون ریزی کو آگے کیا اور
 حق تعالیٰ سے منازعت کرنے لگے اور بھراس کہنے پر بھی
 اکتفا نہیں کیا مزید کہا کہ ہم میں پاکیزگی و لطافت ہے
 اور یہ نہ جانا اور نہ سمجھا کہ صبح اور مقدس وہی ہے
 خود بخود وہی تسبیح اور تقدیس اپنے نفس سے اپنے
 نفس کیلئے ہر ہر نظر میں کرنا ہے اور مظہر عین ظاہر ہے
 وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن

ق لا تنزول عن الوجود العینی ل یعنی ہے تحقق وہ ہر شے کا محیط ہے اور ملائکہ نے یہ نہ سمجھا
 باوجود آنکہ خود وجود ندارند در خارج جلا کہ ہمارا یہ دعویٰ موجب شرک اور سورت کفر ہے۔
 نمی شوند از وجود موجود عینی کہ موجود عینی حضرت شیخ محب اللہ آبادی اس مقام پر فرماتے
 بے انتہا مقید نیست پس علم و حیات اگرچہ ہیں کہ فرشتوں کی نیاں بھی قادر مختار کے قبضہ میں
 باطن اندام از وجود عینی جدا نیستند و عالم مقبوض ہیں جیسا کہ اس وقت گذرا پس تم بھی فرشتوں
 وحی بدون آنها شوتے ندارند و در بعضی کو معذور رکھو کہ تم تو انادری جلنے والے ہو۔ تو انادری
 نسخہ لا نزول عن الوجود العینی واقع است ہرگز دانا بود۔ ز دانش دل سر بر ناپود۔ اگرچہ ملائکہ
 بجائے لا نزول از ازالہ باشند مفعول را اہل ضعف اور ارباب عذر ہیں کہ تم کو معذور نہیں رکھا
 و عینی یقین است و بار موحده۔ یعنی تو کو تو ادخوان تو من خوان دادوان۔ تو جان باش
 امور کلیہ باطن و دور جدا کردہ نمی شوند از دادن تو تن باش او جان۔ اور بعضے نسخوں میں تقف
 وجود العینی ممکن نیست کہ امور مذکور باطن متروک ہے یعنی ہمارے لئے حق تعالیٰ نے آدم علیہ السلام
 و عینی باشند۔ و تو اندو کہ وجود عینی بحال اور ملائکوں کا حال بیان کیا جیسا کہ گذرا وہ یہ ہے کہ
 سابق باشد۔ ق ولما حکم واللات فی کل ملائکوں نے اللہ تعالیٰ سے خلیفہ کے بنانے پر اعتراض
 مالموجود عینی بل ہو عین لا غیر یا اعمی اعیان کیا اور آدم علیہ السلام کے حق میں طعن و جرات کی
 الموجودات العینہ و لم سزول ملک الحقائق اور اعتراض و ندامت کے میدان میں آکر حق تعالیٰ
 الکلمۃ عن کونہا فقوله فی نفسہا ل یعنی مر سے منارعت کرنے لگے اور ملامت اور انفعال کے
 آن امور است حکم و اثر در ہر چیز ہے کہ مر مقام پر کھڑے ہو گئے ہم سے اس لئے بیان کیا کہ ہم
 اور موجود عینی باشند چہ اگر موجود وحی را اللہ اور اُس کے حکم کے سامنے ادب سے کھڑے
 مثلاً وجود و حیات باشند موجود وحی نباشند رہیں۔ اور بڑائی و بزرگی و پاکیزگی کا اللہ تعالیٰ کے

و مصنف بکمالات نشود و ہم جنس علم و ارادہ
 حاکم اند و ماہر در عالم و مرید پسترا غراض
 کہہ ازین قول و گفت بل ہو عتبا یعنی بلکہ
 موجود یعنی عین امور کلیہ است یعنی غیر آہنا
 نیست چنانکہ گفت لا غیر ہا پس قول شیخ
 قدس سرہ کہ اعمی اعیان موجودات العینہ
 باشد تفسیر ہواست کہ در بل ہو باشد یعنی
 مراد میدارم از ہوا عیان موجودات خارجی
 یعنی اعیانان موجودات خارجی عین امور
 کلیہ اند پس مراد امور کلیہ را حکم و اثر در عالم
 الوجود العینی کہ عین ثابتہ باشد ہرگز نیست
 بلکہ حکم و اثر در القاف عین اعیان ثابتہ است
 چہ مال الوجود العینی کہ عین ثابتہ باشد حکم
 وجود و علم و حیات و ارادہ موجود است
 و عالم وحی و مرید پس حکم و تاثیر امور کلیہ
 چون وجود و حیات و علم و قدرت مثلاً در
 امور کلیہ کہ اعیان موجودات خارجی باشند
 نیست بلکہ در اتقان است و امور نہ کور
 باوجود آنکہ حکم و تاثیر دارند و در وجدان
 ساتھ دعویٰ نہ کریں اور کسی پر طعن و جرح کرتے سے پرہیز
 کریں اور بہ تامل صادق و اعتبار و اثنی سوچیں اور سمجھیں
 اور اس مثال خام سے باز ہیں اور منازعت حق تعالیٰ
 در میان میں نہ لایں اور مت کر غور و خوض ساتھ خوف
 کھانیوالوں کے اللہ تعالیٰ کے اس حکایت سے ادب کیجیں
 یعنی زبان کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں حرکت نہ دیں اور جو
 کچھ کہ فرشتوں سے صادر ہوا ہم سے صادر نہ ہوتا بلعداری
 اور قبول احکام کے علاوہ دوسرا کام ہمارا نہ ہو کیونکہ
 اللہ تعالیٰ کے حکمت و معرفت کے قول کر نیکار مرتبہ ہوئے
 اس حکم کے دوسری چیز کو قبول نہیں کرتا یعنی ہم اُس
 چیز کا دعویٰ اللہ تعالیٰ سے نہ کریں جو ہمارے لئے
 سزاوار نہیں ہے اس لئے کہ ہم اپنی اور حق کی حقیقت
 کو پہچانتے ہیں اور کل امور کے احاطہ کر نیوالے ہیں
 ہمارے لئے زیادہ مناسب یہی ہے کہ جو چیز ہمارے لئے
 نہیں ہے اُس چیز کا دعویٰ کسی حال میں بھی ہم حق
 تعالیٰ سے نہ کریں کیونکہ تمام کمالات اُسی کے ہیں ظاہر
 ہم ہیں اور باطن وہ ہے یہ غلط ہے ظاہر وہی ہے باطن
 وہی ہے ہم اور تم جو در میان میں ہے یہ دہم ہی دہم
 ہے اصل میں حق ہے پس ہر اُس چیز کا دعویٰ جس کے

نمیشوند از معقولیہ کہ نظریات معقول اند ہم سستی نہیں ہیں اور ہر اس چیز کا کمال اپنے میں دیکھنا جہل
چنانکہ گفت ق ولم یزل ملک الخالق اور حجاب اور غفلت اور غرور ہے۔ یعنی ہمارے لئے کس طرح
الا ولم یزل از مال نزول است سے یہ سزاوار ہے کہ دعویٰ کے نگام کو ہم عام کر دیں اور چھوڑ دیں
پس باوجود آنکہ آن امور از وجود عینی جدا اور اپنے دعویٰ کے زعم میں اپنے وجود و کمالات کو اپنی طرف
نیستند و حکمے وارے دارند۔ اما نظریات نسبت دیں یعنی ایسی چیز کا دعویٰ ہم نہ کریں جو ہمارے لئے
و تعین خود معقول اند۔ ق ففی الظاہرة حقیقتاً اور نسبت کسی طرح جائز نہیں ہے اور ایسے چیز کا
من حیث اعیان الموجودات کما ہی الباطنة بھی دعویٰ نہ کریں جس کا علم ہم نہیں رکھتے اگر ایسی چیز دنیا
من حیث معقولات ل یعنی پس امور کلیہ ہم دعویٰ کریں گے جو ہمارے لئے کسی طرح سزاوار نہیں ہے
ظاہر اند نظر باعیان موجودات خارجی و تو سوائے فیضیت اور رسوائی کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔
احکام و آثارے کہ ظاہر اند از موجودات جس طرح سے کہ ملائکہ کہ اہلیت اور قابلیت ان میں
خارجی پھر اعیان موجودات خارجی و آثار خلافت کی نہ تھی اس منصب عالی کا دعویٰ کیا جس کے
آن ظاہر اند و اعیان موجودات خارجی عین ان امور کلیہ معقولہ اند چنانچہ امور مذکور
عین ان امور کلیہ معقولیہ ان پھر نظریات استحقاق کو نہیں جانتے تھے اگر جانتے تو جان جلتے کہ ہم
خود خودی در خارج ندارند ق فاستناد خلافت کے سستی نہیں ہے خلافت کا سستی انسان ہے
کل موجود عینی لہذا الامور النکلیۃ اللتی اور فساد و خون ریزی اپنے حال پر ہے اور یہ معنی ہر
ایکمن فہما عن العقل ولا یکمن وجودہا انسان میں نہیں ہے افضل انسان ملائکہ سے افضل ہے
فی العین وجود و نزول پھر عن ان یکون اور خلافت کا سستی ہونا احاطہ علمی کے نظر سے بہر کثرت
معقولہ سوا عل یعنی پس استناد ہر موجود طاعت و تسبیح و تقدیس کے نظر سے نہیں ہے پس مثل

یعنی باین امور کلیہ و انتساب آن بسوئے
 امور مذکورہ کہ ممکن نباشد رفع و برداشتن
 بھی اپنے جھوٹے دعویٰ سے اللہ تعالیٰ اور اُس کے
 آن از عقل ازان کہ آن امور عقلی باشند
 و ممکن نیست وجود آن امور در خارج کہ
 برائست بسبب آن وجود از معقولیہ و ماطنہ
 برابر است یعنی انتساب ہر موجود عینی واجب
 و ممکن بسوی این امور کلی کہ نظریات و از
 غیر اعتبار عروض و معروضات را وجود سے
 ندارند و از معقولیہ صرف و باطنیہ خالص
 نمی برائند برابر است چہ در ہمہ صورت
 مرا مور کلی را حکمے و اثرے باشد و گمان نہ
 بری کہ حکم و تاثیر امور کلی در ممکن باشد پس
 و در بعضے نسخہ کلمہ سوا ۶ متروک است و
 برین تقدیر خبر مسد کہ استناد کلی موجود عینی
 باشد و قول اول مذالامور النکلیہ است یعنی مستند
 ہر موجود عینی بسوی آن امور است یعنی واجب
 و ممکن درین استناد و انتساب برابر اند
 این قول بر تقدیر اول متعلق است باستناد
 و سوا خبر است استناد ق سوا را کان ذلک
 فرشتوں کے ہم دعویٰ نہ کریں۔ نہیں تو مثل اُن کے ہم
 اہل کے نزدیک جو کہ ہر امور کے عارف ہیں فضیحت
 و رسوا ہوں گے اور اُن کو بھی سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے
 فرشتوں کا دعویٰ کس طرح جھٹلایا ہے۔ پس تعلیم
 الہی اور تلقین موسیٰ جو کہ فرشتوں اور اللہ تعالیٰ کے
 درمیان منازعت کے قصہ میں ہے اُن جملہ تلقینوں
 میں سے ہے کہ جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں
 کو جو کہ قابل ادب ہیں اُن کو ادب سکھاتا ہے اور
 وہ ادب کرتے ہیں اور علاوہ اس کے اللہ تعالیٰ کے
 جو ان مردوں سے جو کہ امین ہیں اور اُس کے اسرار
 کے امانت رکھنے والے ہیں وہ خلفاء اور صاحب
 خلافت ہیں اور ہلاکت اور انعدام سے خلق کو بچاتے
 ہیں اور حفاظت کرتے ہیں اُن کو بھی اللہ تعالیٰ ادب
 سکھاتا ہے اور وہ صاحب ادب ہیں تحقیق وہ
 وہ لوگ زبان کو حرکت نہیں دیتے اور اوپر اللہ تعالیٰ
 کے حکم کے اور جلدی نہیں کرتے یہاں تک کہ اُس کا
 شرح و بیان ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے شرح
 و بیان کا ذمہ دار ہے۔ یہ بیان ارتباط حق کا جو کہ

الموجود العینی موقفاً و غیر موقفاً و غیر موقت خلق کے ساتھ ہے اُس کا اور حق کے مراتب کے سرلات کا بلکہ
بسبب الموقت و غیر الموقت الی ہذا الامر حق و خلق ایک دوسرے کے عین ہیں اُس کا اور یہ کہ
الکلی نسبت واحدہ ل یعنی برابر است کہ انسان حق کی صورت پر پیدا کیا گیا ہے شروع کیا جاتا
باشد موجود یعنی موقت بمعنی زبانی چنانکہ ہے یہ بیان چند حکمتوں پر مبنی ہے اس لئے اُس بیان
ممكن حادث یا عمر موقت زبانی چنانکہ ممکن سے پہلے اُن حکمتوں کو بیان کرنا مقدم ہوا۔ حضرت
قدیم و قدیم واجب نسبت زبانی و غیر شیخ ابن عربی قدس سرہ العزیز ہم سب کو اس حکایت
زبانی بسوئے امر کلی و معقول یکساں است سے اُس حکمت و معرفت کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ
و در محکوم و متاثر شدن ازاں امر ہر دو وہ حکمت و معرفت ہم سب کو حکمت و معرفت کھانیلی
موجود و مشترک اند و سادہ موجود زبانی اور اوہام باطلہ و رسکوک کے جنگل سے نجات
و غیر زبانی دراستنا بسوئے امر کلی محل و دلائلی ہے پس ہم سب پر لازم و فرض ہے کہ اُس
مضر نیست و حکم باین کہ امر کلی در اک موجود حکمت کو سمجھیں کہ وہ حکمت اور معرفت کیا ہے حضرت
عین آن قدیم باشد و در موجودی دیگر شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ سمجھو کہ امور کلیہ مثلاً علم و
غیر آن و حادث منافی و حدت نسبت حیات کا اگرچہ خارج ہیں کوئی وجود نہیں ہے اور نظر
ہر دو بسوئے امر کلی نباشد این حکم باقتضای بذات خود میں بغیر عرض کے موجود و ظاہر نہیں
محال امر کلی است کہ ہر موجودات عینی باشند ہوتے لیکن اُس کا وجود عقل میں ہے اور معلوم ہے
چہر محال را سر و را امر کلی حکمتے ناشر ہے اور بے شک و شبہہ ثابت ہیں پس وہ امور باطنی میں
چنانکہ ق غیر آن ہذا الامور کلی میں کہ معقول اور معلوم میں ذہن میں۔ یعنی باوجود
تراجع الیہ حکم من الموجودات العینہ بحسب اس کے کہ وہ خارج میں کوئی وجود نہیں رکھتے لیکن
ماطلبہ حقائق تلک الموجودات العینہ موجود عینی سے جدا نہیں ہوتے اس لئے کہ موجود عینی

کسبۃ العلم الی العالم والحیاء الی المحی فا
 حیوۃ حقیقۃ معقولہ والعلم حقیقۃ معقولۃ
 متمیزہ عن الحیات کما ان الحیات متمیزہ
 عنہ لبعنی لیکن بدرستیکہ بسوی این امر کلی
 معقول راجع یشود و تاثیر میکند و ردے
 حکم از موجودات خارجہ بحسب مقتضائے
 حقائق آن موجودات چنانکہ نسبت علم
 بسوی عالم و نسبت حیات بسوی حی
 پس حیات حقیقت معقولہ است و علم
 حقیقت المعقولہ متمیزہ است از حیات
 چنانچہ حیات از علم یعنی مرام معقول کلی را
 حکمہ و اثرے است در موجود یعنی دلبسوی
 مرموجود یعنی از واجب و ممکن مستند است
 علی السویہ کہ نسبت موقت و غیر موقت
 بسوی امر کلی برابر باشد لیکن متعین یشود
 مرام کلی را حکمہ از موجودات خارجی کہ محال
 امر کلی باشد چنانچہ تقاضا کند پس امر کلی
 را در اک موجود حالت دیگر باشد بحسب
 حقیقت آن و در موجود دے دیگر بحسب

بغیر ان کے تصور نہیں ہیں اور عالم وحی بغیر ان کے
 ثبوت نہیں رکھتے۔ پس علم وحیات اگرچہ باطن میں لیکن
 موجود یعنی سے جدا نہیں ہیں اور عالم وحی کا ثبوت انھیں
 سے ہے۔ بعضے نسخوں میں لایزال عن الوجود العینی واقع
 ہے بجائے لارول عن الوجود العینی کے اسی صورت
 میں لارال ازالہ سے ہے اور مفعول کیلئے مبنی ہے اور
 عینی عین اور بائے موحده سے ہے یعنی امور
 کلیہ باطن میں لیکن موجود یعنی سے دور و جدا نہیں کئے
 جاسکتے یہ ممکن نہیں ہے کہ امور کلیہ باطن اور عینی نہ ہوا
 اور ہو سکتا ہے کہ وجود عینی اپنے سابق پر ہو۔ یعنی خاص
 ان امور کیلئے کہ جن کیلئے وجود عینی ہے امور کلیہ کا
 حکم و اثر ہے کیونکہ اگر موجود وحی کو مثلاً وجود وحیات
 نہ ہوتا تو موجود وحی نہیں ہو سکتے اور کمالات سے
 متصف بھی نہ ہوں گے اسی طرح علم و ارادہ حاکم میں
 اور عالم مرید میں اثر کرے تو اسے ہیں پس اس قول سے
 اغراض کیا اور کہا بل ہو عیننا۔ یعنی بلکہ وجود عینی
 عین امور کلیہ میں ان کے علاوہ نہیں ہیں جیسا کہ لا غیر ہا
 کہا گیا۔ شیخ قدس سرہ کا قول جو کہ اعیان الموجودات
 العینہ ہے ہو کی تفسیر ہے جو کہ بل ہو میں ہے ہو سے مراد

حقیقت وہ چنانکہ عنقریب مکتوف
 می شود پس نسبت علم بسوے ہر عالم نسبت
 واحداست و اثرے و حکمے دارد در ہر عالم
 و ہم چنین نسبت حیات بسوے ہر حی
 نسبت واحداست و حکمے و اثرے دارد
 در ہر حی و ہر یکے از علم و حیات امر کلی است
 و حقیقت معقولہ و ہر یکے متمیز و منفرد است
 از دیگرے چنانکہ مر علم و حیات را حکم و اثر نسبت
 در عالم وحی ہم چنین مر علم و وحی را حکمے و اثرے
 است در علم و حیات بحسب حقیقت عالم
 وحی چنانکہ میشوی۔ ق ثم نقول فی حق
 تعالیٰ آن کہ علم و حیاة فی الحی العالم و نقول
 فی ملک ان لہ علما و حیاة فہو الحی العالم و
 نقول فی اللسان ان لہ حیاة و علم فہو الحی
 العالم و حقیقت العلم واحده و حقیقت
 الحیاة واحده و لہما الی العالم و الحی
 لہ واحدۃ لاین قول شروع است
 در میان و تاثیر حکم امر کلی در موجودات
 عینی واجب باشد یا ممکن و در میان بزرابر
 اعیان موجودات خارجی ہیں یعنی اعیان موجودات
 خارجی عین امور کلیہ ہیں بس امور کلیہ کا جو کچھ حکم و اثر
 مالہ الوجود العینی میں کہ عین ثابتہ ہے ہرگز نہیں ہے بلکہ
 حکم و اثر اعیان ثابتہ کے انصاف میں ہے کیونکہ مالہ الوجود
 العینی کہ ہیں عین ثابتہ ہے بحکم وجود و حیات و ارادہ
 موجود ہے اور عالم وحی و مرید ہیں پس حکم و تاثیر
 امور کلیہ مثل وجود و حیات اور علم و مدرت مثلاً امور کلیہ
 ہیں اعیان موجودات خارجی میں اُس کا حکم و اثر نہیں
 ہے بلکہ حکم و اثر انصاف میں ہے اور امور مذکور باوجود
 اس کے کہ حکم و تاثیر رکھتے ہیں معقولیت سے دور جدا
 نہیں ہو سکتے اس لئے کہ وہ بذات خود معقول ہیں جیسا
 کہ گذر چکا۔ لم یزل زال رزل سے ہے۔ یعنی باوجود
 اس کے کہ امور کلیہ وجود عینی سے جدا نہیں ہیں اور
 حکم و اثر رکھتے ہیں لیکن اپنے عین و ذات کی نظر سے
 معقول ہیں۔ یعنی امور کلیہ اعیان موجودات خارجی
 میں ظاہر ہیں اور موجودات خارجی میں اُن کے
 احکام و اثرات کا ظہور ہے کیونکہ اعیان موجودات
 خارجی میں اُن کے آثار ظاہر ہیں اور اعیان موجودات
 خارجی عین اُس امور کلیہ معقولہ کے ہیں جیسا کہ امور

ویکساں بودن نسبت امر کلی بسوی ہر واحد مذکورہ اُس کے نظر معقولیہ سے باطن میں کیونکہ نظریات
 یعنی پیتر میگویم در حق تعالیٰ کہ مر اور عالم است خود خارج میں امور کلیہ کا کوئی وجود نہیں ہے۔ یعنی
 وحیات پس حق تعالیٰ عالم وحی باشد و میگویم استناد و انتساب امور کلیہ کا ہر موجود عینی سے ہے
 در حق ملک کہ ہر ملک راجیات است و علم اور عقل سے اُن کے وجود کو دور کرنا محال ہے موجودات
 پس ملک وحی و عالم باشد و میگویم در حق عینی خارجی سے استناد و انتساب کے وقت یہی وہ
 انسان کہ مر انسان راجیات است و علم معقول ہی رہیں گے اُس کا وجود جس طرح و جیسے کہ وہ
 پس انسان وحی و عالم باشد و حقیقت علم و من خارج میں ممکن نہیں ہے اور اس وجہ سے کہ وہ
 ماست اُن یکے است جمیع افراد وحی نسبت امور عقلی ہیں۔ اُن کا وجود خارج میں جیسے کہ وہ ہیں
 ہر دو بسوی عالم وحی نسبت واحد ماست ممکن نہیں ہے اور اسی وجود کے سبب سے معقولیت اور
 پس چنانکہ ممکن ہے علم و حیات عالم وحی باطنیت میں برابر ہیں یعنی ہر وجود عینی کا انتساب جو کہ
 نیست ہم چنین واجب تعالیٰ ہے علم و حیات واجب اور ممکن ہیں امور کلیہ کی طرف جو کہ عروض کے بغیر
 عالم وحی نباشد پس علم و حیات را حکم و تاثیر ظاہری وجود نہیں رکھتے۔ اور معقولیت صرف و
 است در جمیع افراد کہ حکم و تاثیر ان ہر دو عالم باطنیت خالص سے نہیں نکلتے برابر ہے کیونکہ تمام صورتوں
 اندو وحی و حقیقت ہر واحد ہر دو محل میں امور کلیہ کا حکم و اثر ہے تم یہ گمان نہ کرو کہ امور کلیہ کا
 یکی است ق و نقول فی العلم الحق تعالیٰ انہ حکم و اثر ممکن ہی نہیں ہے اور پس بعض نسخوں میں کلمہ
 قدیم وحی العلم الانسان انہ حادث ل این سوا متروک ہے ایسی صورت میں خبر بتدا جو کہ
 شروع است در بیان تاثیر و حکم موجود عینی استناد کل موجود عینی کا ہے شیخ قدس سرہ کا قول
 در امر کلی یعنی میگویم در حق علم حق تعالیٰ کہ ان لہذا الامور الکلیہ ہے۔ یعنی استناد و انتساب ہر
 علم قدیم است و عدم مسبوق بعدم و غیر زانی موجود عینی میں جو کہ واجب اور ممکن نہیں حکم و اثر

ویکوگم در حق علم انسان کہ آن علم حادث است
 و مسبوق بعدم و زبانی پس علم باری تعالی
 از حکم محال باشد کہ واجب تعالی قدیم است
 و حدوث علم انسان سر از حکم محل باشد
 کہ انسان حادث است و ہم چنین حیات
 پس ہر موجود یعنی را کہ محل از کلی باشد حکم
 و تاثیر است در امر کلی و ہم چنین ملک
 اگر ملک قدیم است چنانکہ عقول عشرہ پس
 علم و حیات آنها قدیم باشد و اگر حادث
 باشد پس حادث ازین جا راست کہ ملک
 را درین جا ذکر نکرد کہ حکم و مقالہ معلوم توان
 کرد و حقیقت امر کلی در جمیع محال یکی است
 و نسبت آن بسوئے ہر محل برابر۔ ق
 فانظر الی ما حده الاضافۃ من الحکم فی
 ہذہ الحقیقۃ المعقولیۃ والطرالی ہذہ تطابق
 بین المعقولات والموجودات العینہ ل
 یعنی نظر کن بسوئے چیزی کہ پیدا کردہ است
 آنرا اضافہ و نظر کن بسوئے ارتباط
 و مواصلت میان معقولات کہ نظریات
 امور کلیہ کا دونوں میں برابر ہے یہ قول پہلی صورت پر
 استناد سے متعلق ہے اور سوا ۱۶ اُس کی خبر ہے۔ یعنی
 برابر ہے کہ ہر موجود یعنی موقت بمعنی زبانی جیسے کہ
 ممکن حادث یا غیر موقت بمعنی غیر زبانی جیسے کہ ممکن قدیم
 اور قدیم و واجب کی نسبت زبانی و غیر زبانی امر کلی
 و امر معقول کی طرف برابر ہے اور دونوں اُس کے
 حکم سے محکوم و متاثر ہیں دونوں موجود زبانی اور
 غیر زبانی استناد میں امر کلی کی طرف برابر ہونے میں
 محل و مضر نہیں ہیں اور یہ حکم کہ امر کلی ایک موجود میں
 اُس کا عین و قدیم ہے اور دوسرے موجود میں خلاف
 ہوں گے و علاوہ اس کے ہے اور وہ حادث ہے یہ امر
 دونوں طرف نسبت کرنے سے امر کلی کے وحدت کے
 منافی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ حکم و اثر امر کلی کا موجودات
 عینی کے محال کے اقتفاء سے ہے اس لئے کہ محال کا
 بھی حکم و اثر امر کلی میں ہے۔ لیکن اس امر کلی معقول
 کی طرف وہی حکم راجع ہوئے اور استناد و نسبت
 پاتے اور تاثیر کرتے ہیں جس کو موجودات خارجہ
 کے اعمان کے حقائق اپنے اپنے استوارات کے
 مطابق جیسے کہ وہ ہیں طلب و تقاضا کرتے ہیں

وجود یعنی نثار دو میان موجودات یعنی پس جیسے کہ علم کی نسبت عالم کی طرف اور حیات کی نسبت
 قدم واجب تعالیٰ کی نسبت ان علم بسوئے جی کی طرف ہے حیات حقیقت معقولہ ہے اور علم حقیقت
 واجب تعالیٰ پیدا کردہ است وحدوث معقولہ حیات سے متمیز ہے جس طرح سے حیات حقیقت
 علم الانسان و ہر حادثہ را اضافتہ نسبت معقولہ علم سے متمیز ہے یعنی امر کلی معقولہ کو موجودات یعنی
 ان علم بسوئے انسان و ہر حادثہ پیدا کردہ خارج میں خاص ایک حکم و اثر ہے اور ہر موجود یعنی ممکن
 پس مرتبط شدہ ہر واحد از امر کلی و موجود و واجب کی طرف برابرستند و نسبت میں یعنی نسبت
 یعنی بدیگرے ارتباط کلی و اگر نہ بتاثر زبانی و غیر زبانی (موقت و غیر موقت) امر کلی معقول
 یکے در دیگرے ارتباط حاصل است و حکم کی طرف برابر ہے لیکن موجودات خارج جو کہ محال خاص
 یکے در دیگرے کافی باشد برائے ارتباط امر کلی کے ہیں ان کے اقتضاء و استعدادات کے موافق
 پس محل و اضافتہ امر کلی بسوئے و موافق حکم و اثر امر کلی کا ان محال سے خاص اور متعین
 دروئے حکم و اثر کرد و قدم و حدوث ہوتا ہے پس امر کلی کی ایک موجود میں اس کے حقیقت
 بخشد چنانکہ میشوی۔ قی حکم حکم العلم و استعداد کے اقتضاء کے موافق دوسری حالت ہوتی
 علی من قام بہ انہ عالم حکم الموصوف نہ ہے اور دوسرے موجود میں اس کی حقیقت و استعدادات
 علی العلم یا نہ حادث فی الحق الحادث کے اقتضاء کے موافق دوسری حالت ہوتی ہے علم کی
 قدیم فی الحق القدیم ل یعنی پس چنانکہ حکم نسبت ہر عالم کی طرف نسبت واحد ہے اور علم کا حکم
 کرد علم بر کسے کہ قائم باشد بوی این کہ آنکس و اثر ہم عالم میں ہے اسی طرح حیات کی نسبت ہر
 علم است حکم کرد آنکہ موصوف باشد بدان جی کی طرف نسبت واحد ہے اور حیات کا حکم و اثر
 علم بران علم کہ ان علم حادث باشد در حق ہر جی میں ہے۔ اور ہر ایک علم و حیات امر کلی معقولہ
 حادث و قدیم و حق قدیم۔ پس چنانکہ علم ہیں اور ایک دوسرے سے منفرد اور متمیز ہے۔

حکم کرد بر موجود عینی حکم کرد بر علم و در بعضی نسخ
 بجائے این قول چنین واقع است حکما حکم
 العلم علی من قام به ان یقال فیہ انہ عالم
 کذلک حکم الموصوف بہ الخ۔ و مراد ظاہر است
 و مقصود ہر دو عبارت کے است ق
 فصار کل واحد محکوم ما بہ و محکوم ما علیہ ل
 یعنی پس گشت ہر واحد از امر کلی و موجود
 عینی محکوم بہ و محکوم علیہ۔ یعنی لعلم حکم کردیم
 کہ واجب تقائی و انسان ممکن عالم اند پس
 موجود عینی محکوم علیہ باشد و علم کہ امر کلی
 باشد محکوم بہ یعنی لعلم حکم کردہ شد کہ بر وجود
 عینی کہ عالم است و اگر بگوئی کہ علم کردہ است
 بر وجود عینی یہ عالم روا باشد و آل ہر دو
 یکے است و ہم چنین محل علم حکم کردیم بر علم
 کہ قدیم است و حادث پس امر کلی محکوم علیہ
 باشد و موجود عینی کہ محل امر کلی است محکوم
 بہ یا لگو کہ عالم است و حکم ذہن تابع امر کلی
 و موجود عینی ق و معلوم ان ہذہ الامور
 الکلمات وان کانت معقولیۃ فانہا معدومۃ

جیسے کہ علم و حیات کا اثر عالم وحی میں ہے اسی طرح عالم
 وحی کا علم و حیات میں بحسب حقیقت و استعدادات
 عالم وحی کے حکم و اثر ہے۔ حکم و اثر و نسبت امور کلیہ کی
 موجودات عینی میں جو کہ واجب اور ممکن ہیں ہر ایک کی
 طرف برابر و یکساں ہے شروع کیا جاتا ہے۔ ہم سب
 کہتے ہیں کہ حق تقائی کیلئے علم و حیات ہے اور حق تقائی
 وحی و عالم ہے پھر ہم کہتے ہیں کہ فرشتوں کیلئے علم و حیات
 ہے اور وہ وحی و عالم ہیں۔ اسی طرح انسان کیلئے ہم کہتے
 ہیں کہ اُن کیلئے بھی علم و حیات ہے اور وحی و عالم ہیں۔
 اور علم کی ماہیت و حقیقت تمامی افراد عالم میں ایک ہے
 اسی طرح حیات کی ماہیت و حقیقت تمام افراد وحی
 میں ایک ہے اور نسبت علم و حیات کی طرف عالم و
 وحی کے نسبت واحد ہے۔ اب سمجھو کہ جس طرح سے
 ممکن بغیر علم و حیات کے عالم وحی نہیں ہے اسی طرح واجب
 تقائی بھی بغیر علم و حیات کے عالم وحی نہیں ہے علم و حیات
 کا ہر افراد میں یکساں حکم و اثر ہے۔ علم و حیات کے حکم و
 تاثر و اثر سے ہر افراد عالم وحی میں اور علم و حیات کی
 حقیقت ہر محلات میں ایک ہے حکم و تاثر موجودات
 عینی کا جو کہ امور کلیہ میں ہے اُس کا بیان ہے۔ یعنی ہم

فی العین موجودات فی الحکم کیا ہی محکوم علیہا کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا علم قدیم یعنی عدم مسبوق عدم سے
 اذا نسبت الی الموجود العینی ل یعنی معلوم است اور قدیم وغیر زبانی ہے اور ہم انسان کے علم کے حق میں
 و مقرر کیا امور کلیہ اگرچہ معقول باشند و وجود کہتے ہیں کہ وہ مسبوق عدم سے ہے اور حادث و زبانی
 دارند در عقل لیکن معدوم اند در خارج کہ ہے اس کو بھی سمجھو کہ جبکہ واجب تعالیٰ قدیم ہے تو اُس کے
 وجود سے در خارج بلا اعتبار عرض و زمانہ علم کا قدیم ہونا اُس کے محل کے حکم و اقتدار سے ہے
 و موجود اند در حکم کردن بر وجود عینی چنانکہ اور جبکہ انسان حادث ہے تو اُس کے علم کا حادث ہونا
 محکوم علیہ اند و تیکہ نسبت داده شوند اُس کے محل کے اقتدار و حکم سے ہے اسی طرح حیات
 بسوی موجود عینی پس اگرچہ امر کلی عقلی کا حکم ہے بر موجود عینی جو کہ محال امور کلیہ کے ہیں حکم و
 باشند و وجود سے دار در عقلی لیکن در اثر امور کلیہ میں ہے۔ اور اسی طرح فرشتے ہیں چونکہ فرشتے
 خارج معدوم است و در حکم کردن بر قدیم میں جس طرح عقل عشرہ قدیم ہے اس لئے اُن
 اعیان موجودہ و بوجود عینی حاکم است کے محل کے اقتدار سے حیات اور علم اُن کا قدیم ہے اگر
 وقت حکم چنانکہ محکوم غلبہ است وقت نسبت حادث میں تو حادث میں۔ اس وجہ سے اس قیام پر
 بسوی موجود عینی ق فصل الحکم الامکان فرشتوں کا ذکر نہیں کیا اُن کو اس سے معلوم کر سکتے ہیں
 فی الایمان الموجودات و لا فصل التفصیل حقیقت امور کلیہ کی تمام محال میں ایک ہے اور نسبت
 و لا تجری فان ذلک محال علیہا ل واز اُن کی ہر محال میں برابر ہے۔ یعنی اُس چیز کی طرف نظر
 شرح قیصری معلوم میشود کہ در بعض نسخہ کر و کہ اُس کو اصاف و نسبت پیدا کیا ہے۔ اور نظر
 لفظ امکان نیست یعنی پس قبول کنند اُن کرو ارتباط و مواسلت در میان معقولات اور موجودات
 امور مذکور و حکم ممکن را در اعیان موجود عینی کہ کس طرح اتم و اکمل ہے اب اس کو سمجھو کہ علم کی
 در خارج و قبول نمیکند بفضل و تجرّی را نسبت و اصاف نے چونکہ حق تعالیٰ قدیم ہے اس وجہ

چہ بدستیکہ یفصل و تجری محال است در امور
 کلی یعنی اگرچہ امور کلیہ حکم را در موجودات عینی
 قبول میکنند و ممکن باشند این حکم لیکن تجری
 و یفصل را قبول نمیکند کہ در یک موجود سے
 حصہ باشد و در موجود سے دیگر حصہ دیگر
 چہ تجری و یفصل در امور کلیہ محال است
 چہ حقائق بسیط باشند یا مرکب طرمان تجری
 بر حقائق ممکن نیست تلاً علم اگرچہ حکم کر دور
 موجود عینی و افراد مکرر را عالم ساخت و
 بعروض و حقوق در مواد متعدد متحقق شد
 لیکن معری نیست چہ ہماہ در ہر عالم باشند
 چنانکہ میثوی ق فائما بذاتہا فی کل موصوف
 بہا کا الالاسامہ فی کل من ہذا بیوع
 الخاص لم یفصل ولم یعد ویتعد والاشخاص
 ل یعنی چہ بدستیکہ امور کلیہ بذاتہ و تمامہ
 در ہر موجود اند کہ موصوف باشند یا ہما
 چنانکہ انسانیت کہ سراسر کلی است در ہر
 شخصے و ہر فردے ازین نوع خاص کہ
 انسان باشد بفصل و تجری نیافتہ است
 سے واجب تعالیٰ کے علم کو قدیم ظاہر کیا اور انسان چونکہ
 حادث ہے اس لئے علم کی حقیقت و نسبت و اصاف
 کے انسان کے حق میں علم کو حادث ظاہر کیا ہر ایک امر کلی
 موجود عینی ایک دوسرے سے ارتباط کلی کے ساتھ مرتبط
 ہو گئے۔ ورنہ ایک دوسرے کی تاثیر سے ارتباط حاصل
 ہے اور ارتباط کیلئے ایک کا حکم کافی ہے۔ پس محل اور
 اصاف امر کلی نے اُس کے طرف اُس میں حکم و اثر کیا
 اور ایک کو قدیم اور دوسرے کو حدود و بختا۔ یعنی
 پس علم نے جبہ کا تعلق علم سے ہوا اُس پر حکم کیا کہ وہ
 عالم ہے۔ اسی طرح اُس عالم نے علم پر حکم کیا کہ وہ علم
 حادث میں حادث ہے اور قدیم میں قدیم ہے یعنی جس
 طرح سے علم نے موجود عینی پر حکم کیا اسی طرح موجود عینی
 نے علم پر حکم کیا۔ اور بعضے نسخوں میں بجائے اس قول
 کے اس طرح واقع ہے حکم العلم علی من فام بہ ان
 یقال فیہ انہ عالم کذلک حکم الموصوف انہ اس قول سے
 مراد ظاہر ہے اور مال ہر دو عبارت کا ایک ہے۔ یعنی
 پس ہر ایک امر کلی وجود عینی محکوم بہ و محکوم علیہ ہو گیا۔
 ہم نے علم سے حکم کیا کہ واجب تعالیٰ اور انسان ممکن
 عالم ہیں ایسی صورت میں موجود عینی محکوم علیہ ہوا

و اقسام نہ پذیرفته است و متعدد و مکرر
 نشدہ معد و اشخاص و افراد پس امور
 مذکورہ بذاتہ و سمانہ بہر موجود عینی کہ موصوف
 باشد بدال امور متحقق و متعلق اند نہ باحرار
 کہ بعض و سے در بعض باشد و بعض دیگر
 در بعض دیگر چنانکہ انسانیت نہ تمامہ در
 ہر فرد انسان است ہرگز بفضل و تجریر
 قبول نمودہ است و از دائرہ وحدت نہ
 برآمدہ و چون افراد مکرر نشدہ و اگر نہ ہر
 فرد انسان نباشد و انچہ میگویند کہ حصہ
 اساسہ در رہند باشد مثلاً غیر آن حصہ است
 کہ از عمر باشد از باب تسامحات است
 و مقصد آن است کہ انسانیت زید بکتف
 است بعوارض و مستحق اص زیدی و انسانیت
 عمر و بکتف بعوارض و سمحہات عمر و می
 ق و لا برحت معقولیتدل یعنی ہمیشہ اند
 امور کلیہ معقول و ثابت در عقل پس حقیقت
 الحقائق در تمامی حقائق مکررہ و افراد متعدد
 و سمانہ باشد و ہرگز مکرر و مکرر ان حقیقت

اور علم جو کہ امر کلی ہے محکوم بہ ہوا یعنی علم کے سبب سے موجود عینی
 پر حکم کیا گیا کہ وہ عالم ہے اور اگر تم کو علم نے موجود عینی پر
 حکم کیا ہے وہ اسے اور مال و دونوں کا ایک ہے۔ اسی طرح
 سے علم جس محل میں قائم ہوا اُس محل نے علم پر حکم کیا کہ وہ
 قدیم ہے و حادث ہے۔ ایسی صورت میں امر کلی محکوم علیہ
 ہے اور موجود عینی جو کہ امر کلی کا محل ہے محکوم یہ ہے۔ یا
 کہو کہ حاکم ہے اور حکم ذہن تابع امر کلی و موجود عینی ہے
 یعنی یہ بات مقرر ہے اور معلوم ہے کہ امور کلیہ کا وجود عقل
 نہیں ہے اور خارج میں وہ معدوم ہیں اور اُن کا کوئی
 وجود نہیں ہے لیکن بلا شک و شبہ موجود عینی اُن کا
 حکم جاری و ساری ہے اور جس وقت وہ وجود عینی کی
 طرف دے جاتے ہیں اُس وقت وہ محکوم علیہ ہیں
 امر کلی اگرچہ امور عقلی ہے اور عقل میں وجود رکھتے ہیں
 اور خارج میں وہ معدوم ہیں لیکن وجود عینی اور اعیان
 پر حکم کرنے اور نسبت دیتے ہیں وہ حاکم وقت میں جیسا
 کہ موجود عینی کی طرف نسبت دے جانے کے وقت وہ
 محکوم علیہ ہیں۔ قیصری کے شرح سے معلوم ہوتا ہے کہ
 بعض نسخوں میں لفظ امکان نہیں ہے۔ یعنی وہ امور کلیہ
 مذکورہ موجودات عینی و اعیان موجود خارج میں

واقع شدہ است و کمزور و تعدد مظاہر در اس کے حکم کو قبول کرتے ہیں لیکن فیصل و تجرّی کو قبول نہیں
 کارخانہ وحدت حقیقت الحائق خلل سمود کرتے اس لئے تجرّی و فیصل امور کلیہ میں ممکن نہیں ہے یعنی
 وایں بیان خالی ارشاد تکرار نیست و اگرچہ امور کلیہ حکم کو موجودات یعنی کے قبول کرنے میں اور
 شیخ قدس سرہ نظر برین چیز بانداورد اس کا اس حکم قبول کرنا ممکن ہے لیکن تجرّی و بعضی کو
 اوجز وجہ اللہ مقصود و منظور نیست ازینجا قبول نہیں کرتے کہ ایک موجود میں علم و حیات وغیرہ کا
 است کہ در اکثر حائے تکرار میکند و تو اندلود کچھ حصہ ہواورد و دوسری موجود میں علم و حیات وغیرہ کا
 کہ در شرح قول سابق فیصل حکم الامکان دوسرا حصہ ہو کیونکہ تجرّی و فیصل امور کلیہ میں محال ہے۔
 باشد بگوئی کہ پس قبول میکند حکم امکان را کیونکہ حقائق بسیط ہوں یا مرکب ہوں تقسیم کا حکم اوپر
 یعنی حکم امور کلی ممکن است و تجرّی حقائق کے ممکن نہیں ہے مثلاً علم نے اپنے حکم اور نسبت
 ممکن نیست و مال ہر دو وجہ اہداست سے موجودات یعنی کے افراد کو عالم بنانا اور علم ان کے
 ق و اذکان الار تباط بین من لہ وجود یعنی عروق و لحوق سے مواد متعددہ میں متحقق ہوا لیکن سحری
 دین من لیس لہ وجود یعنی قدمت و ہی نہیں ہے کیونکہ وہ سامہ ہر عالم میں ہے۔ پس سمجھو کہ ہر
 نسبت عدمتہ قارتباط الموجودات ہر موجود یعنی جو کہ امور کلیہ سے موصوف میں سامتہ بذاتہ
 بعض اقرب ان یعقل لانه علی کل حال اس میں موجود ہیں جیسے کہ انسانیت یہ بھی امر کلی ہے
 بینہما جامع و ہود وجود العینی و ہناک فاشم ہر شخص و ہر فرد اس نوع خاص سے جو کہ انسان ہیں
 جامع و قد وجد الار تباط بعدہم الجامع فنا فیصل و تجرّی نہیں پایا ہے یعنی امور کلیہ بذاتہ و سامہ ہر
 الجامع اقوی و احق ل و قتیکہ ارتباط موجود میں جو کہ اس سے موصوف میں موجود ہیں۔ اگرچہ
 میان کسے کہ مراد را وجود خارجی باشد انسانیت ہر انسان میں موجود ہے لیکن تجرّی و فیصل
 و میان چیزی کہ نیست اور اوجود خارجی نہیں ہے اور ہر ایک انسان میں تقسیم بھی نہیں ہے

ثابت شد و حال آنکہ این امور نسبت عذیبہ اور اشخاص کے کثر سے مکثر بھی نہیں ہے پس امور کلیہ
 و اصناف اعتباراً نہ اندکہ خیر معروضات بذاتہ و سہما نہ ہو جو عینی میں جو کہ اُس سے موصوف ہیں
 آہنا موجود و در خارج نیستند و خود وجود متحقق و متعلق ہیں اور اس طرح نہیں ہے کہ کوئی جز اسکا
 خبر بعقل ندارد۔ پس ارتباط بعض موجودات بعض انسان میں ہو اور کوئی جز بعض انسان میں ہو
 خارجی بہ بعض دیگر قریب نہ تعقل است جیسے کہ انسانیت سہما نہ ہر فرد انسان میں ہے ہرگز ہرگز
 و نزدیک تر لہم چہ بہر حال و دلائل در میان تہری اور لفصل کو قبول نہیں کیا ہے اور امور کلیہ نے
 ہر دو جامع ہست کہ وجود عینی باشد کہ ہر کسی حالت میں فنی وحدت کے دائرہ سے قدم نہیں
 دو موجود اند و جو عینی و آن جالعی در نکالا ہے اور مثل افراد کے مکثر بھی نہیں ہوا ہے نہیں
 امور عینہ و امر کلی جامع نیست کہ امر کلی تو ہر فرد انسان موجود نہ ہوتا اور جو یہ کہتے ہیں کہ حصہ
 معدوم است در خارج و طرف و مگر انسانیت کا جو کہ رد نہیں ہے مثلاً اُس حصہ کے علاوہ
 موجود و حال آنکہ تحقیق یافتہ شد ارتباط ہے جو کہ امر میں ہے یہ لہامحات سے ہے مقصد یہ ہے
 میان ابن ہر دو یا عدم جامع چنانکہ لگشت کہ زید کی انسانیت عوارض اور مستحقات میں ردی
 پس ارتباط در میان دو جز یا جامع و با وجود سے مکلف ہے اور بکر کی انسانیت عوارض اور
 رابطہ قوی تر و سزاوارتر باشد و این ہمہ مستحقات میں بکری سے مکلف ہے یعنی رد و بکر میں انسانیت
 ظاہر است و شرح نمی خواہد۔ برابر ہے لیکن عوارض اور مستحقات میں زید بکر سے
 بداندکہ کلمہ من کہ در من نہ وجود عینی باشد جدا ہے۔ یعنی پس ہمیشہ امور کلیہ عقل میں ثابت اور
 بسبیل تعلیق بہ باشد و من کہ در من لیس معقول ہیں پس حقیقت الحقائق تمامی حقائق مکررہ
 نہ وجود عینی باشد بطریق من مشکلاست اور افراد متعددہ میں سہما ہے اور مکر و مکر
 و اقرب بمعنی اصل فعل است و آن لعقل حقیقت الحقائق میں واقع نہیں ہوئی ہے اور کارخانہ

کہ مبنی است من معقول را بتادیل مصدر وحدت و یکتائی کا بعد دو مظاہر و بکثر کے باوجود حقیقت
 قائل اقرب است و کلمہ فادر قیام زائدہ الحقائق کے وحدت اور یکتائی میں خلل انداز نہیں ہوا
 باشد قی و لا سک ان المحدث قدسیت ہے یہ بیان تکرار کے ساتھ سے خالی نہیں ہے۔ شیخ قدس
 حدودہ و اقصا رالی محدث احدۃ الامکان سرہ ان چیزوں پر نظر نہیں کرتے اُن کو سوائے وجہ اللہ
 لنفسه موجودہ من غیرہ و ہذا الواجب لذاتہ اور کچھ مقصود و منظور نہیں ہے اسی وجہ سے اکثر مقامات
 حالا و الا فمور متبطلہ ارتباط وادہ پر مکرر سے کر بیان کرتے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ
 یعنی بے شک بدرستیکہ محدث کہ لیس قول سابق کے شرح میں جو کہ فیصل الحکم الامکان ہے
 وال باشد یعنی مبیوق بعدم یا بمعنی غیر تم کہو کہ امکان کے حکم کو قبول کرتے ہیں یعنی حکم امر کلی کا
 مستقل در وجود و تحقق ثابت شد ممکن ہے اور اُس حکم میں تجزی نہیں ہے اور آل دونوں
 حدوث آن یعنی مبیوقیت آن بعدم تو جہات کا ایک ہے۔ یعنی پس جس وقت کہ ارتباط درینا
 یا عدم استقلال آن در وجود و ثابت اُس کے کہ جس کیلئے وجود خارجی ہے اور در میان اُس کے
 شد انتقار و احتیاج وے بسوے محدث کہ جس کیلئے وجود خارجی نہیں ہے پایا گیا اور ثابت
 بکسر وال بمعنی وجود بخشنده مر غیر خود را ہوا حالانکہ یہ امور نسبت عدمیہ اور اضافات اعمال
 چہ ہر اے محدث لازم است کہ محدث باشد ہیں کہ اُن کے معروضات کے سوا خارج میں کوئی وجود
 کہ پیدا کردہ باشد محدث را و قول شیخ نہیں ہے اور خود سوائے وجود عقلی کے دوسرا وجود
 قدس سرہ لامکانہ لنفسه علتہ است مر نہیں رکھتے۔ پس ارتباط بعض موجودات خارجی کا
 حدوث و انتقار محدث را یعنی حدوث دوسرے بعض کے ساتھ قریب بعقل ہے اور فہم کے
 و انتقار اُن نظر بامکان ذاتی آن باشد زیادہ نزدیک ہے کیونکہ ہمیشہ اور ہر حال میں دونوں
 اگر چہ نظر بعینت واجب شدہ است۔ کے درمیان جامعیت ہے جو کہ وجود یعنی ہے اور

پس امکان ہے بمعنی برابر بودن است وجود دونوں وجود عینی سے موجود ہیں اور اس جگہ یعنی امور
 وعدم آن نظر بذات آن میخوابد کہ آن شے عینہ اور امر کلی میں جامعیت نہیں ہے اس لئے کہ امر
 محتاج باشد بسوئے چیز یکہ وجود بخشد اور کلی خارج میں معدوم ہیں اور دوسری طرف ثابت
 تاموجود شود۔ پس ہر موجود محدث در وجود خود محتاج بسوئے غیر باشد چنانکہ گفت
 فوجودہ من غیرہ۔ یعنی پس وجود آن محدث دو چیزوں کے راتبہ قوی اور مضبوط اور جامعیت ہے
 از غیر آن باشد و آن غیر واجب است کہ ارتباط سزاوارتر ہے یہ سب ظاہر ہے یہ امر بفضل
 آن غیر واجب لذاتہ باشد کہ محدث ہوے و شرح نہیں چاہتا۔ جانو کہ من میں کہ جو کہ وجود
 مستند باشد بلا واسطہ یا بواسطہ دیگر نہ عینی میں ہے بر سبیل تقلاب عقلا واقع ہے اور جائز
 تسلسل باتفاق اہل مل و عقل جائز نیست ہے کہ بر سبیل تقلاب نہ ہوا اور من جو کہ من میں لیس نہ
 پس بر تقدیر اول غیر واجب لذاتہ است وجود عینی ہے بطریق من مشاکلہ کے ہوا اور اقرب کے
 حالاً و بر تقدیر ثانی واجب لذاتہ باشد والا معنی اصل مفعول کے ہیں اور ان فعل جو کہ متنی ہے
 پس محدث تصح دال۔ مرتبط است نہ آن معقول کا تاویل سے مصدر فاعل کے اقرب ہے
 غیر کہ واجب لذاتہ باشد حالاً یا بالافقاً اور کلمہ فائز ثم میں زائدہ ہے۔ یعنی بے شک و شبہ
 و اقلیح و آن غیر محدث باشد کہسوال سمجھو کہ محدث جو کہ تصح دال ہے بمعنی سبق بعدم
 پس لا ید است کہ باشد ہر موجود ممکن مستند باوجود میں اپنے غیر مستقل یعنی مسبوقیت اُس کی عدم
 بسوئے واجب لذاتہ بواسطہ یا بلا واسطہ میں یا عدم استقلال اُس کا وجود میں اُس کیلئے
 واجب لذاتہ مستند الیہ ہر موجود ممکن حقیقاً اُس کا حدوث ثابت ہوا اور محدث کی طرف
 را بواسطہ یا بلا واسطہ چنانکہ میثوی ق جو کہ دال کے زیر سے ہے جس کے معنی وجود بخشد والا

ولابد ان يكون المستد اليه واجب الوجود
 لذاته غنياً في الوجود بنفسه غير مفرد هو
 اعطى الوجود مداته لهذا الحادث فانتسب
 اليه يعني ليست چاره از پس که باشد مستند
 اليه که حادث ہوے مستند باشد بالآخر
 واجب الوجود که نظر بذات خود واجب باشد
 نه از جهت غير چنانکه ممکن موجود و ناچار است
 که غنی دے نیاز باشد در وجود خود بذات
 خود و غير محتاج غير و ايس واجب الوجود
 غنی و دے نیاز بخشنده است از ذات
 خودی خود و باين حادث وجود خاص و
 هستی مخصوص پس منتسب شد اين حادث
 بسوے واجب لذاته و جائز است کہ مستند
 صبيحہ اسم فاعل باشد و ضمير فاعل راجع
 باشد بسوے محدث و ضمير اليه بسوے الف
 و لام في لابد است کہ باشد کہ مستند منتسب
 و مستند باشد محدث بسوے وے واجب
 الوجود لذاته تا آخر کلام و بر تقدیر اول
 اليه قائم مقام فاعل است چنانکه اشارت

اپنے غير کا ہے افکار و احتیاج اُس کا ثابت ہوا کیونکہ
 محدث کیلئے لازم ضروری ہے کہ اُس کا کوئی محدث
 ہو جو کہ اُس کا پیدا کرے نہ والا ہو۔ اور قول شیخ قدس سو
 جو کہ لامکاہہ بنفسہ محدث اور محدث کے افکار کے
 لئے خاص علت ہے۔ یعنی حدوث و امتقانا اُس کا
 امکان ذاتی کی نظر سے ہے اگرچہ نظر بہ علت واجب
 ہوا ہے۔ پس ہونا کسی شے کا بمعنی جس کا عدم اور
 وجود برابر ہو اُن کی ذات چاہتی کہ اپنے وجود بخشنے
 والے کی طرف محتاج ہو جس سے وہ شے وجود میں
 آئی ہے یعنی موجود ہوئی ہے پس ہر موجود محدث اپنے
 وجود میں اپنے وجود بخشنے والے کا محتاج ہے جیسا کہ
 فرمایا ہے موجود اُخیر لہ۔ یعنی غیر سے موجود ہے یعنی پس
 وجود اُس محدث کا اُس کے غیر سے ہے اور غیر واجب
 لذاتہ حال و آل میں ہے یعنی واجب ہے کہ وہ غیر واجب
 لذاتہ ہو کہ محدث اُس کے ساتھ بواسطہ یا بلا واسطہ
 مستند ہوں نہیں تو مبذع کی طرف تسلسل لازم
 آویگا اور یہ تسلسل اہل مل و اہل عقل کے اتفاق سے
 جائز نہیں ہے پہلی صورت پر غیر واجب لذاتہ ہے حالاً
 اور دوسری صورت میں واجب لذاتہ ہے مالا پس

رفت و دریں قول اشارت است معنی واجب محدث لفع دال - افتقار و احتیاج میں اس غیر سے
الوجود آن است کہ در وجود خود محتاج بغير مرتبط ادارت باط پائے ہوئے ہے جو کہ واجب لذاتہ
نہا شدہ در غیر وجود چنانچہ دظہور خود اگرچہ ہے حال و مالا اور وہ محدث ہے بکسر دال پس ضروری
در غیر آن نیز محتاج نہا شدہ و واجب است ہے کہ ہر موجود ممکن واجب لذاتہ کی طرف بواسطہ یا
مرجع حادث واجب الوجود باشد واجب بلا واسطہ مستند ہو۔ واجب لذاتہ مستند الیہ ہر موجود
الصفات الآخرہ و از لطافت و اشارت ممکن کا بلا واسطہ یا بلا واسطہ ہے۔ یعنی اس سے چارہ
قول او کہ ہو اعطی الوجود بذاتہ لحد الحادث نہیں ہے کہ ہو مستند الیہ کہ جس سے حادث مستند ہے
غافل و داہل مباشر ہے بالآخر واجب الوجود کہ نظر بذات خود واجب ہے
انکس است اہل بشارت کہ اشارت داند غیر کے جہت سے واجب نہیں ہے جیسے کہ ممکن وجود
نکشاہست بسے محروم اسرار کجا است (یہ غیر کے جہت سے موجود ہے) اور ضروری ہے کہ
ق و لما اقتضاه لذاتہ کان واجبا ہل وہ واجب الوجود لذاتہ غنی اور بے نیاز اپنے وجود
یعنی ہر گاہ طلب و تقاضا کر د واجب الوجود میں ہوا و غیر کا محتاج نہ ہو یہ واجب الوجود عینی ہے
حادث را از جہت ذات و نظر بنفس خود اور اپنے ذات سے اپنے خودی میں خودی سے اس
گشت ان حادث واجب نظر واجب الوجود حادث کو وجود خاص اور ہستی مخصوص پہنچنے والا ہے
پس این حادث نیز واجب الوجود شد پس یہ حادث ممکن واجب لذاتہ کی طرف مسبب
امانہ بذات بلکہ بغير و نیز لطافت و مستند ہے۔ اور جائز ہے کہ مستند صیغہ اسم فاعل ہو
اشارت این عبارت غافل و متاہل اور ضمیر فاعل کی محدث کے طرف راجع ہو اور ضمیر الیہ
مباش و باد ممکن قول حق تعالیٰ در شان کی الف و لام کی طرف راجع ہو۔ ضروری ہے کہ ہو
موسیٰ علیہ السلام و اصطصک نفسی تو اندر واجب الوجود لذاتہ کہ جس کی طرف محدث مستند و

کہ بگوئی کہ ہر گاہ تقاضا و طلب کرد حادث
 واجب را نظر بذات خود یعنی چون ذات
 او تقاضاے وجود و کرد پس ذات اطلب
 و تقاضا کرد واجب الوجود لذاتہ را تا متصف
 شود موجود بنابر ان گشت حادث واجب
 الوجود نظر بواجب الوجود لذاتہ ق و لما کان
 استنادہ الی من نظر عنہ لذاتہ افقی ان یکون
 علی صورۃ یمانیست الیہ من کل شی من
 اسم وصفۃ ماعدی الوجب الذاتی ل
 یعنی ہر گاہ باشد استناد و امتساب آن حادث
 بسوئے کسی کہ ظاہر شد از ان کس نظر بذات
 آن کس یعنی ظہور آن حادث از واجب
 الوجود بہت ذات وے است و براے
 او باشد۔ بنابر ان تقاضا و طلب کرد حادث
 مذکور باستناد و آن کہ باشد آن حادث بر
 صورت آن واجب در جمیع چیزے کہ نسبت
 دادہ می شود بسوئی آن واجب ہر چیز یکے
 باشد۔ یعنی ہر اسمی و صفتی کہ باشد از اسماء
 و صفات وے غیر از صفت و حجب ذاتی
 منتسب ہے پہلی صورت پر الیہ قائم مقام فاعل کا ہے۔
 جیسا کہ اشارہ کیا گیا اور بھی اس قول میں اشارہ ہے کہ معنی
 واجب الوجود یہ ہے کہ وجود میں اپنے غیر کا محتاج نہ ہو
 اور نہ غیر وجود میں جیسا کہ ظہور میں اسے کسی کا محتاج
 نہیں ہے۔ اگرچہ غیر میں بھی اپنے محتاج نہیں ہے۔
 اور واجب ہے کہ مرجع حادث کا واجب الوجود ہو
 نہ واجب العقاب آخر کلام۔ اور لطافت و اشارت
 سے اُس قول کے جو کہ اعطی الوجود لذاتہ لہذا الحادث
 ہے غافل در اہل مت رہو۔ اُس آدمی کا شمار اہل
 بشارت میں ہے کہ جو اشارات کو سمجھتا اور جانتا ہے
 اس لئے کہ بہت ہیں اور سمجھنے والے کم ہیں۔ یعنی
 جس وقت کہ واجب الوجود نے اپنے ذات کے حجت
 و نفس کی نظر سے حادث کو طلب و تقاضا کیا پس
 وہ حادث واجب الوجود لذاتہ کی نظر سے واجب
 الوجود ہو گیا پس یہ حادث بھی واجب الوجود ہے
 اپنے واجب الوجود ہے اپنی ذات سے
 واجب الوجود نہیں ہے۔ تم اس عبارت کے لطافت
 سے بھی غافل و تساہلی کرینا چاہئے نہ رہو اور
 حق تعالیٰ کے قول کو یاد کرو جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

یعنی چوں حادث ظاہر شد از واجب پس کے شان میں ہے کہ میں نے اپنی ذات کیلئے تم کو اے موسیٰ
ہرچہ در واجب الوجود بود در حادث را نمود برگزیدہ کر لیا ہے اور ہو سکتا ہے کہ تم کو کہ جس وقت
ازین جاست کہ ولد انسان بصورت انسان حادث نے اپنی ذات کی نظر سے واجب کو طلب و تقاضا
باشد و ولد فرس بصورت فرس و ولد طی کیا یعنی جب کہ حادث کی ذات نے وجود کا تقاضا کیا
بصورت طئی و ولد بصورت بقرا لی غیر ذلک یعنی حادث کی ذات نے واجب الوجود لذاتہ کا طلب
صی انسانات و ازین حادث انسان مرا و تقاضا کیا اس لئے کہ وجود سے متصف ہو اس لئے
درست و تو اند بود کہ مطلق باشد کہ جمیع اسماء حادث بہ نظر واجب الوجود لذاتہ واجب الوجود ہو گیا
و صفات واجب کہ در عالم کبیر و صغیر مکنون یعنی جب کہ استناد اور انتساب اُس حادث کا اُس
اند پس انسان بصورت حق تعالیٰ باشد و ذات سے ہے کہ وہ حادث اُس سے ظاہر ہوا ہے یعنی
بجمیع اسماء و صفات او شرف مگر وجوب اُس حادث کا ظہور واجب الوجود کے ذات کی جہت
ذاتی کہ القاف باین صفت از حیطہ امکان سے اُس کیلئے ہے۔ اس لئے حادث مذکور نے اپنے استناد
بیرون است چنانکہ مینوی۔ ق فان اور انتساب کے بموجب طلب و تقاضا کیا کہ وہ حادث
ذلک لا العی فی الحادث و ان کان واجب تمام چیزوں میں واجب الوجود کی صورت پر ظاہر ہو۔
الوجود و لکن وجوب لغیرہ لا بنفسہ ل یعنی ہر اسم و صفت جو کہ واجب الوجود کے اسماء و صفات
یعنی چہ بدرستیکہ وجوب ذاتی صحیح و مستقیم میں اُس حادث میں ظاہر ہوں۔ سوائے صفت بموجب
نمی شود در حق حادث اگرچہ باشد آن حادث ذاتی کے یعنی جب کہ حادث واجب الوجود سے ظاہر
واجب الوجوب۔ لیکن وجوب اولیغیر است ہو اس وجہ سے جو کچھ کہ واجب الوجود میں تھا حادث
کہ علت او باشد نہ بذات و سے کہ ذات میں ظاہر ہو کر سامنے آیا ہی وجہ ہے کہ انسان کا بیٹا
او وجود اور علت نمی تواند شد۔ مثلاً اگر انسان ہی کے صورت پر اور گھوڑے کا بچہ گھوڑے کی

فرض کہ نان ہے آرد نہ شود و آرد خود صورت پر آرد گائے کا بچہ گائے کی مصمت پر ظاہر ہوتا ہے
 بخود تو اندش پس نان از آرد باشد و آرد اسی طرح سے سب چیزوں کو قیاس کر لیا تاکہ کہ یہی حکم
 از خود و عجب آنکہ نان از غیر آرد نیست سراسر میں بھی جاری و ساری ہے مگر اس حادث سے
 پس میگویم کہ زید از خود نیست بلکہ از مددع انسان مراد ہے اور ہو سکتا ہے کہ مطلق ہو۔ تمام اسماء
 باشد و غیر مددع نیست و از اشغال مددع و صفات واجب بنانے کے جو کہ عالم مفید اور کبیر میں
 غافل نیامد شد سبحان اللہ خوش کار ہے است پوشیدہ ہیں انسان حق تعالیٰ کی صورت پر ہے اور
 و خوش بارے است کہ تو غیر او نہ و چون اُس کے تمامی اسماء و صفات سے منصف ہے مگر علاوہ
 او نہ بلکہ عین اوی و چون او نہ یعنی تمام وجوب ذاتی کے کہ القاف اُس کا اُس کے حیطہ امکان
 تو بوی از وجوب ذاتی ز سر و بگوشت متعین سے ماہر ہے۔ یعنی سمجھو اور یقین کر لو کہ وجوب ذاتی
 تو صدائے از لالعن ترسانید از ان عارقی حادث کیلئے صحیح و مستقیم اور کسی طرح سرزادار نہیں ہے
 میگوید۔ انا اقل من ربی ق ثم اگر چہ وہ حادث واجب الوجود ہے لیکن وجوب اُسکا
 لتعلم انہ لما کان الامر علی ما قلناه من ظہور اُس کے غیر سے ہے جو کہ اُس کی علت ہے نہ کہ اُس کی
 لعودہ احوالنا تعالیٰ فی العلم بہ علی النظر ذات اس لئے کہ ذات اُس کی اُس کے وجود کی علت
 فی الحوادث و ذکر انہ از انا آیاتہ فیہ نہیں ہو سکتی مثلاً فرض کر لو کہ روٹی بغیر آٹے کے نہیں ہو سکتی
 لتعلم صفتہ متکلم مع العراست مبنی است مر اور آٹا خود بخود ہو سکتا ہے پس روٹی آٹے سے ہے
 فاعل را یا صیغہ واحد مذکر غائب باشد اور آٹا اپنے سے ہے اور تعجب تو یہ ہے کہ روٹی آٹے
 مبنی مر فاعل را ای لتعلم من ہو لیس العلم کی غیر نہیں ہے۔ پس میں کہتا ہوں اس کو دین لین کر لو
 و طالب للمرہ یا مبنی باشد مر مفعول را کہ زید خود بخود نہیں ہے بلکہ مددع سے ہے اور مددع
 و انہ لما کان تا آخر کلام قائم مقام فاعل باشد کے علاوہ نہیں ہے اور مددع کے شعاع سے غافل نہ

پسترویدانم یا باند طالب علم و معرفت یا ہونا چاہئے سبحان اللہ کیا اچھا کام ہے اور کیا اچھا مار
 دگو داشتہ شود کہ ہر گاہ باشند امر و کار ہر چیزی ہے کہ تو غیر اُس کا نہیں ہے اور تو مثل اُس کے نہیں ہے
 کہ گھم و سو نمودیم کہ ظہور حادث بصورت بلکہ تو اُس کا عین ہے اور مثل اُس کے نہیں ہے یعنی تمہارے
 حق است بنا بران حوالہ کہ حق تعالیٰ و اشارت و ماغ میں وجوب ذاتی کی خوشبو نہیں پہنچی اور تیرے تعین
 فرمود بجا در حق علم و معرفت بخود بر نظر صادق کے کان میں لائقین کی صدا نہیں پہنچائی گئی اسی وجہ سے
 و تامل و اتق در حادث مذکور بدیر الامر و ایک عارف نے کہا ہے کہ میں اپنے پروردگار سے دو
 بفضل الایات لعلمک لقاء انکم لو قنن گفتہ سال کا چھوٹا ہوں۔ نعلم صیغہ مشکم مع الغیر ہے فاعل
 است رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم من عرف کیلئے مبنی ہے یا صیغہ مذکر غائب ہے اور فاعل کا مبنی
 نفسہ عرف انہ پس حوالہ کہ معرفت را ہے۔ اے نعلم من ہو لصد والعلم و طالب للمعرفتہ۔
 بخود معرفت بجاوٹ کہ از معرفت حادث یا مفعول کیلئے مبنی ہو و انہ لما کان آخر کلام قائم مقام
 معرفت محدث کہ بر صودت ال است حاصل فاعل کا ہے۔ پس کہو کہ ہم نے جانا اور سمجھا اے جاننے
 خواہند و ذکر کردہ است حق تعالیٰ و یاد داتے اور علم و معرفت کے طلب کرنے والے جو میں نے
 دادہ کہ نمودہ است خود بآیات و علامات تم سے بیان کیا کہ ہر چیز کا کار و بار اس طرح ہے اور یہ
 خود در حادث مذکور و بعض نسخہ بجائے بھی تم پر ظاہر کر دیا اور سمجھا دیا کہ حق کی صورت پر
 فیہ فینا واقع است یعنی در ما گفتہ است حادث کا ظہور ہے اس وجہ سے حق تعالیٰ نے اپنے
 باری تعالیٰ ستر ہم اما ثنائی الافاق و فی علم و معرفت حاصل کرنے کیلئے سلسلے میں بیان فرمایا
 انفسم حتی بہم انہ الحق الا انہم فی مرتبہ اور اشارہ کیا کہ حادث کے نشاۃ کو نظر صادق و تامل
 من لقار بہم الا انہ لکل شئی محیط یعنی رود است و اتق سے دیکھو اور پہچان لو کہ حادث کیسے بدیر الامر
 کہ جو ہم محمود بایشان آیات و علامات خود و بفضل الایات لعلمک لقاء انکم لو قنن۔ جیسا کہ مولا

در آفاق و تمامی عالم و در ذوات ایشان
 نا ظاہر شود مرئوسان را اگر تامل و اثقی و فکر
 صادق واقع گردد کہ ہر واحد از آفاق و
 انسان حق است و بس۔ چہ غیر او باطل است
 و محال۔ الا کل شیء ما خلا اللہ باطل یعنی
 و ذلک اللہ بان اللہ ہوا بحق و ان ما یعدون
 من دونہ ہوا باطل۔ یعنی آیا است کہ تحقیق
 دے شک انسان کہ غافل اند و پریشان در
 شک انداز دیدار رب خود آیا مستحق
 دے شک کہ رب شان بہر شے محیط است
 و مرہمہ را دیگر رفتہ نہ احاطہ آب محیطان
 را بہ جبطہ حیطان مایل خود را بلکہ این جا
 خون احاطہ جوہر باشد مرہمہ را و جبطہ
 شے مراسرا بس آیات او بہ خون آیات
 سلطان است از حسب و نسب بر در
 حصر و افسر بر سر بلکہ این شاہ را سر دیگر باشد
 و سرے دیگر آیات و چون آیات تست
 در تو از حشم میگون و لب خندان و قدموزن
 و غیران

مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من عرف نفسه فقد
 عرف الله۔ پس حق تعالیٰ نے اپنے نفس کے معرفت کو
 حادث کے نفس کے معرفت کے حوالہ کر دیا اس وجہ سے کہ
 حادث کے معرفت سے محدث کی معرفت جو کہ اُس کی
 صورت پر ہے حاصل ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو یاد
 دلایا ہے اور ذکر کیا ہے کہ ہماری آیات و علامات و نشانیاں
 حادث مذکور میں ظاہر ہیں اور بعضے نسخوں میں بجائے
 فیہ کے فینا واقع ہے۔ یعنی ہمارے حق میں اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا ہے کہ سر ہم آیات تافی الا آفاق و فی انفسہم حتی
 لہم اندہ بحق الا انہم فی مرہ من تقار بہم الا انہ بکل شے محیط
 یعنی قریب ہے کہ ہم اُن کو اپنی نشانیاں و آیات آفاق
 میں اور تمامی عالم کے ذوات میں دکھا دیں گے پس
 اگر وہ تامل صادق اور فکر و اثقی کریں اور سمجھیں کہ ہر ایک
 آفاق و انسان سے حق ہے اور بس۔ کیونکہ اُس کا غیر
 باطل اور محال ہے الا کل شیء ما خلا اللہ باطل یعنی
 و ذلک اللہ بان اللہ ہوا بحق و ان ما یعدون من دونہ ہوا
 الباطل۔ آیا کیا یہ بات صحیح نہیں ہے کہ تحقیق دے شک
 کہ جو لوگ کہ غافل اور پریشان ہیں اپنے رب کے دیدار
 سے شک میں ہیں اور کیا یہ بات صحیح نہیں ہے کہ اُن کا

چنانکہ در قول آئندہ باینمعی اشارت ہے جیسا کہ آگے کے قول میں اشارہ کیا جا چکا ہے اور
 رفتہ است وچوں آفاق بر انسان در جبکہ آفاق انسان سے پہلے وجود میں آیا ہے
 وجود یعنی مقدم بود مقدم شد در ذکر اسوجہ سے آفاق کا ذکر مقدم ہوا آفاق انسان کے
 و نیز چوں آفاق تفصیل بر انسان است آیات اور اُس کے رویت کی تفصیل ہے اس کا
 و آیات اں تفصیل آیات انسان سمجھنا عجوب پر آسان ہے اس لئے آفاق کا ذکر
 در رویت آیات تفصیل بر محبوب پہلے کیا گیا اگرچہ عارف کا کام اس کے برعکس ہے مفصل
 اہوں باشد مقدم کرد آفاق را بر یعنی پس ہم نے اپنے سے استدلال کیا اور اپنے
 انسان اگرچہ امر عارف برعکس باشد کہ اللہ تعالیٰ پر دلیل بنایا۔ ہم نے حق تعالیٰ کو
 ق فاستدللنا بنا علیہ فما وصفنا ہ اسی اسم و صفت سے موصوف کیا جن جن
 بوصف الاکنا نحن ذلک الوصف الا اسما و صفات سے ہم متصف ہوئے تھے اور
 الوجوب الخاص الذاتی ل یعنی پس ہم میں اسماء اللہ کا ظہور ہوا پس ہم اللہ تعالیٰ
 استدلال کردیم بخود و دلیل ساختیم خود را کے عین اسماء و صفات ہیں اور قرب فرائض
 برحق تعالیٰ۔ پس بیان نکردیم حقیقی را ہے کہ بندہ حق تعالیٰ کی صفت ہے یہ قرب
 بیچ وصفے واسے مگر کہ ما بودیم عین اں نوافل سے بالاتر اور بلند ہے کہ جس میں
 وصف د اسم پس ما عین اسماء و اوصاف حق تعالیٰ بندہ کی صفت ہوتا ہے پس ہم
 اویم و ایں قرب الفرائض است کہ سب جبکہ اُس کے اوصاف ہیں۔
 بندہ صفت حقیقی باشد و ایں فرق
 قرب النوافل است کہ حقیقی صفت
 بندہ باشد وچوں ما ہمہ اوصاف اویم پس

وجود مستقل مراد راست و موجود کامل او باشد تو وجود مستقل اُسی کے لئے ہے اور موجود کامل
 و بس۔ پس باجمیع اوصاف او ہم مگر وجوب در ہے اور بس پس ہمارے تمامی اوصاف اُس کے ہیں
 خاص حقتعالیٰ کہ وجوب ذاتی باشد چہ مگر وجوب خاص اللہ تعالیٰ کا جو کہ وجوب ذاتی ہے وہ حق
 مشام ما از شامہ این گل نازک محروم است تعالیٰ ہی کیلئے مزاوار ہے اس لئے کہ ہم سبھوں کا دماغ
 این گل را نبویہ مگر یار نازک چنانکہ گذشت اُس گل نازک کے خوشبو سے محروم ہے اُس پھول
 ق فلما علمناہ بنادمننا نسبنا الیہ تعالیٰ کل ما نازک کو یار نازک ہی سونگھ سکتا ہے جیسا کہ گذرا۔
 نسبنا الینال یعنی پس ہر گاہ وہ نسبت حقتعالیٰ یعنی جبکہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو اپنے ذات و صفات و آیات
 را بخود و در ذات خود و از خود و از صفات میں سمجھا اور جانا اور دیکھا تو ہم نے اپنے کو جن جن
 و آیات خود نسبت دادیم و اسناد کر دیم حق را چیزوں سے نسبت دیا تھا اور اسناد کیا تھا انھیں چیزوں
 ہر چیز سے کہ نسبت دادیم و اسناد کر دیم آل را سے ہم نے اللہ تعالیٰ کو اسناد کیا اور نسبت دیا اس لئے
 بسوے خود کہ ما ہمہ اوصاف او ہم و اسما و کہ اُس کے تمامی اسما و صفات ہم ہیں یعنی اس حکم سے کہ
 ق و بذالک وردت الاخبار الالہیۃ علی السنۃ ہر وہ چیز جو کہ ہم سے منتسب ہے وہ چیز در حقیقت
 تراجم الینال یعنی باہم حکم کہ ہر چیز سے منتسب اللہ تعالیٰ سے منتسب ہے ہمارے اس بیان کے
 ہما باشند فی الحقیقۃ منتسب باوست وارد مطابق اللہ تعالیٰ نے اپنے الیہ العزم پیغمبروں کے ذریعہ
 شدہ بسوی ما اخبار آتی بر زبانائے تراجم ہم کو خبر دیا کیونکہ انبیاء اللہ تعالیٰ کے ترجمان میں تحقیق
 و ترجمان حقتعالیٰ کہ انبیاء باشند داخل اولیاء تمام قومیں اللہ کے لئے ہیں اور جو کچھ کہ آسمان زمین میں
 چنانکہ گفت ان الفیۃ للہ جمیعاً و مانی السماء ہے بہت ہی برکت والی وہ ذات ہے۔
 و مانی الارض تبارک الدی بیدہ الملک و اُسی کے ہاتھ میں ملک ہے جو نعمت کہ ہم کو حاصل
 یکم من نعمۃ فمن اللہ ہے وہ اللہ سے ہے۔

۱۵۵
 و افعال حبیبہ و قوائے ظاہر و باطن ہمہ افعال حبیبہ اور قوائے ظاہر و باطن یہ سب نعمت
 نعمتہا اند من یطیع الرسول فقد اطاع اللہ ہیں اور جس نے اطاعت کی رسول کی تحقیق اُس
 وید اللہ فوق ایدہم پس جمیع کمالات را نے اطاعت کی اللہ کی اللہ کا ہاتھ ہے اور تمہارا
 بحق تعالیٰ نسبت بدہم ازینجا است کہ ہاتھوں کے پس تمامی کمالات کو حق تعالیٰ کی طرف
 تمامی محامد را بحق تعالیٰ راجع میگردد و مانند نسبت دینا چاہئے یہی وجہ ہے کہ ہم تمامی محامد کو
 و این جملہ را خاصہ جناب مقدس او میداند اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اُن محامد کو
 دبا وجود این حکم روشن نظر بر جمال حق ندانند اُس کے جناب مقدس کیلئے خاص جانتے ہیں باوجود
 دلائمی الّا بصار و لکن نعمی القلوب اتقی اس حکم روشن کے اللہ تعالیٰ کے جمال پر نظر نہیں رکھتے
 فی الصدور۔ اُن کی آنکھیں اندھی نہیں ہیں لیکن اُن کے دل

۷۷
 ارے بعضے نقائص را با نسبت ننگم جو سینوں میں ہیں اندھے ہیں۔ ہاں بعضے نقائص کو
 کہ خالی از سواد بی نباشد چنانکہ قول اُس کے طرف نسبت دینا چاہئے کیونکہ نقائص
 شاگردا و استاد کہ ماترا استاد کریم این کو اُس کے طرف نسبت دینا بے ادبی سے خالی
 قول صادق است و خالی از سواد بی نیست نہیں ہے مثلاً اگر کوئی شاگرد اپنے استاد سے
 نہ از ہمت آنکہ نقائص مذکورہ باشند کہے کہ میں نے آپ کو استاد بنایا اگرچہ شاگرد
 مرغیر حق تعالیٰ را کہ این کفر است و کذب اپنے کہنے میں سچا ہے لیکن ایسا کہنا بے ادبی
 لّٰمومن و صادق باش نہ کافر پس اگر گوی سے خالی نہیں ہے نقائص کو اللہ تعالیٰ کی طرف
 با استاد و پیر خود کہ ماترا استاد کریم و شیخ اس ہمت سے نسبت دینا کہ نقائص مذکور غیر اللہ
 پس صادق باشی و اگر گوی کہ ما از تو فیض کے لئے ہیں کفر اور کذب ہے تم مومن و صادق
 نزدیک و بہرہ نیافتیم کاذب باشی و کافر رہو نہ کافر اور اگر کوئی اپنے استاد یا پیر سے

واگر نہ آں گوئی و نہ ایں بہتر باشد کہ صدیق باشی و اگر نہ صدیق باشی
 کہ صدیق باشی و اگر نہ صدیق باشی و نہ صادق ہے اور اگر کوئی اپنے شیخ سے کہے کہ ہم نے آپ سے
 فیض اور حصہ نہیں پایا وہ جھوٹا اور کافر ہے۔
 اور اگر نہ یہ کہو نہ وہ کہو تو بہتر ہے صادق رہنا چاہئے اور
 اگر کچھ کہو گے تو نہ صادق رہو گے نہ صدیق ہو گے کافر اور
 مردود ہو گے فرعون اور غرور ہو گے۔ بعضی نقائص
 اگر تو آں را اضافت بسوئے کو اللہ تعالیٰ کی طرف اضافت کرنے سے جو کہ اخبار الہی
 حق تعالیٰ کنی نزد عارف بے ادب میں وارد ہوئے ہیں اگر ان نقائص کو تم اللہ تعالیٰ کی
 نباشی ان اللہ خلق آدم علی صورتہ طرف نسبت اضافت کرو گے عارف کی نظر میں
 و مرصت فلم تعدنی و اقرضوا اللہ بے ادب نہ ہو گے۔ اخبار الہی یہ ہیں۔ تحقیق اللہ نے
 قرضا حسنا۔ و اللہ یتزہم و سخر اللہ پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر۔ بیمار ہوا میں تم نے
 منکم و ضحک اللہ ما فعلتما الباجۃ میری عادت نہ کی۔
 و غیر آں قی فی وصف نفسه لنا قرض دوا اللہ کو قرض حسن۔ اور اللہ مہساں پر اور
 بنا فاذا شہدنا و شہدنا نفوسنا تمسخر کیا اللہ ان پر۔ اور اللہ مہساں جو کچھ تم لوگوں نے
 و اذا شہدنا شہد نفسه فینا لکل کیا تھا اور علاوہ اس کے شہدنا بسکون دال ہے
 شہدنا اول بسکون دال است صیغہ متکلم مع الغیر و سر بفتح دال صیغہ واحد مذکر
 صیغہ متکلم مع الغیر و ثانی بفتح غائب یعنی اللہ تعالیٰ نے ہمارے واسطے ہم سے
 دال صیغہ واحد مذکر غائب یعنی اپنے ذات کو بیان کیا کیونکہ اُس کے ذات کا
 بیان کہ حق تعالیٰ ذات خود را بیان اُس کے اوصاف سے ہے

برای ما بجا چرا کہ بیان ذات اوداوصاف | اور اُس کے اوصاف ہم میں جیسا کہ قبل اس کے
 اواباشند واوصاف اوبایم چنانکہ گفت شیخ | شیخ قدس سرہ نے بتایا ہے انا کننا نحن ذلک الوصف پس
 قدس سرہ سابقاً الا کننا نحن ذلک الوصف | جس وقت کہ ہم اللہ تعالیٰ کو دیکھیں اور اس پر حاضر ہوں
 پس وقتیکہ بہ بینم حق تعالیٰ را وحادۃ شہیم | اپنی ذات کو ہم دیکھیں اس لئے کہ اس کے اسماء و صفات
 بردے بہ بینم و حاضر باشم ذاتہاے خود را | سے اُس کا شہود و متصور ہوتا ہے اُس کے اوصاف
 چہ شہود او متصور نیست مگر نظر بوجہ صف | و اسماء ہم میں اور جس وقت کہ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھے تو دیکھے
 و اسم او داوصاف و اسماء اوبایم و وقتیکہ | اور حاضر ہو اپنی ذات پر ہمارے ذات میں کیونکہ ہر
 بہ بینم حق تعالیٰ مارا بہ بینم و حاضر باشد | ایک ہم اور حق ایک دوسرے کے آئینہ ہیں بلکہ یوں
 ذات خود را در ما کہ ہر واحد را ما و از حق | کہو کہ ایک دوسرے کے عین ہیں۔

مرات دیگر است بلکہ عین دیگری ق و لا شک | اللہ تعالیٰ کے ذات مقدس اور ہمارے
 فی ان اکثریون بالشخص والنوع وانا وان کنا | ذوات میں جو فرق ہے وہ فرق بیان کیا
 علی حقیقت واحدت تجعنا فنعلم قطعاً ان | جاتا ہے۔

ثم فارقا بہ تمیزات الاشخاص بعضہا عن | اس میں شک نہیں ہے کہ ہم اہل عالم از روئے
 بعض دلا لا ذالک الفارق ما کانت الکثیرۃ | نوع بہت اور شخص بشمار ہیں ہم سب حادث
 فی الواصل این شروع است در بیان | ہیں مگر با وجود اس کے ہم سب افراد نوع کی
 فرق میان ذات مقدس حق تعالیٰ و ذوات | حقیقت واحد ہے اور وہی حقیقت واحد۔

یعنی شک نداریم کہ ما اہل عالم بسیار ہم
 بنوع و بشمار شخص کہ افراد و انواع حادث بسیار اند
 و بدستیکہ اگرچہ ہم ہمہ بر حقیقت نوعیہ واحد کہ

جمع میکند مگر ایک میدان میں جتن کہ در افراد ہم سب کو جمع کئے ہوئے ہے لیکن ہم یقین رکھتے
 انسان فارق ہست کہ بدل فارق متمیز و جدا ہیں اور جانتے ہیں کہ افراد انسان میں کوئی چیز
 شدہ اند بعضی اشخاص از بعضی دیگر بودے فارق ہے اور اُسی فارق سے ایک دوسرے
 فارق میان افراد نوع انسانی موجود و متحقق سے جدا ہوتے ہیں اور پہچانے جاتے ہیں اور افراد
 نمیشد کثرت در واحد یک ہرگز بسیار نمی نوع انسانی میں کثرت پائی جاتی ہے اگر یہ فارق
 شد و بیشک بسیار کم چنانکہ گذشت و این افراد نوع انسانی میں متحقق اور موجود نہ ہوتا
 ہمہ ظاہر است و ہمیں حال حال افراد ہر نوع وحدت میں کثرت نہ ہوتی اور واحد کثیر نہ ہوتا
 باشد ق فکذ لک ایضاً دان و صفات با وصف اور بیشک ہم افراد بے شمار ہیں جیسا کہ گذرا
 بنفسہ من جمیع الوجوہ فلا بد من فارق و یہ سب ظاہر ہے یہی حال ہر نوع کے افراد کا ہے
 لیس الاقتران الیہ و توقف وجودنا علیہ پس افراد انسانی اور اس کے حقیقت کا حال
 لا مکاننا و غناہ عن مثل ما اقترنا الیہ خلق اور حق کے صفت کا حال ہے اگرچہ اللہ
 ل یعنی پس ہوں حال افراد انسان و حقیقت سے اُس کی ذات موصوف ہے ہم کو اور ہماری
 احوال حق باشد و حقیقت حق چہ اگرچہ بیان کردہ و موصوف ساختہ است حق تعالیٰ
 مرآ پنجرے کے موصوف ساختہ است بآں ہے اور جمیع شیونات اور وجوہ اسما و آلیہ سے
 ذات خود را جمیع وجوہ و شیونات کہ ذات ہماری ذات متصف ہے اور ہماری ذات عین اُسکی
 ما عین ذات او باشد و شان ما عین شان ذات اور ہماری شان عین اُسکی شان ہے اور ہمارا حال
 او و حال ما عین حال او لیکن چارہ نیست عین اُس کا حال ہے لیکن باوجود اس کے اس امر سے چارہ
 از فارق میان ذوات ما و ذوات مقدس نہیں کہ ہمارے ذوات اور حق تعالیٰ کے ذوات مقدس کے درمیان

حق تعالیٰ پر ذات اور اہد است بلا خلاف کوئی فارق ہونا لازمی ہے اسلئے کہ حقیقی کی ذات بلا
 و ذوات اکثر اند و بسیار پس فارتی ہست و اختلاف واحد ہے اور ہمارے ذات کثیر ہیں پس ہمارے
 نیست آل فارق میان ذات مقدس حقیقی ذوات اور اس کے ذات مقدس کے درمیان ایک فارق
 و ذوات مگر احتیاج و توقف وجود ہستی ہے اور وہ فارق سوائے اس کے کوئی چیز نہیں ہے کہ ہم
 مابہر وجود آن دے نیازی و استغناء اور اپنے وجود و ہستی میں اس کے طرف محتاج ہیں اور جس چیز کے
 مثل چیز کے محتاج ایم بدل چیز کہ مبدر ہم محتاج ہیں اس چیز سے اللہ تعالیٰ کو غنا اور بے نیازی
 باشد یا از مثل محتاج بودن مابوئے مبدر و استغنا ہے اور وہ چیز مبدر ہے دراصل ہم اور ہماری
 چہ او محتاج مبدر نیست و اگر نہ واجب باشد ذات مبدر کی محتاج ہے اور حق تعالیٰ اور اس کی ذات
 و خلاف مقدر لازم آید چنانکہ گذشت از مبدر کی محتاج نہیں ہے ورنہ وہ واجب نہ ہوتا اور مقدر
 فرض حکایت خبر و دقیق کہ خبر غیر دقیق نیست کے خلاف لازم آتا جس طرح سے کہ آما اور روٹی کے قہر
 و خبر ممکن باشد و دقیق واجب و ایس دقیق میں بیان کیا گیا کہ روٹی سوائے آما کے دوسری چیز نہیں
 است خبرہ تحقیق و در بعضی نسخہ بجائے و ہے روٹی ممکن ہے اور آما واجب یہی تحقیق ہے۔
 لیس الافتقارنا الیہ و توقف وجودنا علیہ اور بعضی نسخوں میں و لیس افتقارنا الیہ و توقف وجودنا
 جنس واقع است۔ و ہو افتقارنا الیہ فی الیہ اس طرح سے واقع ہے۔

وجودنا یعنی فارق میان ما و حق تعالیٰ محتاج یعنی فرق کرنا والا ہمارے اور حقیقی کے درمیان ہمارا اپنے
 بودن ماست بسوئے آن حق تعالیٰ در وجود وجود و ہستی میں اللہ تعالیٰ کا محتاج ہونا ہے اور بس۔ جالو
 و ہستی مابداً کہ حاصل کلام اینست کہ فارق سمجھو کہ اس کلام کا ماحصل یہ ہے کہ ہمارے اور حقیقی کے
 میان ما و حق وجوب ذاتی است و لیس در میان فرق کرنا والا وجوب ذاتی ہے اور بس۔ پس جو کچھ
 پس منافی ما سبق نیست کہ فاء و صفت ہا پہلے بیان ہو چکا ہے اس بیان کے منافی نہیں ہے۔ پس ہم نے موصوف

بوصف الاکتا نحن ذلك الوصف
 الا لاجوب الخاص الذاتي باشد
 چنانکہ می شنوی ق فہذا صحیحہ لہ الاذل
 والقدم ہو الذی انتفت عنه الا
 ولیتہ الی لما اقتتاح الوجود عن
 عدم فلا ینب الیہ مع کوئہ الا دل
 ل یعنی پس نظر بفناء حق تعالیٰ
 وعدم افتقار اہلہ بحدوث
 وجود صحیح و ثابت شدہ اور ازلیت
 و قدمی کہ متقی و ناپیدا است
 از دے اولیتہ و دور باشد از قدم
 آن مرسلہ بقیتہ کہ بمعنی اقتتاح وجود
 و ہستی باشد از عدم و نیستی پیش از ہر
 چیزے کہ اول و سابق قیاس بوی
 اول باشد و سابق پس نسبت کردہ
 نشود ایں اولیتہ بسوئے حق تعالیٰ
 باوجود آنکہ اول است بدانکہ ازلیتہ
 و قدم ذاتی است و زمانی و اول بمعنی
 عدم احتیاج صاحب قدم است
 نہیں کیا اُس کو اُس صفت سے مگر یہ کہ جب تک
 ہم اُس صفت سے موصوف نہیں ہوئے تھے یعنی
 ہم ہی وہ صفت تھے۔ سو اے وجوب ذاتی کے کہ
 وہ اللہ کیلئے مزاوار ہے۔ یعنی پس نظر بفناء ذاتی
 یعنی اپنے وجود ہستی میں مبداء کا محتاج نہ ہونا اُس
 کیلئے ازلیت اور قدمیت ثابت و صحیح ہوئی۔ اور
 ایسی ازلیت و سابقیت جس کے معنی عدم و نیستی
 سے وجود میں آنا۔ یعنی ہر چیز سے پہلے کہ اول و سابق
 اُس کا قیاس سے اس چیز کے ہے اُس سے
 پوشیدہ و دور و ناپیدا ہے ایسے ازلیت
 و سابقیت کی نسبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ
 نسبت نہیں دی جا سکتی۔ باوجود اس کے کہ
 وہ ازلی ہے۔
 حالہ اور سمجھو کہ ازلیت و قدمت اُس کی
 اور زمانی ہے ذاتی اس معنی سے ہے کہ
 وہ اپنے مبداء میں کسی چیز کا محتاج نہیں
 ہے۔ زمان اس معنی سے ہے کہ عدم مسبوق
 زمانی ہے۔ وہ ادیت کہ جس کے معنی
 عدم سے وجود میں آنا اور تحقیق اُس کا ہر چیز

در وجود بسوءے شی و ثانی بمعنی عدم سبق سے پہلے کہ قیاس سے اس کے اول ہے اُس کے
 بزمان و اولیت بمعنی افتتاح وجود از عدم اولیت اور قدم ذاتی کا منافی ہے۔ قدم زمانی
 و تحقق صاحب آن پیش ہر چیز کے قیاس کا منافی نہیں ہے۔ پس شیخ قدس سرہ نے
 بوسے اول باشد منافی ازلیت و قدم ذاتی فرمایا ہے کہ جبکہ اللہ تعالیٰ اپنے وجود ہستی میں
 است زمانی پس میگوید شیخ قدس سرہ کہ کسی چیز کا محتاج نہیں ہے اس نظر سے اُس
 چون حق تعالیٰ مفتقر نیست در وجود کے لئے ازلیت اور اُس کے ذات کا قدیم ہونا
 بسوءے چیز پس نظر باینوچہ مدارا زل ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے الذی انتفت عنہ الاولیۃ
 باشد و قدم ذاتی چنانکہ گفت الذی انتفت اور ازلیت کی تعریف باللتی لما افتتاح الوجود
 عنہ الاولیۃ و صفت کرد اولیۃ را بالتی من عدم سے کیا اس معنی سے اُس کی اولیت
 لما افتتاح الوجود عن عدم پس اولیت ہے دوسرے معنی سے اُس کی اولیت نہیں
 بایں معنی نہ بمعنی دیگر چنانکہ گفت ماکونہ ہے جیسا کہ فرمایا ہے مع کونہ الاول اُس کے
 الاول منافی ازلیت و قدم ذاتی باشد ازلیت اور قدم ذاتی کا منافی ہے قدم زمانی کا
 آرے مرازلت و قدم زمانی را منافی منافی نہیں ہے اسی نظر و اعتبار سے ہم ارواح
 نیست ازینجا است کہ ارواح داعیان اور اعیان ثابتہ کو قدیم کہتے ہیں اور ممکن کیلئے
 ثابتہ را قدیم میگویم ممکن کہ افتتاح وجود لازم و ضروری ہے کہ عدم سے وجود میں
 از عدم لازم وے باشد چہ قدم و ازلیت آوے اس لئے کہ قدیمیت اور ازلیت امور
 امور مذکورہ زمانی است یا اولیت بمعنی مذکورہ کی زمانی ہے۔ یا اُس کی اُس معنی سے
 جمیع می شود پس جگہ بہ نسبت داوہ می جو کہ بیان کئے گئے جمع ہوتی ہے۔ پس اولیت کی نسبت
 می شود اولیت بآں معنی کہ گذشت حق تعالیٰ کے بابت اس معنی سے کس طرح دی جاسکتی ہے

بسوے حق تعالیٰ کہ ازلی ست و قدیم بازل | کہ وہ ازلی اور قدیم اور اُس کا قدم ذاتی ہے
 و قدم ذاتی بآنکہ حق تعالیٰ اول است | باوجود اس کے حق تعالیٰ اس معنی سے بھی اول ہے
 بمعنی مبدی ہر شئی کہ تو آل را غیر او میخوانی | کہ وہ مبدی ہر شئی کا ہے کہ تم اُس شئی کو اُس کے علاوہ
 و عین او نمیدانی و این معنی دیگر است | کہتے ہو اور شئی کو تم اُس کا عین نہیں جانتے ہو اور یہ
 مراد اول را چنانکہ او آخر است بمعنی مرجع | معنی اُس کے ازلی ہونے کیلئے دوسرا ہے جیسے کہ وہ
 و منتہای ہر شئی پس ازینجا وجوب ذاتی | آخر ہے کہ وہ ہر شئی کا مرجع اور منتہا ہے پس اس مقام
 مراد را ثابت شد پس و این فارق است | سے اُس کے لئے وجوب ذاتی ثابت ہوا اور یہی
 میان ما و حق تعالیٰ و اگر نہ عین ما عین | وجوب ذاتی ہمارے اور حق تعالیٰ کے درمیان فارق
 او ست و عین او عین ما تو اند بود کہ | ہے نہیں تو ہمارا عین اُس کا عین اور اس کا عین ہمارا
 اولیت او بمعنی بودن او ست و نہ بودن | عین ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اولیت اُس کی معنی
 شئی یا و این مقام احدیت است پسر | ہے ہو کہ اللہ تھا اور اس کے ساتھ کوئی شئی نہ تھی اور
 میگویم کہ بدانکہ اولیت حق تعالیٰ بہمان | یہ مقام احدیت کا ہے۔ پس سمجھو کہ ہم کہتے ہیں کہ اس وجہ
 و جہتی است کہ آخریت او باں و ہ است | سے حق تعالیٰ کی اولیت ہے اور آخریت ہے اور اس طرح
 پہچنین ظاہریت و باطنیت او و این حکم | اُس کی ظاہریت اور باطنیت ہے اور ایسا ہمارا کہنا تھا کہ
 از طور عقل تو بیرون است و دور و نزدیک | طور عقل سے باہر اور دور ہے۔ اور تم اپنی سمجھ اور عقل پر
 باین عقل مفتخری و مسرور و مفتون و | خوش ہوتے ہو اور فخر کرتے ہو اور فریفتہ و مغرور ہو
 مغرور و لا یحکم باللہ الغرور پستہ بشو کہ | مت غور کرو تم ساتھ اللہ غور کر نیوالے کے۔ پس اب سنو
 اگر ان تو پسر سد در حق پسر یگانہ تو کہ | کہ اگر تمہارے صرف ایک ہی بڑا ہے کوئی دوسری اولاد
 پسر کلاست یا خورد یا اول یا آخر بگو | نہیں ہے۔ اور تم سے کوئی سوال کرے کہ تمہارا بڑا اللہ کا کون ہے

در جواب کہ ہیں اول است وہیں آخر وہیں اور چھوٹا کون ہے تو تم اُس کے جواب میں یہی کہو گے
 کلاست وہیں خود یعنی غیر اونست بچنیں کہ یہی بڑا ہے اور یہی چھوٹا اور یہی اول ہے اور یہی
 میگوید حق تعالیٰ در حق خود ہوا اول والا آخر آخر کیونکہ اُس کے علاوہ کوئی دوسرا لڑکا نہیں
 و الظاہر و الباطن یعنی ہالست و بس پس او ہے۔ ٹھیک اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے
 اول نہیں معنی است و آخر نہیں و ظاہر نہیں میں فرمایا ہے کہ وہی اول ہے اور وہی آخر وہی
 وجہ باشد و باطن بھیں و لاٰئکن فی مرتبہ الا انہ ظاہر ہے اور وہی باطن اور بس وہ اسی معنی سے
 بکل شیء محیط و لہذا قیل فیہ الاخر ل اول و آخر ظاہر و باطن ہے۔ اور مت رہو دھوکے
 یعنی بنا برہیں کہ نیست مازل و قدم میں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے
 حق تعالیٰ را اولیت بمعنی مذکور گفتہ شد یعنی اس وجہ سے کہ نہیں ہے ازل و قدم حق تعالیٰ
 در حق حق تعالیٰ آخر قلو کانت اولیت کے لئے معنی مذکور سے اولیت اللہ کے حق میں
 اہل التقیّد لم یصح ان یکون آخر للمقید اس لئے آخر کہا گیا ہے۔ یعنی اولیت حق تعالیٰ کی
 لایہ لا آخر للمکمل لان الممكنات غیر متاہدہ جیسا کہ اہل تقیّد و اصحاب تعین بیان کرتے ہیں
 فلا آخر لہا یعنی پس اگر بودے اولیت ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے لئے آخر ہونا صحیح و درست
 حق تعالیٰ اولیت اہل تقیّد و اصحاب و مستقیم ہوتا اور ممکن اور مفید کے لئے
 امکان و تعین صحیح نمی شد و مستقیم نگشت منتہا ہونا ثابت ہوتا حالانکہ مقید کے لئے نہایت
 بودن حق تعالیٰ آخر و منتہی مر مقید و ممکن را نہیں ہے اس لئے کہ ممکنات اور مقید است
 دوار نمی شد کہ او آخر ہر شیء است کہ نیست غیر متناہی ہیں بانیوہ ممکنات پر نظر کرنے سے
 آخر مر ممکن را نیست نہایت مر مقید را اُن کے لئے آخر نہیں ہے پس اول معنی مذکور
 چہ ممکنات و مقیدات غیر متناہی اند سے آخر ہونا امور غیر متناہی کا نہیں ہو سکتا

پس نیست آخر ممکنات را نظر بشا و جیسے کہ اولیت حق تعالیٰ کی اول وجہ سے اس امر
 اخروی پس اول بمعنی مذکور آخر امور کی منافی ہے کہ اللہ تعالیٰ آخر ممکنات غیر متناہی کا
 غیر متناہی نمی تواند شد و چوں اولیت ہے اس تو ہم کو شیخ قدس سرہ نے دفع کیا ہے۔
 حق تعالیٰ بوجہ اول نیز منافی است یعنی جب کہ جملہ کار و بار اللہ کے طرف راجع ہیں
 کہ حق تعالیٰ آخر ممکنات غیر متناہی اس وجہ سے اللہ تعالیٰ ممکنات کا آخر ہے یعنی جبکہ
 باشد خواست شیخ قدس سرہ کہ دفع جملہ کار و بار ہمارے طرف نسبت پانے کے بعد
 کند ایں تدبیر را چنانکہ میسندی ق اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہوتے ہیں اس وجہ سے
 و انما کان آخر الرجوع الامر کلہ الیہ بعد حق تعالیٰ ممکنات کا آخر ہے۔ جیسا کہ قیامت کبریٰ میں
 نسبت ذلک الینال یعنی نیست حقیقتاً یہ سب امور ظاہر ہوں گے۔ اور عارف کامل
 آخر ممکنات مگر بنا برین کہ رجوع ہر دو اصل کے نظریں آج کے دن بھی ہم اور تم
 کار و بار بسوئے حق تعالیٰ است ذاتاً و صفیاً و فعلاً اللہ تعالیٰ کے ذات و صفات
 بعد از نسبت یافتن آن بسوئے ما میں مستلک اور فانی ہیں اور تم نہیں جانتے اور
 چنانکہ در قیامت کبریٰ اینہم ظاہر ہم و تم کہتے ہیں اول وہی ہے اور آخر وہی۔
 خواہد شد در نظر عارف کامل و اور اس مقام پر آج کے دن نہیں ہے مگر
 واصل امر دوما و لذاتاً و صفیاً دوست دوست دوست۔

و فعلاً در ذات و صفت و فعل حقیقی
 فانی ایم و توفیقہ الی و ما و لوقہ ہمیں
 خوانی دوست اول و دوست آخر
 نیست اینجا مگر دوست دوست دوست

ق فہم الآخر فی عین اولیۃ والا اول یعنی حق تعالیٰ اپنے عین اولیت میں آخر ہے
 فی عین آخریت ل یعنی پس حق تعالیٰ اور بس اور وہی عین آخریت میں اپنے اول
 آخرت و بس در عین اولیت خود ہے اور بس۔ جیسا کہ ظاہر ہوا۔
 ہماں اول است در عین آخریت خود یہ بیان قبل اس کے ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ
 چنانکہ مبین شد ق ثم نعلم ان الحق نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر
 وصف نفسہ بانہ ظاہر و باطن فاجد بنایا ہے اسی سلسلہ میں یہ مزید بیان ہے
 العالم عالم غیب و شہادت لند رک ایسی صورت میں عالم سے مراد جو کہ فاجد عالم
 الباطن بغینبا و الظاہر بشہادتنا ہے عالم صغیر یعنی انسان مراد ہے اور شیخ قدس
 ل ایں کلام مزید بیان است مربودن سرہ کا یہ قول جو کہ تم نعلم ہے چند احتمالات
 آدم را بر صورت حق تعالیٰ و بریں کے ساتھ او پر گذر چکا ہے۔ پس اسے طالب
 تقدیر مراد از عالم کہ در فاجد العالم حق و معرفت کہو کہ جانتے ہیں ہم یا جانتا چاہتے
 باشد عالم صغیر است کہ انسان باشد ہیں ہم کہ حق تعالیٰ نے اپنے کو صفات ظاہر و
 و تحقیق قول او ثم نعلم با چند احتمال باطن سے موصوف کیا ہے اور عالم کو بھی
 بالا گذشت یعنی پستر گو بدایم مایا عالم غیب و عالم شہادت پر پیدا کیا ہے تاکہ
 بدانند طالب حق و معرفت یاد انستہ ہم اپنے غیب سے اللہ تعالیٰ کے باطن کو
 شود کہ حق تعالیٰ صفت کرد ذات اور اپنے شہادت سے حق تعالیٰ کے ظاہر
 خود را بیان نمود کہ ظاہر است کو سمجھیں اور جبکہ حق تعالیٰ خود ظاہر و
 و باطن پس پیدا کرد عالم را عالم باطن صفات سے موصوف ہے ہم کو بھی
 غیب و شہادت تا در یابیم و بدایم ظاہری صفات مثل جسم اور قوی و اعضا

باطن حق را بنیب و باطن خود و ظاہر حق و جسمانی اور صفات باطنی مثل روح و قوای
 را بشہادت و ظاہر خود یعنی چوں خود روحانی عطا فرمایا تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کے باطن کو
 موصوف است بظاہر و باطن مارا نیز اپنے باطن سے اور اللہ تعالیٰ کے ظاہر کو اپنے ظاہر
 ظاہر داد چوں چشم و قوای جسمانی و باطن سے سمجھیں اور پہچانیں اور ہمارا ظاہر و باطن
 داد چوں روح و قوای روحانی تا باطن حق تعالیٰ کے ظاہر و باطن سے یعنی کل ساتھ کل
 حق را باطن خود بدینم و ظاہر حق را بظاہر کے منطبق ہو جائے۔ یعنی اس بات کو ہم ذہن
 خود و منطبق شود کل بکل یعنی بدینم کہ نشیں کر لیں اور سمجھ لیں کہ ہمارا باطن حق تعالیٰ کا
 باطن ما باطن ادست و ظاہر ما ظاہر ادست باطن اور ہمارا ظاہر حق تعالیٰ کا ظاہر ہے جیسا کہ
 و ظاہر ما ظاہر ادست چنانکہ گفت بالا آئی ہے کہ ہم نے حق تعالیٰ کو انہیں صفات سے
 نما و صفناہ بوصف الاکنا نحن ذلک الوصف موصوف کیا کہ جس صفات کا ہم میں ظہور ہوا یعنی
 پس بیان کردن حق تعالیٰ مر ذات خود را ہم عین وہ اسماء صفات تھے یعنی حق تعالیٰ نے اپنے
 باوصافہ کہ ما عین آن ادصانیم تعلیم آئی ذات کو ایسے صفات سے بیان کیا کہ ہم عین وہ اوصاف
 و تلقین ہو ہی است کہ بدینم کہ ہم ہیں۔ تعلیم آئی اور تلقین ہو ہی ہے کہ ہم اس امر کو
 حق است و یس ہوا اول والاخر ذہن نشیں کر لیں کہ سب حق ہے اور بس وہی اول ہے وہی
 و الظاہر و الباطن و تواند بود کہ مراد از آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے
 عالم مطلق باشد شامل عالم صغیر و کبیر کہ کہ عالم سے مراد عالم مطلق ہو کہ جو عالم کبیر اور عالم صغیر دونوں
 ہرچہ ہست از عالم صغیر و کبیر آسمان و زمین کو شامل ہے۔ کیونکہ جو چیز کہ موجود ہے وہ عالم صغیر و عالم
 و غیر آں روحی دارد و قوای روحانی کہ کبیر و آسمان و زمین کے درمیان ہے یہ سب ذی روح ہیں
 تو آنرا ملائکہ ارضی و سماوی میخوانی اگرچہ یعنی زندہ ہیں اور قوای روحانی کہ تم ان کو ملائکہ ارضی و سماوی

بر محبوب این حکم ظاہر نشود و باطن ہر ظاہر کہتے ہو۔

در چشم او پیدا نگر د غایت الامر مراد از اگر یہ اس امر کا انکشاف محبوب پر نہیں ہوتا اور ہر چیز کا غافل مد رک انسان باشد و بس کہ معرفت ظاہر و باطن اس کے آنکھ سے دکھائی نہیں دیتا خلاصہ یہ کہ مرہمیں راست و بس و حمال اس امانت ان تمام امور کا جاننے والا اور دراک کر نیوالا انسان ہے اور بس۔ انسان باشد و بس و جاہل بہ ہستی غیر حقیقی اور اس معرفت کو حاصل کر نیوالا انسان ہے اور بس۔ اس انسان است و بس و غیر حق تعالیٰ را اور امانت عظیم کا بوجھ اٹھائیوالا ہے انسان ہے اور بس۔ غیر حقیقی انسان قلت نیستی انسان میداند و بس چہ غیر کے ہستی سے انسان جاہل ہے اور بس۔ ماور غیر حقیقی انسان قابل و مستند اس حل و حمال اس کے اندھیرے میں انسان جانتا ہے اور بس۔ پس اٹھایا اسکو امانت نیا نہ تحملہ الا انسان انہ کان ظلو ما انسان نے تحقیق وہ ظالم و جاہل تھا یہ دیوانگی انسان رکھنا جو لایں دیوانگی انسان دارد و بس ہے اور بس۔ جیسا کہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حکم چنانکہ حافظ شیرازی باین حکم اشارت فرمودہ کے جانب اشارہ فرمایا ہے۔

آسمان با امانت نتوانست کشید

قرعہ فال بنام من دیوانہ زند

زند۔ ہر چہ نصیب ہر چیز بود رسید بویے ہر چیز یعنی ہر مخلوق کو اس کے استعداد و استحقاق کے بموجب و انامو فوہم نصیبہم غیر منقوص و در بعضی جو کچھ کہ اس کے نصیب میں تھا اسکو مل گیا۔ ہم انکو انکا حصہ نسخہ بجائے عالم غیب و شہادت ذاعیب جو انکو ملنا ہے بغیر کسی کمی و بیشی کے پورا پورا دیں گے۔ و شہادت واقع است یعنی صاحب غیب بعضی نسخوں میں عالم غیب و شہادت کے بجائے ذاعیب و شہادت قی و وصف نفسہ بالرضا شہادت واقع ہے یعنی حقیقی نے اپنے ذات کے بارے میں بیان فرمایا کہ وہ رضا و غضب کے صفات سے متصف ہے

فتحان غصہ و زجور ضاہل یعنی صفت
 و بیان کرد حق تعالیٰ ذات خود را برضا
 و غضب چنانکہ گفت اللہ تعالیٰ
 رضی اللہ عنہم و رضوانہ و سبقت
 رحمتی علی غضبی و پیدا کرد عالم صغیر را
 صاحب خوف و ترس و صاحب رجا
 و امید پس بر سیم از غضب و سخط او
 کہ صفت او باشد و امید و ارباشم
 برضا و لطف او کہ صفت او باشد
 و ایمان نتیجہ خوف و رجا است و ارباش
 گفته اند الایمان بین الخوف و الرجاء
 و خوف ذکر است و رجا انشی و وجہ
 نیم حکم ترجیح رجا را بر خوف فقر در
 انفس الخواص بیان کردہ است
 بتوفیق اللہ و عنایہ قی و وصف
 نفسہ بانہ جمیل و ذو جلال فاوجد علی
 ہیبتہ و انس ل یعنی صفت کرد حق تعالیٰ
 ذات خود را و گفت کہ جمیل است
 و صاحب جلال ان اللہ جمیل و کبیر الجلال

جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے رضی اللہ عنہم
 و رضوانہ - و سبقت رحمتی علی غضبی - یعنی راضی
 ہو اللہ ان سے اور وہ راضی ہوئے اللہ سے -
 سبقت لے گئی میری رحمت او پر میرے غضب کے
 اور پیدا کیا انسان کو ڈرنے والا اور امید رکھنے والا
 پس ہم سب کو لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے غضب
 اور سخط سے ڈرتے رہیں اور اُس کے رضا و خوشنودی
 و مہربانی کے ہر وقت امید و ارباش رہیں - ایمان خوف
 و رجا کا نتیجہ ہے - اسی مقام کے لئے فرمایا ہے کہ
 تحقیق ایمان خوف و امید کے درمیان ہے -
 خوف مذکور ہے اور رجا مؤنث ہے - اور اس
 حکم کی وجہ کہ رجا کو خوف پر ترجیح ہے نفیر نے
 انفس الخواص میں ذکر کیا ہے اللہ کی توفیق
 اور عنایت سے یعنی حق تعالیٰ نے اپنے ذات
 کے اوصاف بیان فرمائے ہیں اور فرمایا کہ وہ
 جمیل اور صاحب جلال ہے - تحقیق اللہ جمیل
 ہے اور جمال کو دوست رکھتا ہے -

وبقی دجر ربک ذوالجلال والاکرام پس اور باقی رہیگی ذات تیرے رب کی جو بہت ہی
 پیدا کر دمار بر صفت میبت و انس پس بزرگ اور تعظیم والا ہے۔ ہم لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ
 ماجلیم و صاحب جلال و اگر ہیبت و نے ہیبت اور انس کے صفت پر پیدا کیا ہے پس
 اس ان صفات الفعالیہ گرفتہ شوند پس ہم بھی حیل اور صاحب جلال ہیں۔ اگر ہیبت اور
 فرق میان این بیان و بیان سابق اعتبار سے انس کو صفات الفعالیہ مانا جائے تب بھی اس
 و مال ہر دو یکے باشند پس ہیبت و انس را بیان میں اور انس بیان میں اعتباری فرق ہے۔
 از صفات فعلیہ گرفتہ است ق مال اور حقیقت دونوں بیان کا ایک ہے۔ ہیبت
 و ہکذا جمیع مانیت الیہ تعالیٰ و لیسیم بہ اور انس کو صفات فعلیہ کہنا ہے احسن ہے۔
 ل یعنی بچپنیں جمیع چیزے کے نسبت و اسناد یعنی اسی طرح سے تمام چیزیں جو کہ حق تعالیٰ کی
 کردہ می شوند بسوی حق تعالیٰ و نام کردہ طرف نسبت و اسناد کر جاتی ہیں اور حق تعالیٰ
 می شود حق تعالیٰ بدار یعنی جمیع صفات کا ان صفاتوں سے نام رکھا جاتا ہے یعنی جمیع
 متقابلہ کہ حق تعالیٰ بدار صفات موصوف صفات متقابلہ کی حق تعالیٰ ان صفت سے
 باشند از جنس عفو و انتقام و غیر آن متصف ہے اور قسم عفو و منتقم وغیرہ ہم سب
 مانیز موصوفیم ہیں ارتباط کلی در میان ما بھی انہیں صفات سے موصوف ہوتے ہیں
 و او پیدا شد و با صورت او ہوید اگشت ایسی صورت میں ارتباط کلی ہمارے اور حق تعالیٰ
 فاشبہ الامر و اختلاط الحال سے کے در میان پیدا ہوئی اور ہم سے اللہ تعالیٰ کی
 او در من و من در و فنادہ + خلق از پی ما صورت ظاہر ہوئی اور حال خلط ملط ہو گیا ہے
 دو اں و خداں ق ثم عبر عن بصفتین وہ مجھ میں اور میں اُس میں پیٹ گئے۔
 بالیدین اللتین تو جتنا منہ علی خلق الانسان خلق ہمارے پیچھے دوڑنے والی اور ہنسنے والی۔

الکامل لکونہ الجامع لحقایقہ دمفرداتہ
 فالعالم شہادۃ والخلیفۃ غیب ل یعنی
 پستہ تعبیر کرد حق تعالیٰ از دو صفت خود
 کہ جمال و جلال باشند بیدین یعنی بدو
 دست کہ متوجہ شد نہ ہر دو دست از
 باری تعالیٰ بر خلق انسان کامل چنانکہ
 گفت مرا بلیس را مانع ان تشبہ
 لماضقت بیدی چہ انسان کامل جامع
 و حاوی حقائق حق تعالیٰ باشند و مفردات
 او یعنی کلیات او و جزئیات او چہ جزئی
 مفرد است کہ جزئی دروئے شریک باشند
 بخلاف حقیقت و در بعضی نسخہ الحائق
 العالم واقع است و مال کیے است
 پس عالم شہادت است و مشہود و
 خلیفہ غیب است و مستور چہ جامع جمیع
 حقائق غائب و مستور باشند بدانکہ تعبیر
 کرد از ہر دو صفت مذکورہ بدو دست
 از آنست کہ از ہر دو صفت تحقق یافتہ
 اند افعال الہیہ دباں ہر دو ظهور یافتہ
 یعنی حق تعالیٰ نے اپنے دو نون صفتوں کو جو کہ جمال
 اور جلال ہیں اپنے دو نون ہاتھ تعبیر کئے ہیں۔ یعنی اللہ
 تعالیٰ کے بھی دو نون ہاتھ انسان کامل کے پیدا کر نیکی
 طرف متوجہ ہوئی۔ جیسا کہ اللہ نے ابلیس سے فرمایا
 کہ کس نے باز رکھا تجھ کو آدم کے سجدہ کرنے سے
 کہ ہم نے اُس کو دو نون ہاتھوں سے بنایا اور پیدا
 کیا کیونکہ انسان کامل جامع جمیع حقائق اور مفردات
 کا حاوی ہے یعنی اُس کے کلیات اور جزئیات کا
 حاوی ہے کیونکہ ایک چیز مفرد ہے کہ کوئی چیز اُس
 میں شریک نہیں ہے بخلاف حقیقت کے اور بعضی نسخوں
 میں من الحقائق العالم واقع ہے اور مال ایک ہی ہے
 پس عالم ظاہر ہے اور دکھلائی دیتا ہے اور
 دیکھا جاتا ہے اور خلیفہ غیب میں ہے اور پوشیدہ
 ہے کیونکہ جامع جمیع حقائق اور چھپا ہوتا ہے۔ اس کو
 بھی جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دو نون صفات
 جمال اور جلال سے اپنے دو نون ہاتھ تعبیر کئے
 ہیں اُس کی وجہ یہ ہے کہ اُس میں دو نون
 ہاتھوں یعنی دو نون صفتوں سے اللہ کی
 ربوبیت ظاہر ہوئی ہے جس طرح سے

ربوبیت حق تعالیٰ چنانکہ بدو دست انسان | کہ انسان کے دونوں ہاتھوں سے تمامی افعال پورے
تمام می شود و افعال او بدو دست او متحقق | ہوتے ہیں اور تمامی کار و بار اُس کے مثل جو رہ جفا و گرفت
میشود کار و بار او از جفا و اغذ و عطا و غیر | و بخشش و عطا یا و غیرہ انجام پاتے ہیں اور متعلق ہونے
آن و خلق و ایجاد باری تعالیٰ مرآدم را | ہیں چونکہ حق تعالیٰ کو اپنے دونوں صفات جلال اور جمال
بدو صفت مذکورہ ظہور است بہر دو صفت | کو آدم میں ظاہر کہ نامعلوم ہوا اسوجہ سے حق تعالیٰ نے اپنے
در آدم و استتار او باہر دو صفت از نظر عوام | دونوں ہاتھوں سے آدم کو پیدا کیا اور بنایا حق تعالیٰ کے
چوں عالم بصورت انسان کامل پس ہر شی | دونوں صفات جمال اور جلال کا آدم میں ظہور ہے اور اللہ
جمال است یا جلال و انسان کامل شامل ہر | کے دونوں صفات جو کہ جمال اور جلال میں اور جس کا ظہور
دو صورت او پس عالم کہ تمامی اجسام انسانی | آدم میں ہے عوام کے نظر سے پوشیدہ ہیں جس طرح سے
و غیر آن داخل دی باشد شہادت است | کہ عالم انسان کامل کی صورت پر ہے یہ بھی عوام کے
و مشہود و خلیفہ کہ روح انسان کامل باشد | نظروں سے پوشیدہ ہے۔ پس ہر شی چاہے وہ صاحب جمال
جمع مستورات سدنہ ادغیب است و مستور | ہو یا صاحب جلال انسان کامل میں دونوں صورتیں ظاہر
چوں حق تعالیٰ کہ مشہود و مرئی نگردد و جائز | و شامل ہیں پس عالم کہ جس میں تمام اجسام انسانی اور
است کہ بگوئی کہ خلیفہ حقیقت محمدی باشد کہ | علاوہ اس کے ہے شامل میں وہ نظروں کے سامنے ہے اور
کار یکی است و بار یکی و معرفت او چوں معرفت | دکھائی دیتے ہیں اور دیکھے جاتے ہیں۔ اور خلیفہ جو کہ روح
حق است و بکنہ حاصل نیست و قول نبی ما | انسان کامل ہے تمام خدام و کار و باری اُس کے غیب میں
ماصلی اللہ علیہ وسلم کہ من عرف نفسه فقد عرف | ہیں اور مستور ہیں جس طرح سے کہ اللہ تعالیٰ مشہود و مرئی
ربہ است اشارت باین حکم باشد چنانکہ انشاء اللہ | نہیں ہوتا۔ اور جائز ہے کہ کہو کہ خلیفہ حقیقت محمدی ہے
العزيز و در نفس کتاب خواہد آمد چہ معرفت | صلی اللہ علیہ وسلم کہ کار و بار ایک ہی ہے اور اُس کی معرفت

رب تعالیٰ بکنہ حاصل نمیشود پس حق کے معرفت کے مثل ہے اور کنہ سے حاصل نہیں
 معرفت نفس بکنہ حاصل نشود کہ معرفت ہوتی۔ ہمارے اس قول کی تائید حضور پر نور صلی اللہ
 حق تعالیٰ متعلق است بمعرفت نفس علیہ وسلم کا یہ قول کہ جس نے اپنے نفس کو پہچانا تحقیق
 چوں معلق محال باشد معلق بہ نیز محال اُس نے اپنے رب کو پہچانا کر رہا ہے اور اسی حکم کی طرف
 باشد و اگر نہ وجود ملزوم بدوں لازم اشارہ ہے چنانچہ انشاء اللہ العزیز نفس کتاب میں ذکر
 لازم آید و ایں محال است و خلافت کیا جائیگا۔ جبکہ معرفت رب تعالیٰ کی کنہ سے حاصل نہیں
 مقدر چنانکہ بگوی اگر زید ازیں کار ہو سکتی تو نفس کی معرفت کنہ سے کس طرح حاصل ہوگی۔
 خود باز آید پس باری تعالیٰ معدوم کیونکہ حق تعالیٰ کی معرفت نفس کے معرفت سے متعلق
 نشود و فرض ایست کہ ایں قول ہے۔ جبکہ معلق محال ہے معلق بہ بھی محال ہے نہیں تو ملزوم
 صادق است پس باز آمدن زید از کا وجود بغیر لازم کے لازم آویگا اور یہ محال ہے اور خلافت
 کا خود محال باشد چوں عدم باری تعالیٰ مقدر ہے۔ بیسے کہ تم کہو کہ اگر زید اپنے کام سے باز آوے
 درینہا گفتہ است عارفی سے تو باری تعالیٰ معدوم ہو جائے اور فرض کر لیا جائے
 دیدنِ رومی ترا دیدہ جاں می باید کہ یہ قول سچا ہے اسلئے زید کا باز آنا اپنے کام سے محال ہے
 ویں کجا مرتبہ چشم جہاں میں من است جس طرح سے کہ باری تعالیٰ کا معدوم ہونا محال ہے۔ اسی
 پس خلیفہ دستخلف ہر دو در ترقی عزت مقام سے ایک عارف نے کہا ہے کہ آپ کے چہرہ مبارک دیکھنے
 و پردہ غیب اند اگرچہ حضرات ہر دو کیلئے دل کی آنکھ چاہئے ہماری آنکھ تو کنگ جہاں کی دیکھنے والی ہے
 متفاوت اند و متغائر قی و لہذا اُس کا یہ مرتبہ نہیں ہے کہ وہ آپ کو دیکھ سکے۔ اسوجہ سے خلیفہ
 بحسب السلطان ل یعنی بنا برین کہ اور مستخلف دونوں ترقی عزت اور پردہ غیب میں ہیں۔
 خلیفہ غیب است سلطان در حجاب باشد اگرچہ در بار دونوں حضرات کا ایک دوسرے سے تفاوت اور

چہ ہمیشہ بدر سلطان عاجب است و ریات متغائر ہے۔

عالیہ اودا تم حجاب عوام باشند و از برقعہ عزت بر سیمہ کس ظاہر نمیکند در چہ سلطان نائب و منظر و خلیفہ غیب است در عالم شہادت ق دو وصف الحق نفسہ بالحجب الظلمانیۃ وہی الارواح اللطیفۃ و العقول و النفوس و عالم الامر و الابداع ل یعنی صفت کرد حق تعالی ذات خود را بحجاب ظلمانی و آن اجسام غنصری کثیفہ اند از متن و ثقل خود ظلمت دارند و ظلمت دی نور و ظهور حق را فرو پوشیدہ باصرہ تند و بصیرت قوی باید تا بایں حجب ظلمانی مشاہد حق باشد بلکہ ایں پردہ را بدر و ظلمت اورا معدوم محض و مہیوم صرف گرداند و اجسام ہرگز نہ سنگ راہ او نگرند و صفت کرد ذات خود را بحجاب نورانی و آن ارواح لطیفہ باشند و عقول و نفوس و عالم الامر جو کہ عالم کن ہے۔ اگر چہ یہ سب چیزیں نورانی و ہر چند ایں چیز ہا نورانی اند اما تعینات

اس وجہ سے کہ خلیفہ غیب میں ہے سلطان بھی حجاب میں ہے کیونکہ ہمیشہ بادشاہ کے دروازے پر دربان رہتے ہیں اور اُس کے ریات عالیہ ہمیشہ عوام سے حجاب میں ہیں اور اپنے سر کو برقع عزت سے باہر نہیں نکالتے اور عوام پر ظاہر نہیں ہوتے۔ کیونکہ عالم شہادت میں بادشاہ نائب اور منظر خلیفہ غیب ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو حجاب ظلمانی سے موصوف کیا ہے اور وہ اجسام غنصری کثیف ہیں جو کہ اپنی کثافت سے ظلمت رکھتے ہیں اور ان کی ظلمت نے اللہ تعالیٰ کے نور ظهور کو چھپا لیا ہے۔ تیز نظر اور دور بین آنکھ کی ضرورت ہے تاکہ باوجود اُن حجاب ظلمانی کے حق کا دیکھنے والا ہو یہاں تک کہ اُس ظلمت کے پردہ کو پھاڑ ڈالے اور ظلمت کو عدم محض و مہیوم صرف کر دے اور اجسام اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کے راستہ میں رکاوٹ نہ ہوں حق تعالیٰ نے اپنی ذات کو حجاب نورانی سے بھی موصوف کیا ہے اور وہ حجاب نورانی ارواح لطیفہ اور عقول و نفوس اور عالم الامر جو کہ عالم کن ہے۔ اگر چہ یہ سب چیزیں نورانی ہیں لیکن اُن کے تعینات نور حق کے

اینہا حجاب نور حق مطلق شدہ اند چنانکہ
 شعاع آفتاب حجاب آفتاب است
 قال رسول الصادق ان بشہ سبعین الف
 حجاب من نور و ظلمتہ دیہج میدانی کہ چہ
 میگویم یعنی از ظلمت و کثافت اجسام
 راجع بنیدانی و از تعین و تقید صبور
 نورانی راجع بنیجوانی سے ماشر میگویم
 و از غفۃ خود دل شادم : بندہ عشقم
 و از ہر دو جہاں آزادم نیست بر لوح
 دلم جز الف قامت یا نہ چہ کم حرف دیگر
 یاد نداد استاد حق فالعالم بنین
 کشیف و لطیف ل یعنی پس عالم میان
 کشیف و لطیف باشد کہ عالم عبارت است
 از حجب حق و حجب حق کشیف اند و لطیف
 پس عالم ظلمانی باشد و نورانی چنانکہ
 معلوم کردنی حق نہ عین الحجاب علی
 نفس ل یعنی پس عالم عین حجاب باشد
 بر ذات حق تعالی یا بگویی بر ذات عالم
 چون عالم نماند و تو از میان بر خیزی او
 اپنے ذات پر حجاب ہے جب عالم نہ رہا اور
 تم بھی در میان سے اٹھ گئے تو حق تعالیٰ ہی

ظاہر گردد و اگر عالم است پس ادکبات ظاہر ہوا اگر عالم ہے تو وہ کہاں ہے اگر تو محب
 و اگر تو محبی پس محبوب کہاں ہے۔ سنو کہ حضرت منصور علاج
 میگوید علاج قدس سرہ سے مینی و بینک قدس سرہ کیا فرماتے ہیں۔ جو چیز کہ مجھ کو آپ سے
 الی نیرا حنی: فارغ بلطفک الی من البین اڑ کئے ہوئے ہے اُس پردہ کو اپنے لطف و کرم
 و دیگر کی گفتم سے میان عاشق و معشوق سے اٹھا دیجئے حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
 ہیں: عاشق اور معشوق کے درمیان کوئی چیز
 ہرچ حاصل نیست: تو خود حجاب خودی
 حافظ از میاں برخیز۔ اسی برادر اینجا
 کا بوجہ ان است نہ ہر ہان و معاملہ با سے اٹھ جاؤ۔

در آیت باشد نہ بار وایت سے اسی میرے بھائی اس جگہ وجدان کا کام ہے۔ دلیل
 منصور بر سر دار ایں نکتہ خوش سر آید و بر ہان سے کام نہیں چلے گا معاملہ درایت کا روایت
 کہ شافعی پر سید امثال ایں روایت کا نہیں ہے۔ سے منصور بر سر دار ایں نکتہ خوش سر آید
 ق فلا ید رک الحق احد ادراہ نفس ل کہ شافعی پر سید امثال ایں روایت۔ یعنی حق تعالیٰ
 یعنی پس در نمی یابد و نمیداند حق تعالیٰ را کو کوئی شخص جیسا کہ اُس کے جاننے اور پہچاننے کا حق
 ہیج کی چوں در یافتن حق مرحق را چہ ہے نہیں جانتا اور نہیں پہچانتا جیسا کہ خود حق تعالیٰ
 اور اک حق تعالیٰ مرذات خود را ذوقی اپنے کو جانتا اور پہچانتا ہے کیونکہ حق تعالیٰ کو اپنی ذات
 باشد و حضوری و ماہمہ عالم حجاب آدمیم کا سمجھنا اور دیکھنا ذوقی اور حضوری ہے اور ہم سب
 و جز علم حصولی بحق واجب الوجود ندایم اہل عالم اُس کے لئے حجاب میں اور واجب الوجود
 ق فلا یزال فی حجاب لا یرفع ل یعنی کے حق میں سوائے علم حاصل کرنے کے اور کوئی بساط
 پس دایما است عالم ظلماتی و نورانی در حجاب نہیں رکھتے یعنی عالم نورانی و ظلماتی ہمیشہ حق تعالیٰ کیلئے

کہ برداشتہ نشود چہ اگر برداشتہ شود
 عارف و معروف نامہ یا آنکہ برداشتہ
 عالم بالکل و ساختن آن معدوم صرف
 محال مطلق است پس معرفت حق تعالیٰ
 بکنہ حاصل نباشد کہ حجاب آدمیم و ہمچنین
 معرفت بنفس بکنہ حاصل نیست چنانکہ
 گذشت ق و لا یدرک فی حجاب لایرفع
 ل یعنی دریافتہ نمی شود حق تعالیٰ در حجاب
 کہ برداشتہ نشود و این قول در بعضی نسخہ
 نیست ق مع علمہ بانہ متمیز عن موجدہ
 بافتقارہ و لکن لاحظہ فی الوجود الذاتی
 الذی للمحق ل یعنی عالم دایا و حجاب است
 باوجود آنکہ میدانہ عالم کہ عالم متمیز است
 از موجد عالم بحتاج بودن آل بسوے
 حق تعالیٰ و لیکن نیست مرا و را نصیبی
 از وجود ذاتی کہ مختص بجناب اوست
 چہ وجود ما فائض از جناب اوست ہرگز
 ذات ما تقاضاے وجود ما نکند چوں
 ذات حق تعالیٰ و ہمچنین وجوب ذاتی و مال
 حجاب ہے اور وہ حجاب اٹھایا نہیں جاسکتا کیونکہ
 اگر وہ حجاب اٹھ جائے تو عارف و معروف نہ ہے
 یا یوں کیونکہ عالم کا بالکل اٹھانا اور اس کو معدوم
 صرف کہ نامحال ہے اس وجہ سے حق تعالیٰ کی معرفت
 کنہ سے حاصل نہیں ہو سکتی کہ ہم سب اس کے حجاب
 ہیں اسی طرح اپنے نفس کی معرفت کنہ سے حاصل
 نہیں ہو سکتی ہے جیسا کہ اوپر گذرا یعنی حق تعالیٰ کے
 جانے اور دیکھنے کیلئے درمیان میں ایسے حجابات
 ہیں کہ جو اٹھائے نہیں جاسکتے۔ یہ قول بعض نسخوں
 میں نہیں ہے۔ یعنی عالم ہمیشہ حجاب میں ہے باوجودیکہ
 وہ جانتا ہے کہ میرے اور میرے پیدا کر نیوالے کے
 درمیان فرق ہے وہ فرق یہ ہے کہ عالم اپنے مبدع
 اور موجد کا محتاج ہے لیکن عالم کو حق تعالیٰ کے ذات
 میں سے کوئی حصہ نہیں ہے وجوب ذاتی اللہ تعالیٰ ہی
 کیلئے سزاوار ہے کیونکہ ہمارا وجود اس کے جناب سے
 فیض پاتا ہے۔ ہماری ذات حق تعالیٰ کے وجوب
 ذاتی کا تقاضا نہیں کرتی۔ جس طرح سے کہ حق تعالیٰ
 اپنی ذات کا تقاضا نہیں کرتا جس طرح سے کہ حق تعالیٰ
 اپنی ذات کا خود متقاضی ہے۔ اسی طرح وجوب ذاتی اور

وجود ذاتی و وجوب ذاتی کی است پس عالم ہمیشہ در حجاب باشد با آنکہ میدانیم کہ ما از ممتازیم کہ ما محتاج اوستیم و او مشتاق مایکین برای مایضی از وجوب وجود ذاتی ہرگز نیست کہ او واجب الوجود است و ما ممکن پس حجاب ہرگز مرفوع نشود و ما ہرگز واجب تنویم ق فلایدرک ابدال یعنی پس نمی در یابد

عالم حق تعالی را ہرگز بذوق و وجدان ہم ذوق و وجدان سے اُس چیز کو جان سکتے ہیں کہ جو چیز چہ وجود ذاتی در ما مفقود است چہ ما نمیدانیم بذوق و وجدان بیچ چیز را مگر بوجہی کہ در ما باشد پس ما عالم بحق تعالی بوجہی مع دبصر و ادہ و علم او ہستیم نہ بذوق و وجدان پس عالم بحق تعالی بوجہ وجود ذاتی نیستیم و خبر ندایم بذوق و وجدان چنانکہ مشنومی ق فلایزال الحق من ہذا الکیئتہ غیر

معلوم علم ذوق و شہود لہ الا قدم للحادث فی ذلک ل یعنی پس ہمیشہ حق تعالی نظر

بوجوب و وجود ذاتی غیر معلوم باشد ہم کو جو علم حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ہم سب
 بعلم ذوق و شہود چنانکہ گذشت بخلاف حادث و ممکن ہیں اور حق تعالیٰ واجب الوجود ہے
 علم حصول کہ ما عالم ہستیم کہ حق تعالیٰ یہ علم حصولی ہے ذوقی نہیں ہے۔ علم ذوقی ہم نہیں
 واجب الوجود است و علم ذوقی نداریم رکھتے۔ اس لئے کہ حادث کے قدم کا وجوب ذاتی
 چہ بدرستی کہ نیست مر حادث را قدمی کے جناب میں گذر نہیں ہے اس لئے کہ ذوق بے
 در جناب و وجود ذاتی چہ ذوق بی تعلق مذوق ظاہر نہیں ہوتا اور اپنا چہرہ نہیں دکھلاتا۔
 بذوق و رہنمائی قیام جامع اللہ آدم ہیں یعنی حق تعالیٰ نے اپنے دونوں ہاتھوں یعنی جلال
 یہیہ الا تشریفاً و لهذا قال لا یلیس مانعک و جلال کو حضرت آدم علیہ السلام میں جمع و ظاہر کیا
 ان تسجد لما خلقت بیدی ل یعنی پس جمع یہ اللہ تعالیٰ کا آدم کے حق میں لطف و کرم ہے
 لکہ اللہ تعالیٰ مر آدم را جامع نگردانید اور اپنے باقی مخلوق پر آدم کو شرافت بخشنا
 اور ایمان و دوست خود کہ کنایت از مقصود ہے اور اپنے صفات جمالیہ و جلالیہ
 جلال و جلال باشد مگر بنیٰ طر تشریف و شرف سے آدم کو مشرف کرنا اُس کا مقصد اعلیٰ
 و مشارف و مشارف کہ بصفت جمالیہ و جمالیہ مشرف و مشارف گرد و بایں
 خلعت و تشریف کتف اوزین و کتف حق تعالیٰ کا مشرف کرنا اس لئے ہے کہ اس
 گردانید و بنا برین کہ مر آدم را جامع ہر خلعت و تشریف سے اُس کا کتف مزین و
 و دست خود گردانید گفت بابلیس ما درست و آراستہ ہو جائے اس وجہ سے
 حق تعالیٰ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے آدم کو بنایا اور
 پیدا کیا یعنی دونوں ہاتھوں سے آدم کو جمع کیا اور بابلیس
 منک تا آخر یعنی چہ چیز بازداشت تھا کہ مانعک تا آخر یعنی ای بابلیس وہ کونسی علت
 تہای بابلیس از سجدہ کردن و انقیاد نمودن سے

بخلیفہ من کہ پیدا کردم آنرا بدو دست
 خود پس آدم را مشرف و مشارف ہر دو
 دست خود کردہ بود تا ایں قول گفت چنانکہ
 میشنوی ق و ما ہوا نا عین جمیع صور
 صورت العالم و صورت الحق و ہمایدا الحق
 ل یعنی نیست جامع بودن آدم میان دو
 دست حق مگر جمع کردن آن میان دو صورت
 معبود کہ صورت عالم باشد و صورت حق
 و ہر دو صورت دو دست حق اند و صورت
 عالم مظاہر اسماء الہی و عین اسماء الہی اند کہ
 مظہر عین ظاہر است و اسماء عین مسمی پس
 حق کل باشد و دو دست او کنایت از کل
 و چون مظاہر عین ظواہر اند اینجا گفت
 و ہمایدا الحق و اگر نہ بالا گفتہ است کہ از
 دو صفت جلال و جمال تعبیر کرد بدو دست
 و نیز ما ہمہ عالم اوصاف او ہم چنانکہ بالا
 گذشت و اطلاق صورت بر غیب خصوصاً
 غیب الغیب مجاز باشد و برای ما کار
 بحقیقت است ق و ابلیس جزئ من العالم
 تھی جس کی وجہ سے تو نے میرے خلیفہ آدم کو سجدہ نہیں
 کیا اور تجھ کو اُس نے سجدہ کرنے سے باز رکھا
 حالانکہ میں نے اپنے خلیفہ کو اپنے دونوں ہاتھوں
 سے بنایا اور صفات و کمالات جمالیہ اور جلالیہ
 سے اُس کو مشرف کیا۔ یہ تمام باقیں حق تعالیٰ نے
 ابلیس سے کہیں اور انھیں دونوں صفات کے ظہور
 کی وجہ سے حق تعالیٰ نے ابلیس پر محبت قائم کی۔
 حضرت آدم علیہ السلام حق تعالیٰ کے دونوں
 ہاتھوں کے جمع کر نیوالے ہوئے وہ دونوں ہاتھ
 حق تعالیٰ کے صورت عالم و صورت حق ہیں اور یہی دونوں
 صورتیں حق تعالیٰ کے دونوں ہاتھ ہیں صورت عالم
 مظاہر اسماء الہی و عین اسماء الہی ہیں اسلئے کہ مظہر عین
 ظاہر ہے اور اسماء عین مسمیٰ میں پس کل حق ہے اور دونوں
 ہاتھوں سے بھی کل ہی کی طرف اشارہ ہے۔ اور جبکہ
 مظاہر عین ظواہر ہیں اس مقام پر و ہمایدا الحق کہا و نہ پہلے
 اس کے حق تعالیٰ کے دونوں ہاتھوں کو صفات جمالیہ و
 جلالیہ سے تعبیر کیا تھا اور ہم تا ہی اہل عالم اُس کے اوصاف
 ہی اوصاف ہیں جیسا کہ اوپر کہا گیا اور صورت کا اطلاق
 غیب پر خصوصاً غیب الغیب پر کہ نامجاز ہے ہم کو تو

لم یحصل لہ بذہ الجمعۃ ل یعنی ابلیس
جزر ایست از عالم حاصل نشد مراد
جمعیت آدم بلکہ جزر ایست از آدم
وجزہ جمعیت کل ندارد پس محاکات

ابلیس ودعوی جزئیّت پیش
اسوجہ سے محاکات ابلیس یعنی دعوی جزئیّت حضرت الحق

حضرت الحق نظر باصل اوست کہ
ناراست تا در برابر بود و بے حساب

چہ اصل او دیدہ اور اگر ساخت
ہو ابلیس کے اصلیت نے اس کو اندھا کر دیا اور اپنے

دندید کہ در آدم ہم صورت عالم باشد
اندھے ہو نیکی وجہ سے یہ نہ دیکھا اور نہ سمجھا کہ آدم علیہ السلام

وہم صورت حق پس آدم کل است و
میں جو حق غلیف ہے عالم کی صوت اور حق کی صورت دونوں

ابلیس جزو اول کل عظم باشد از جزو
ظاہر ہیں پس آدم کل ہے اور ابلیس اس کا جزو ہے

بہدایت عقل و نظر اول و در انفس
اور کل جزو سے عقل و نظر کے اعتبار سے بڑا ہوتا ہے

ان خواص باشارت در بیان ابلیس
انفاس ان خواص میں ابلیس کے بیان میں صحیح اور واضح

شرح دادہ شد ہر جہ در اینجا بیع و مجمل
طریقہ سے بیان کیا گیا ہے اس مقام پر صریح بیان کرنا

اینست کہ ہر چیزیکہ باز دارد ترا از حق
قیح ہے۔ مجمل یہ ہے کہ جو چیز تم کو حق اور یا حق سے

و باد حق پس آن شیطان تست و در
غافل کر دے اور باز رکھے وہی تمہارا شیطان ہے اس

اینجا نیز اشارتے توں کرد کہ شیطان
مقام پر اشارۃً یہ کہہ سکتے ہیں کہ شیطان تمہارا دشمن ترین

دشمن ترین دشمنان تست کہ وہی از
دشمن ہے کہ اک لمحہ بھی تم سے جدا نہیں ہوتا

تو جدا نشود و شب و روز بتو در بادم
اور دن و رات تم سے تم میں تمہارے

توسیر کند و جز ہلاکت تراء دست ندارد۔ اس کے ساتھ سیر کرتا ہے اور سوائے تمہارے
شیطن گردن کشی بد در لغت پہ مستحق ہلاکت کے کوئی دوسری چیز درست نہیں رکھتا
لعنت آمد ایں صفت پہ اس پر سرکش را۔ شیطان کے معنی لغت میں گردن کشی کے ہیں۔
عرب شیطان ش خواند یعنی ستوری را کہ اس وجہ سے یہ صفت مستحق لعنت ہے + سرکش
در مرعی بماندق ولذا کان آدم خلیفہ گھوڑے کو زبان عرب میں شیطان کہا ہے۔
ل یعنی از ہمیں راہ کہ آدم جامع بود میان اُس چوپایہ کو نہیں کہا چو چراگاہ میں چرتا ہے +
صورت عالم و صورت حق تعالیٰ خلیفہ یعنی اس نظر سے کہ آدم علیہ السلام صورت عالم
در عالم و ملاذ و مستغاث وی و اگر اس اور صورت حق کے جامع تھے۔

جمعیت در دی نمی بود شایستہ خلافت عالم میں حق تعالیٰ کے خلیفہ ہوئے اور عالم کے
نمی شد چوں ملائکہ چنانکہ میثنوی ق پشت پناہ اور فریاد کے سننے والے ہوئے اگر
فان لم یکن ظاہراً بصورت من استخلفہ یہ جمعیت حضرت آدم میں نہ ہوتی تو خلافت
فیما استخلفہ فیہ فما ہو خلیفہ وان لم یکن فیہ کے لائق نہ ہوتے۔ جیسے کے فرشتے کہ اُن میں
جمعیت التعلیہ الرعا یا النی استخلف علیہا لان جمعیت الیہ نہیں تھی مستحق خلافت حق تعالیٰ
استناد ہا الیل قول او فان لم یکن نہ ہوئے۔

بامتعلقات فعل شرط است و فما ہو خلیفہ
جزاء شرط و قول او وان لم یکن بامتعلقاً
معطوف باشد بر فعل شرط مذکور یا
بر تمام شرطیہ پس جزاء شرط محذوف باشد
بقریہ جزاء شرط اول چنانکہ میگوئی ان

قدم ابني من اسفر فعيدي هذا حروان
 قدم صديقي وقول اولان استناد ہا الیہ
 یعنی اگر آدم علیہ السلام حق کی صورت پر عالم میں ظاہر نہ
 ہوتے اور اگر وہ تمام امور آدم علیہ السلام میں نہ ہوتے کہ
 جن امور پر حق تعالیٰ نے آدم کو خلیفہ بنایا ہے اور اگر
 اُن میں وہ سب چیزیں نہ ہوتیں جن کو رعایا خلیفہ سے
 طلب کرتی ہیں تو کبھی بھی اُن رعایا کی نسبت اُس خلیفہ
 کی طرف صحیح نہ ہوتی کیونکہ استناد و رجوع رعایا کا خلیفہ
 کی طرف ہے۔ اور ضروری ہے کہ رعایا خلیفہ سے اپنی
 اپنی ضروریات طلب کریں۔ پس آدم خلیفہ نہیں ہے۔
 یعنی حق تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنے تمامی اسماء و
 صفات جمالی و جلالی کے ساتھ عالم میں اپنا خلیفہ بنایا
 تاکہ عالم دالے جو کچھ چاہیں اور ہر وہ چیز کہ
 جس کے یہ لوگ مستحق ہوں اس کو خلیفہ عطا کرے
 اور پہنچا دے۔ خلیفہ حق تعالیٰ کو صفات
 حق تعالیٰ سے متصف ہونا ضروری ہے۔ جو کچھ
 کہ رعایا نے پایا یا پائیں گے وہ سب خلیفہ کے
 پاس اور اُس کے قبضہ قدرت میں ہونا چاہئے
 اور ہے۔ پس ضروری و لازمی ہے کہ حق تعالیٰ
 کا خلیفہ حق اور عالم کی صورت کا جامع ہے۔
 اسفر فعیدي هذا حروان
 استناد ہا الیہ
 وجہ است مطلب کردن رعایا را کہ طلب
 کنند مطالب خود را از پیش خلیفہ یعنی پس
 اگر نباشد آدم ظاہر بصورت کسیکہ خلیفہ گرفتہ
 است آنرا کہ حق تعالیٰ باشد در چیزے کہ
 خلیفہ گرفتہ باشد در اُن پس نیست آدم
 خلیفہ و اگر نباشد در آدم جمیع چیزیکہ طلب
 کند آنرا رعایا کہ آن خلیفہ است بر آنا چہ
 استناد و رجوع رعایا بسوے خلیفہ
 باشد و ضروری است کہ از خلیفہ حوائج
 خود طلب نمایند پس آدم خلیفہ نباشد
 یعنی حق تعالیٰ خلیفہ خود گرفت آدم را
 بر عالم در اسماء صفات جمالی و جلالی
 خود کہ ہر چہ عالیاں بخواہند و ہر چیزے کہ
 ایشان مستحق آن باشند آنرا عالیاں راند
 پس ضرور است کہ بصفات حق توصوف باشد
 و آنچہ رعایا یافتہ اند و خواہند یافت با خلیفہ
 باشد پس ضرور شد کہ خلیفہ جامع باشد

میان صورت عالم و صورت حق تعالی پس لازمی اور ضروری ہے کہ رعایا کو وہ تمام چیزیں
 ق فلا بد ان یقوم بجمع ما تحتاج الیه والا کہ جس کی رعایا کو محتاجی ہو خلیفہ مرحمت فرما دے۔
 فلیس بخلیفہ علیہم یعنی پس ناچار است پس عالم کی صورت خلیفہ میں موجود ہونا ضروری
 و ضروری کہ قیام نماید و مرحمت فرماید خلیفہ ہے۔ اور اگر رعایا کے حاجات ادا اور پورا کرنے میں
 بر رعایا جمیع چیز یکہ بوجہ محتاج باشند قائم نہ ہو اور قاصر ہو تو وہ خلیفہ نہیں ہے اس لئے
 پس صورت عالم در خلیفہ باشد و اگر قائم کہ خلیفہ کی نشانی یہ ہے کہ وہ رعایا کے حقوق کو ادا
 نشود بہ آداء حاجت رعایا پس خلیفہ نیست کرے پس خلافت حق تعالیٰ کی انسان کامل کے لئے
 بر رعایا کہ شان خلیفہ ادا می حقوق رعایا راست و درست ہے کہ وہ حق تعالیٰ اور عالم کی
 است ق فاصحت الخلافة الالہ انسان صورتوں کا جامع ہے جیسے کہ حضور پر نور صلی اللہ
 الکامل فانشأ صورت الظاہرت من علیہ وسلم ہیں۔ پس پیدا کیا حق تعالیٰ نے انسان
 حقائق العالم و صورہ و انشاء صورۃ الباطنہ کامل کے ظاہر صورت کو عالم کے حقائق اور
 علی صورۃ تعالیٰ یعنی پس صحیح و مستقیم صورت پر۔
 نشد حق تعالیٰ مگر انسان کامل را کہ پس انسان کامل کی ظاہر صورت عالم کی صورت
 دروے صورت عالم باشد و صورت پر ہے اور انسان کامل کی باطن صورت کو اپنے
 حق تعالیٰ چوں محمد رسول اللہ صلی اللہ صورت پر پیدا کیا۔

علیہ وسلم پس پیدا کر دے و گردانید حق تعالیٰ
 صورت ظاہر انسان کامل را و حقائق
 و صورتہاے عالم صورت ظاہر انسان
 کامل صورت عالم آمد و پیدا کر د صورت

باطن انسان کامل را بر صورت خود عزرائیل ^{۷۲} اس وجہ سے انسان کامل کی باطنی صورت حق
 و جل برہانہ پس صورت انسان صورت کی صورت پر آئی پس انسان کامل صورت حق
 حق آمد پس او جامع باشد میان صورت اور صورت عالم کا جامع ہے۔ جانہ کہ ظاہر مطلق
 عالم و صورت حق تعالیٰ بدانکہ ظاہر ہے اور ظاہر مضاف ہے اور اسی طرح باطن مطلق
 مطلق است و ظاہر مضاف و یحییٰ ہے اور باطن مضاف ہے ظاہر مطلق عالم اجسام
 باطن پس ظاہر مطلق عالم اجسام است اور باطن مطلق ذات الہی اور اُس کے صفات
 و باطن مطلق ذات الہی و صفات او ظاہر مضاف اور باطن مضاف عالم ارواح
 و ظاہر مضاف و باطن مضاف عالم ہے کہ ظاہری نظر سے باطن مطلق ہے اور باطن
 ارواح باشد کہ نظر بظاہر مطلق باطن کے نظر سے ظاہر مطلق ہے وہی اول ہے وہی
 است و نظر بباطن مطلق ظاہر ہو الاول آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے۔ یعنی
 و ہو الآخر و الظاہر و الباطن قل و لذلک اس وجہ سے کہ حق تعالیٰ نے انسان کامل کے
 قال فیہ کنت سمعہ و بصرہ و ما قال کنت یعنی صورت کو اپنی صورت پر بنایا ہے اور
 عینہ و ادنہ ففرق بین الصورتیں ل ظاہری صورت کو اپنی صورت پر نہیں بنایا ہے
 یعنی بنا برین کہ پیدا کرد حق تعالیٰ صورت انسان کے حق میں فرمایا ہے کہ میں اُس کی
 باطن انسان کامل را بر صورت خود عزرائیل شنوائی ہوں اس لئے کہ وہ میری طرف
 ظاہر دے را گفت در حق آن انسان متقرب ہے اور میں اُس کی بینائی ہوں یعنی
 کنت سمعہ و بصرہ یعنی ہستم من سمع سننے والی اور دیکھنے والی جو قوت کہ انسان
 انسان کامل کہ بندہ متقرب باشد میں ہے اُس کے فرمایا کہ وہ میں ہوں اس لئے
 بسوی من و بصر آن یعنی شنوائی و بینائی کہ وہ میری طرف متقرب ہے یہ نہیں

انسان کامل ام و سامعہ و باصرہ و ذائقہ گفت
 کنت عینہ و ادنہ یعنی ہستم من چشم و گوش ہوں۔ آنکھ و کان ظاہر میں سننے اور دیکھنے
 او کہ ہر دو ظاہر اند البتہ بصر و سمع پس کے آلات ہیں۔
 فرق کر حق تعالیٰ میان صورت ظاہر حق تعالیٰ نے انسان کامل کے ظاہری صورت
 و صورت باطن کہ خود صورت باطن انسان اور باطنی صورت میں فرق کیا ہے اس وجہ سے
 کامل است نہ صورت ظاہر اگرچہ ظاہر کہ باطنی صورت حق کی صورت ہے ظاہری
 عین منظر باطن باشد حق و ہکا اہونی صورت حق کی صورت نہیں ہے اگرچہ ظاہر عین
 کل موجود من العالم بقدر ما تطلبہ
 حقیقتہ ذلک الموجود لکن لیس لاحد
 مجموعہ بالخلیفہ فما زال بالاجموع
 دولا سریان الحق فی الموجودات
 بالصورت ما کان للعالم وجود ل
 یعنی ہمچنین حق تعالیٰ در ہر موجود است
 از موجودات عالم لیکن بحسب طلب
 حقیقتہ ہر موجود استعداد قابلیت
 آن چہ اگر باطن ہر موجود صورت حق
 تعالیٰ نباشد آن موجود موجود نہ باشد
 چنانکہ عنقریب میشنوی انشاء اللہ
 تعالیٰ العزیز لیکن نیست مرہج یکی را
 منظر باطن ہے یعنی اسی طرح حق تعالیٰ عالم کے
 ہر موجودات میں موجودات کے حقیقت
 و قابلیت و استعداد کے اقتضاد کے موافق
 موجود و ظاہر ہے۔ کیونکہ اگر باطن ہر موجود
 کا حق تعالیٰ کے صورت پر نہ ہوتا تو کسی
 موجود کا وجود ہی نہ ہوتا اور کوئی موجود
 ظاہر نہ ہوتا لیکن سوائے انسان کامل کے

از غیر خلیفہ مجموع چیزے کہ مرخلفہ را
 باشد پس فایز نشد و ظفر نیافت
 خلیفہ مگر مجموع صورت حق و صورت
 خلق و بجامع شدن در میان جمیع اسماء
 الہی و حقائق کوئی بخلات غیر خلیفہ کہ
 فایز نیست و ظفر نیافت مگر بہ بندی
 از حقائق الہی و نیاید مگر منظر اسمی انہ
 اسماء الہی مقتضی آن ہانست و خلیفہ
 منظر ذات آمد کہ جامع جمیع اسماء و
 صفات است مقتضای حقیقہ خلیفہ
 چنین بود چنانکہ اشارت کرد بقول
 خود بقدر ما تطلبہ حقیقتہ ذلک
 الوجود و برائے دفع توہم تساوی
 خلیفہ و ہر موجود کہ ناشی شد از قول
 شیخ قدس سرہ کہ و ہکذا ہوا فی کل
 موجود من العالم باشد گفت لکن
 یس لا حد آہ و قول او فاما فاذا
 بالمجموع بر ظاہر خود است چنانکہ در
 تجلیۃ الفصوص گفتہ شد نیز تواند بود
 کہ حق تعالی کا خلیفہ - عالم کے کسی موجودات
 میں حق تعالی کا مجموعی ظہور نہیں ہے اور مجموع
 صفات الہیہ سے سوائے آدم علیہ السلام کے
 اور کوئی دوسرا فاض نہیں ہوا ہے - انسان
 کامل جو کہ حق تعالی کا خلیفہ ہے اسی صورت
 حق و صورت عالم کے مجموعیت سے اور تمام
 اسماء الہیہ اور حقائق کوئیہ کا احاطہ و جمع کرنے
 سے تمام مخلوقات پر فتح پائی اور مقام عالی
 پر سرفراز ہوا کہ اُس مقام پر حق تعالی کے
 کسی مخلوق کی گذر نہیں ہے بخلات غیر خلیفہ کے
 کہ اُس کے اندر جمعیت نہیں ہے - نہ تو
 اُس نے فتح پایا نہ مقام عالی پر پہنچی جو حقائق
 کہ مرتبوں کے اندر تھے اُسی حساب سے اسماء الہی
 کے کسی نہ کسی اسم کے منظر تھے - فرشتوں کے نشات
 و استعداد کا یہی تقاضا تھا کہ وہ حق تعالی کے کسی
 نہ کسی اسم کے منظر ہوں اور خلیفہ یعنی انسان اُس کے
 ذات کا منظر ہے جو کہ جامع جمیع اسماء و صفات ہو۔
 جیسا کہ شیخ قدس سرہ نے اپنے قول میں اشارہ کیا
 ہے ما تطلبہ حقیقتہ ذلک الوجود - خلیفہ اور ہر موجود

کہ گوی کہ فایزہ مستحق نشد انسان کامل کی برابری کا تو ہم جو کہ شیخ قدس سرہ کے قول سے ظاہر
 بخلافت مگر بسبب مجموعہ دھڑلہ خود ہوتی ہے اور وہ قول دیکھنا ہونی کل موجود میں العالم ہے
 وغیرہ ازیں مجموعہ محروم است اگرچہ اس تو ہم کو دفع کرنے کیلئے شیخ قدس سرہ نے فرمایا و لکن
 از فیض ادبی بہرہ نباشد چنانکہ گفت لیس اصداہ اور قول شیخ قدس سرہ کا جو کہ فارا الا بالمجموع
 ولولا سریان الحق آخرہ یعنی اگر نبودے ظاہر پر اپنے ہے جیسا کہ تجلیۃ الفصوص میں بیان ہوا ہے
 سریان حق تعالیٰ بصورت و ہوتیہ در اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسی مجموعیت کے سبب انسان کامل
 جمیع موجودات نمی بود در عالم را وجود خلافت کے منصب عالی پر فائز ہوا۔ فرشتوں کیلئے مجموعیت
 و ہستی چہ وجود و ہستی مرتحق راست و بس نہیں تھی اس وجہ سے حق تعالیٰ کے خلیفہ نہ ہوئے اگرچہ
 دیگر کی نظر بذات خود وجود سے تدارک تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کے فیض سے محروم نہیں ہے۔
 و اما موجود از آن میگویند کہ بوجود جیسا کہ شیخ قدس سرہ نے فرمایا ہے۔ لولا سریان الحق الی
 متعلق ایم چنانکہ زید را مضروب از ان آخرہ۔ یعنی اگر حق تعالیٰ کا سریان تمام موجودات کے
 میگویند کہ متعلق است بفرب ضارب حقیقت و ہوت میں نہ ہوتا یا یوں کہ حق تعالیٰ تمام
 و حل این مطلب در ترجمۃ الکتاب واقع موجودات کی حقیقت و ہوت نہ ہوتا تو تمام موجودات
 شدہ است فارج علیہ ان رغبت عالم کا وجود و ظہور نہ ہوتا اس واسطے کہ عالم کی وجود و ہستی
 و سریان درینجا حقیقت خود نیست حق کی وجود و ہستی اور کوئی دوسرا موجود نہیں ہے۔ ہم کو
 و اگر نہ حلول لازم آید و این کفر است موجود اسوجہ سے کہتے ہیں کہ ہم واجب الوجود سے تعلق رکھتے
 ق کہ انہ لولا تلک الحقائق المعقولات ہیں جیسے کہ زید کو مضروب اسوجہ سے کہتے ہیں کہ ماریوالے
 الکیلتہ ما ظہر حکم فی الموجودات العینتہ کے ضرب سے متعلق ہے۔ اس مطلب کا حل ترجمۃ الکتاب
 ل یعنی چنانکہ بدرستی کہ اگر نبودندے میں کیا گیا ہے اگر تم کو اس کی تلاش اور رغبت ہے تو اسکو دیکھو۔

حقائق معقولہ کلیہ کہ مذکور شدہ اند سابق | اس جگہ سریان حق تعالیٰ کا اپنے حقیقت پر نہیں ہے در نہ
ظاہر بنی شد علمی در موجودات خارجی | حلول لازم آویگا در یہ کفر ہے۔

چنانکہ بالاکذشت یعنی مزید موجودے | یعنی اگر حقائق معقولہ کلیہ نہ ہوتے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے تو
رابی سریان حق در دے وجودے نمی | کسی موجودات کا ظہور در وجود ہی نہ ہوتا یعنی بغیر سریان
باشد چنانکہ اگر حقائق معقولہ کلیہ | حق کے کوئی موجود موجود نہیں ہو سکتا جس طرح سے کہ اگر
نباشند در موجودات عینی حکم ثابت | حقائق کلیہ معقولہ نہ ہوتے تو موجودات عینیہ میں کوئی حکم
نشود و برہمچکس حکم بعالم نکتہ و قادر | ثابت نہ ہوتا اور کسی پر عالم کا حکم نہ ہو سکتا اور کسی کو قادر
نگویم و یکون خوانم و رزاق و غفار | و کمون نہ کہتے اور رزاق و غفار نہیں کہہ سکتے اور اسما حق
نگویم پس اسما حق تعالیٰ ظاہر نشوند | تعالیٰ ظاہر نہ ہوتے۔

ہمچنین اعیان ثابتہ کہ مر اور است | اسی طرح اعیان ثابتہ کو کہ اُس کو وجود عینی بخشے والے
وجود عینی و قابل فیض حق تعالیٰ امور | اور قابل قبول فیض حق تعالیٰ کر نیوالے امور کلیہ معقولہ میں
معقولہ کلیہ اند چنانکہ گفت سابق بل | جیسے پہلے کہا جا چکا بل ہو عینہا پس اگر موجود عینی
ہو عینہا پس اگر موجود عینی نباشد ہم | نہ ہوں حق تعالیٰ بھی ظاہر نہ ہو مثلاً اگر مردوق نہ ہو اسم
حق ظاہر نشود مثلاً اگر مردوق نباشد | رزاق بھی ظاہر نہ ہو۔ اگر عاصی نہ ہو غفار و منتقم و قہار
اسم رزاق ظاہر نہ گردد و اگر عاصی نباشد | اسما اکیہ پیدا و ظاہر نہ ہوں۔ پس کل کا کل ہے۔
غفار و منتقم و قہار پیدا نشود فارغ الکل | ارتباط ہے۔

بالکل پس حق تعالیٰ در ظہور اسما نظری | حق تعالیٰ اپنے اسما و صفات کے ظہور میں خلق کی طرف نظر
بخلق دار چنانکہ در وجود خود نگاہ ہے | رکھتا ہے جس طرح سے خلق اپنے وجود و ہستی میں حق کی طرف
دارد بحق در نیجا عافظ شیرازی نغائے دارد | نگاہ رکھتا ہے۔ اس جگہ حافظ شیرازی نغائے کرتے ہیں

دیکھو اندسہ سایہ معشوق گرفتار عاشق اور فرماتے ہیں کہ اگر معشوق کا سایہ عاشق پر پڑے
چہ شدہ بامداد محتاج بودیم او بسا تو کیا برج ہے؟ عاشق معشوق کا محتاج ہے اور
مشتاق بودی ومن ہذا حقیقتہ کان معشوق عاشق کا مشتاق ہے۔

الاقتدار من العالم الی الحق فی وجودہ یعنی اس حقیقت و حکم سے کہ بغیر سر بیان حق تعالیٰ
لی یعنی ازین حقیقت و ازین امر کہ کے کوئی موجود موجود ہی نہیں ہوتا عالم کا اقتدار
بیچ موجود ہے بی سر بیان حق تعالیٰ اور احتیاج اپنے وجود میں اللہ تعالیٰ کی طرف
موجود نشود متحقق شد اقتدار و متحقق ہوا کیونکہ بانیوالے کے بنانے سے نہیں
احتیاج عالم در وجود بسوی حق نہ ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فیض اقدس سے فیض پاتے
و در ذات کہ اعیان بجعل جاعل نیستند والے ہیں۔

اگرچہ فایض باشند از حق تعالیٰ لاکنی کنایت سے ہے جس کے معنی چھپانے
بفیض اقدس ق فالکل مفتقر و ما کے ہیں۔ پس ہر ایک واجب اور ممکن مفتقر و
الکل مستغن : ہذا الحق قد قلناہ محتاج ایک دوسرے کے ہیں اور کوئی مستغنی
لاکنی لکنی از کنایت است بمعنی ستر ایک دوسرے سے نہیں ہے جیسا کہ بیان ہوا
یعنی پس ہر واحد از واجب و ممکن مفتقر اور جو کچھ میں کتنا ہوں یہی حق ہے اور قبول
و محتاج اند بدیگرے نیست بیچ یکی کرنے کے لائق ہے۔ اس کو سچائی کے ساتھ
از دیگرے مستغنی چنانکہ گذشت و میں نے کہا ہے تم سے چھپا یا نہیں ہے اس وجہ
انچہ میگویم ہمیں حق است و حقیق سے کہ حقیقت حال کا چھپا نا اُس شخص سے کہ
قبول کہ تحقیق گفتیم آنرا پوشیدہ جو اس کا اہل ہے بہت ہی بُرا ہے اُس سے
نیداریم چہ پوشیدن حقیقت حال کہ نا اہل پر ظاہر کیا جائے۔ جیسا کہ اس حکم کا

براہل شیعہ تر باشد از کشف آن برنا اہل
چنانکہ کشف این حکم در انفس انحراف واقع
شدہ است و اتقاع مستغنی مرید مذہب
اہل کوفہ است کہ شیخ قدس سرہ مایل
بآنت قی فان ذکر غنیلا لا انتقادہ
فقد علمت الذی بقولنا نسی ل یعنی اس
قول دفع توہم است کہ حق تعالی غنی است
بذات خود پس اقتقار او بسوئے ما چگونہ
است یعنی پس اگر ذکر کنی توای سلیم القلب
و بگوئی کہ حق تعالی غنی است و بیچ چیز محتاج
نہ چہ جائے چیزیکہ خود محتاج باشد بحق پس
بگوئیم کہ تحقیق دانستی انچہ مراد از قول
ما است یعنی مراد ما آنت کہ او محتاج است
بما در ظہور احکام و اسما چنانکہ گذشت چنانکہ
بے انتقام منتقم نشود بی عاصی ہم منتقم نشود
پس حکم با انتقام و منتقم پیدا نشود و اس
منافی غنا حق نبود چہ غنا و نظر بوجود
وی است قی فاکل بالکل مربوط فلیس
لہ عنہ الفضال غذا و ما قلتہ عنی ل یعنی ہر واحد

کشف انفس انحراف میں کیا گیا ہے۔ ارتقاع
مستغنی مذہب اہل کوفہ ہے اور شیخ قدس سرہ
اُسی طرف مائل ہیں۔
پس اگر ذکر کرے توای سلیم القلب اور کہے کہ
حق تعالی غنی ہے اور کسی چیز کا محتاج نہیں ہے
جبکہ شی خود ہی حق کی محتاج ہے تو حق تعالی شی کا
محتاج کس طرح ہو سکتا ہے۔ تو ایسی صورت میں
ہم کہیں گے کہ جو کچھ ہماری مراد ہے اُس کو تم نے
جانا اور سمجھا ہماری مراد اس قول سے یہ ہے۔ کہ
حق تعالیٰ ہمارا محتاج اپنے اسماء کے
ظہور کے احکام میں ہے۔ جیسا کہ کہا گیا
اُس کو اس طرح سمجھو کہ حق تعالیٰ بغیر
انتقام منتقم نہیں ہو سکتا اور بغیر عاصی کے
گناہ بخشے غفار نہیں ہوگا۔ بغیر عاصی اور
انتقام کے حکم منتقم اور غفار کا ظاہر
نہیں ہو سکتا اور یہ حق تعالیٰ کے غفار
کے منافی نہیں ہے اس وجہ سے کہ حق
تعالیٰ اپنے وجود کے نظر و اعتبار سے
غنی ہے یعنی ہر ایک حق و خلق ایک دوسرے سے

از حق و خلق ہر واحد مربوط است و مرتبط | بجہات مختلفہ مرتبط اور مربوط ہیں یعنی یہ دونوں
 بجہات مختلفہ یعنی ہر کی ازیں دو یا دیگر کی | یا ممکن اور واجب ایک دوسرے سے ربط اور
 مرتبط است و متصل پس نیست مرہج کی | ارتباط پائے ہوئے ہیں۔ ہر ایک کو دوسرے سے
 را از دیگری انفصال و جدای دچوں اینچم | کسی حالت میں جدای اور انفصال نہیں ہے۔
 غریب بود وصیت نمود با خدوے و گفت | چونکہ یہ حکم عزیز اور نادر تھا اس کے لئے لینے اور
 خذواتا آخر یعنی بگیری ادا طالبان حق | قبول کرنے کے وصیت کی اور فرمایا خذواتا آخر
 و معرفت از من چیزے کہ گفت امانہ ازیں | یعنی اے طالبان حق و معرفت جو کچھ میں نے
 روے کہ منم بلکہ ازیں روے کہ مترجم | تم سے کہا ہے اس کو مجھ سے بیلو اور اپنے دامن
 رسول خدا ام در رسول خدا مترجم خدا است | کو حکمت و معرفت کے مغز سے بھر لو۔ اس نظر
 من یطع الرسول فقد اطاع اللہ قل ان | سے نہیں کہ یہ حکم میرا ہے بلکہ اس نظر و جہت
 کنتم تحبون اللہ فاتبعوا لی یحبکم اللہ | سے قبول کر کہ میں مترجم رسول خدا ہوں اور
 ما یطلق عن الہوی علمہ شدید القوی ق | رسول خدا مترجم خدا کے ہیں۔ تحقیق جس نے
 فقد علمت حکمتہ نشاء جسد آدم اعنی | رسول کی اطاعت کی بیشک اس نے اللہ کی
 صورۃ الظاہرۃ وقد علمت حکمتہ نشاء | اطاعت کی۔ اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
 روح آدم اعنی صورۃ الباطنۃ فوالحق | ان سب سے کہہ دو کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تم کو
 و الخلق ل یعنی پس تحقیق دانستی از انچہ | دوست رکھے تو میری پیروی کرو اللہ تم کو دوست
 گذشت حکمت و معرفت نشاء جسد آدم | رکھے گا۔ اور نہیں کلام کیا تم نے خواہش نفس
 علیہ السلام یعنی حکمت صورت ظاہر او | سے علم دیا ہے سخت قوتوں والے نے۔
 و تحقیق دانستی حکمت و سر نشاء روح | یعنی جو کچھ کہ حکمت و معرفت جسد آدم کی بیان

آدم علیہ السلام یعنی صورت ظاہر
 اور عالم است و صورت باطن
 اور صورت حق و در بعضی نسخہ
 بجائے روح آدم روحانیت آدم
 است پس آدم حق باشد باطن
 خود و خلق بظاہر خود و این ہمہ ظاہر
 است از بیان مابقی و در بعضی آدم کے بجائے روحانیت آدم ہے۔ یعنی آدم
 نسخہ خلق بدون داد عطف است اپنے ظاہری صورت سے خلق اور باطنی صورت
 پس برین تقدیر خلق جز از خبر سے حق ہے۔ اور یہ سب پہلے بیان کیا جا چکا ہے
 باشد **ق** وقد علمت نشاء رتبہ اور بعض نسخوں میں خلق بدون داد عطف
 وہی المجموع الذی بہ استحق الخلافۃ کے ہے ایسی صورت میں خلق خبر بعد خبر کے ہے۔
 ل یعنی بتحقیق دانستی نشاء رتبہ
 آدم و آن مجموع است کہ بوسے یعنی تحقیق تم نے آدم کے رتبہ کو جاننا کہ
 مستحق و سزاوار خلافت و نیابت وہ جامع ہے اور جمعیت رکھتا ہے اور
 حق تعالیٰ شد چنانکہ گذشت کہ اگر اسی جمعیت کی وجہ سے حق تعالیٰ کے
 خلیفہ بصورت مستخلف نباشد نیابت اور خلافت کا مستحق ہوا کیونکہ
 خلیفہ نیست و ہمچنین اگر در خلیفہ اگر خلیفہ مستخلف کے صورت پر نہ ہو تو وہ
 جمیع چیزیکہ مطالب مستخلف علیہ خلیفہ نہیں ہو سکتا اور اسی طرح اگر خلیفہ میں وہ تمام
 اند نباشد خلیفہ نباشد پس خلیفہ صفیں نہ پائی جائیں جو مستخلف میں ہیں تب بھی

جامع باشد تا خدا و از حق تعالی
نظر بنشارد روحانی باشد و تبلیغ او
بسوئے خلق نظر بنشارد جسمانی پس با
حق است و با خلق نے حق باشد
و خلق چنانکہ گذشت گفتہ است
باری تعالی و لو جعلناہ ملکا لجعلناہ
رجلا و لبسنا علیہم ما یلبسون اینجا
کمال انسان و قیمت لباس فاخر او
کہ بدن باشد در یاب و ما قدر اللہ
حق قدرہ اذ قالوا انزل اللہ علی
بشر من شی و در اینجا کمال دیگر است
مرا انسان را چنانکہ فقیر در انفس الخواص
ذکر کردہ است و مرتبہ انسان را
در ترجمۃ الکتاب بیان نمودہ قی
فادم ہوا النفس الواحدۃ التي خلق
منہا ہذا النوع الانسانی ل یعنی پس
آدم کہ خلیفہ حق باشد در زمین آن
نفس واحد است کہ خلق و ایجاد
کردہ شد از وی نوع انسانی یعنی

خلیفہ نہ ہو گا۔ اسی وجہ سے خلیفہ حق تعالی سے
حق تعالی کے احکام کو باطنی اور روحانی قوت سے
اخذ کرتا اور لیتا ہے۔ یہ مقام ولایت کا ہے جو کہ
نبوت کا باطن ہے اور جسمانی نشاۃ کے نظر و جہت
سے حق تعالی کے احکام خلق کو پہنچانا اور تبلیغ احکام
کہ نایہ مقام رسالت کا ہے۔

پس خلیفہ حق اور خلق دونوں کے ساتھ ہے نہ
تو وہ حق ہے نہ خلق ہے جیسا کہ اوپر گذرا۔
اللہ تعالی نے فرمایا ہے۔ تحقیق اگر ہم فرشتہ کو
رسول بناتے تو اُس کو بھی انسان کا لباس
پہناتے یہ لباس فاخرہ یعنی جسم کا لباس انسان
ہی کے لئے بنا تھا اُس کو اُس نے پہن لیا
اس مقام پر انسان کے کمال اور اُس لباس
فاخرہ کی قیمت جو کہ اُس کا جسم ہے سمجھو۔ نہیں
قدر کیا اللہ کی جیسا کہ قدر کرنے کا حق ہے جبکہ
کہا اُن لوگوں نے کہ بشر پر اللہ تعالی نے
کوئی حقی تازل نہیں کیا۔ اس جگہ پر انسان کا کمال
جمال دوسرا ہے جیسا کہ انفس الخواص میں ذکر کیا
گیا ہے اور مرتبہ انسان کا ترجمۃ الکتاب میں بیان کیا

ابتدا پیدا کردن نوع انسانی از آدم گیا ہے۔

باشد پس آدم درین نوع داخل باشد یعنی آدم علیہ جو کہ زمین پر حق تعالیٰ کے خلیفہ ہیں وہی

و مراد از آدم آدم عنصری است کہ ذات واحد ہے کہ جس سے نوع انسانی ایجاد و پیدا

ہمیں است ظاہری از سیاق و سباق ہوئی۔ یعنی نوع انسانی کے پیدا ہونے کی ابتدا آدم سے

و مطابق فتوحات و نقش الفصوص ہے اور وہ آدم اس نوع انسانی میں داخل ہے۔ اور

آرے اینجی رمزے و اشارتے است آدم سے مراد آدم عنصری۔ سیاق و سباق مطابق

کہ عنقریب گفتہ خواہد شد انشاء اللہ فتوحات و نقش الفصوص سے ہی ظاہر ہے۔ ہاں

العزیز و تواند بود کہ مراد حقیقت اس مقام پر رمز و اشارہ ہے جو عنقریب ظاہر کیا جائیگا

محمدی باشد و نفس کلی بے تکلف انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور ہو سکتا ہے کہ اُس سے مراد

در منہا درست گردد و ہو قولہ تعالیٰ حقیقت محمدی ہو صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور نفس کلی

یا ایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم بے تکلف منہا میں درست ہے اور یہ قول حق تعالیٰ کا ہے۔

من نفس واحدہ و خلق منہا زوجا یا ایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدہ منہا

دبث منہا رجالا کثیرا و نسا یعنی آنکہ و خلق منہا زوجا و دبث منہا رجالا کثیرا و نسا۔

گفتم کہ آدم خود ہماں نفس واحد است یعنی ہم نے جو یہ کہا کہ آدم خود وہ نفس واحد ہے

کہ ازاں پیدا کردہ شد نوع انسانی کہ اُس سے نوع انسانی پیدا کئے گئے تو ہمارا اس

قول حق تعالیٰ است و مستفاد از ان طرح کہنا اللہ تعالیٰ کے قول سے مستفاد ہے جو کہ

قول کہ یا ایہا الناس اتقوا باشد یا ایہا الناس اتقوا الی آخرہ ہے۔

تا آخر یعنی ای گروہ مردم تقویٰ یعنی ای گروہ آدمیوں کے دُر واپنے پروردگار سے

بکنید مررب خود را کہ پیدا کردہ است کہ تم کو ذات واحد سے پیدا کیا ہے اور

شمار از ذات واحد و پیدا کرد از دے اُس سے اُس کے زوجہ کو پیدا کیا اور اُن دونوں
زوجہ اور ظاہر پر آگندہ کرد ازاں ہر دو سے بہت مردوں اور عورتوں کو ظاہر کیا پس
مردان بسیار و زنان بسیار پس ذات وہ ذات واحد حضرت آدم صغی اللہ کی ہے
واحد آدم صغی باشد صلواة اللہ و سلامہ صلواة اللہ و سلامہ
علیہ و خلق منار و جہاتا آخر بیان کردن و خلق منہا زوجہ تا آخر قول میں اُس کے زوجہ ہوا
است ازاں ذات واحد و زوجہ او کہ اور ہم سب کے پیدا کرنے کا حال ہے۔ اور باقی
حضرت ہوا باشد و باقی ہمہ ظاہر است ظاہر ہے۔

بدانکہ چون مرخلفہ حقیقی را در ہر عالم جانو کہ خلیفہ حقیقی کے لئے ہر عالم میں ایک مظہر
نظر ہے ہست چنانکہ مر اصل اور اپس جیسا کہ اُس کے اصل کے لئے۔
تواند بود کہ آدم حضرت ابجروت روح اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آدم حضرت جبروت روح کلی
کلی باشد کہ مسمی است بعقل اول و زوجہ ہو کہ جو عقل اول کا مسمی ہے اور اُس کی زوجہ نفس کلی
اور نفس کلی است کہ تحقق و ثبوت یافتہ ہے۔ اُس کا ثبوت اور تحقق بائیں پسلی سے ہے اور بائیں
است از ضلع ایسری آنکہ در جانب خلق پسلی خلق کی طرف ہے۔ بخلاف دائیں پسلی کے کہ وہ حق
باشد ضلع یمنی کہ او جانب حق است و جہاں کی طرف ہے اور رجال کثیر و نساء عقول اور نفوس
کثیر و نساء کثیر عقول و نفوس مجردہ اند مجردہ ہیں۔

و آدم حضرت الملکوت نفس کلی باشد کہ اور آدم حضرت الملکوت نفس کلی ہیں کہ تمام نفوس
جمع نفوس جزئیہ ملکہ تہ ناشی از داند جزئیہ و ملکوتیہ اس سے نکلے ہیں۔ اور زوجہ اس
وزجہ او طبیعت کلی کہ در اجسام باشد کی طبیعت کل جو کہ اجسام ہے اور رجال کثیر
در جہاں کثیر نفوس ناطقہ مجردہ اند نفس ناطقہ مجردہ اور نساء کثیر نفوس

و نہاد کثیر نفوس منطبقہ و باقی قوی قی منطبقہ اور باقی قوی ہیں۔

نقولہ اتقوا ربکم اجعلوا ما ظہر منکم وقایۃ لکم
واجعلوا ما بطن منکم و ہور بکم وقایۃ لکم
فان الامر ذم و مدح لچوں ذکر کرد

شیخ قدس سرہ آیتہ مذکورہ برائے استشہاد
قصہ سابق کہ آدم آن نفس و اعداست
کہ اذوی ظہور یافتہ است بذع انسانی
و معنی ظاہر آیتہ مذکورہ ظاہر است خواست
کہ بیان کند بطن و باطن آیتہ مذکورہ
چہ مرقرانہ ظہر است و بطن و مر بطن
آنرا بطنی است تا ہفت بطن تا طالبان
حق تعالی صاحب ادب باشند فان
ادب الخدمۃ اعز من الخدمۃ پس گفت
نقولہ اتقوا ربکم الی آخرہ یعنی پس قول
باری تعالی کہ اتقوا ربکم باشد معنی آن
اجعلوا ما ظہر منکم است تا آخر یعنی بگردانید
چیزے را کہ باطن است از شما کہ رب شما
باشد وقایۃ و حافظ چہ بدرستی کہ
مردے کا رے کہ از شما صد و رمی یا بد

یعنی جیسا کہ حضرت شیخ قدس سرہ حضرت آم علیہ السلام
کے قصہ سابق میں یہ بات ظاہر کر چکے ہیں کہ آدم ہی وہ
نفس واحد ہے کہ جس سے لذع انسانی نے ظہور پایا
ہے۔ آیت مذکورہ کی ظاہری معنی ظاہر ہیں۔ آیت مذکورہ
قصہ سابق کے شہادت میں پیش کرتے ہیں۔ آیت مذکورہ
کے معنی صاف اور ظاہر ہیں۔ اُس کے بعد شیخ قدس
سرہ آیت مذکورہ کا بطن باطن بیان کرتے ہیں کیونکہ
قرآن کیلئے ظاہر ہے اور باطن ہے اور اُس کے
باطن کا بھی باطن ہے یہاں تک کہ قرآن کے سات بطن ہیں۔
اسلئے کہ حق تعالی کے طلبگار بندے با ادب ہوں فان
ادب الخدمۃ اعز من الخدمۃ پس شیخ قدس سرہ فرماتے
ہیں اتقوا ربکم الی آخرہ یعنی قول باری تعالیٰ جو کہ اتقوا ربکم
ہے۔ اُس کے معنی اجعلوا ما ظہر منکم تا آخر ہے۔ یعنی اُس چیز
کو جو کہ تمہارا باطن ہے اور وہ تمہارا پروردگار ہے اُسکی
حفاظت کرو۔ یعنی جو کام تم سے صادر ہوتے ہیں وہ محمود و مذموم

مذہب است و مدوح پس نسبت بکنید (برے و بھلے) صادر ہوتے ہیں برائیوں کو اپنی ظاہر
 دزد قائم ظاہر خود را کہ جسم باشد و نفس کے طرف منسوب کر دو جو کہ تمہارا جسم ہے۔ اور نفس اُس
 دروے منطق دقایہ رب خود کہ باطن میں منطق ہے اپنے جسم اور نفس کو اپنے رب کا جو کہ تمہارا
 شما است پس ہر ذمیمہ کہ از شما صادر شود باطن ہے حفاظت کر نیوالا بناؤ۔ یعنی ہر وہ بدی کہ جو تم
 آنرا نسبت بظاہر بکنید و باطن خود را کہ سے صادر ہو اپنے ظاہر کو نسبت دو اور اپنے باطن کو
 رب شما باشد از ذمیمہ و انتساب ذمیمہ جو کہ تمہارا رب ہے برائیوں سے منسوب کرنے میں برابر اور
 محفوظ و مبرا درید و بکنید در منزہ رکھو اور اچھے اور محمود کام جو تم سے صادر ہوں اُس
 باطن خود را کہ رب شما باشد و قایتہ میں اپنے رب کو جو کہ تمہارا باطن ہے اپنے ظاہر کا حفاظت
 ظاہر خود پس ہر نیک و حسن کہ از شما صادر شود اپنے باطن کی طرف نسبت دو جو کہ تمہارا رب ہے اور
 بکنید و ظاہر و جسم خود را از ہر حمیدہ و اپنے جسم اور ظاہر کو تمام اچھائیوں سے منسوب
 انتساب آن دور درید و مفرد و تشوید کرنے میں دور رکھو اور مفرد نہ ہو کیونکہ اُس
 چہ جسمی کہ منطق دروے نفس است جسم میں نفس منطق ہے اور ہر بُرائی اور نقصان کا
 منبع ہر ذمیمہ و نقصان باشد و محل منبع ہے اور محل تصرفات شیطانی کا ہے۔ اور
 تصرفات شیطانی و از واردات رحمانی و واردات رحمانی سے محروم ہے۔ اور تمہارا باطن
 محروم و باطن منبع انوار الہی و خطرات انوار الہی و خطرات رحمانی کا منبع ہے۔ پس نیک
 رحمانی است پس نیک حسن نسبت اور حسن کو اُن کے منبع کی طرف اور بد اور قبیح
 بمنبع آن باید کرد بد و قبیح را بمنبع کو اُس کے منبع کی طرف نسبت دینا چاہئے۔
 آن کل شیء يرجع الی اصلہ و کل شیء يرجع کل شیء لوٹنے والی ہے طرف اپنے اصل کے

الی اللہ الا الی اللہ ترجع الامور پس ادب اور کل شی کوٹٹنے والی ہے طرف اللہ کے خبردار رہو
 درانت کہ شنودی دیشنوی ق فکو نوا اللہ کی طرف سب کام کوٹٹنے والے ہیں۔ جو کچھ
 وقایہ فی الذم واجعلوا وقایکم فی الحمد لکونوا ہم نے کہا اور تم نے سنا ان سب امور کے پابند
 ادب اعلیٰ عالین یعنی پس بشوید شما وقایہ رہو ادب اسی میں ہے۔
 وحافظ رب تعالیٰ در مذموم وانتساب جو مذموم افعال تم سے سرزد ہوں اور صادر ہوں
 دے رب تعالیٰ دیگر دانید باطن ورب اپنے رب کی طرف جو کہ تمہارا باطن ہے انتساب
 را وقایہ وحافظ خود در محمود و پسندیدہ نسبت نہ دو اور تم اُس کے حفاظت کر نیوالے
 و انرا بخود نسبت نکمید و کثیف را منسوب رہو۔ اور اچھے اعمال جو تم سے ظہور میں آویں
 بسوی لطیف نسازید تا باشید شما از اُس کو اپنے طرف نسبت نہ دو اور لطیف کو
 اہل ادب بارب تعالیٰ و عالم ہر مراتب کثیف کے طرف منسوب نہ کرو حق تعالیٰ کے ساتھ
 وحفظ مراتب یعنی اگر باشد شما وقایہ ہر حال میں صاحب ادب رہو اور ہر وقت مراتب
 حق تعالیٰ در مذموم وانتساب آن بوی اور حفظ مراتب کو سمجھتے رہو۔ یعنی اگر تم اپنے
 دیگر دانید حق تعالیٰ را وقایہ خود در محمود برائیوں میں حق تعالیٰ کی حفاظت کر نیوالے اور
 وانتساب آن بآن میباشید اہل ادب برائیوں کو اُس کی طرف نہ کر نیوالے اور اچھائیوں
 با حق تعالیٰ و صاحب علم ہر مراتب وحفظ میں اپنی حفاظت کر نیوالے اور اچھائیوں کو اپنی طرف
 مراتب قیثم ان اللہ اطلعه علی ما اودع نسبت نہ دینے والے ہو گئے تو تم حق تعالیٰ کیساتھ ادب
 فیہ وجعل ذلک فی قبضۃ القبضۃ الواحدت کر نیوالے ہو گئے اور تمہارا شمار اللہ کے نزدیک اہل
 فیہا العالم و فی القبضۃ الاخری آدم و اور صاحب علم اور حفظ مراتب کے جاننے والوں
 نبوہ و بین مراتبہم فیہ اطلع از اطلع است میں ہو گا۔ اطلعہ اطلع سے ہے

بمعنی مطلع و عالم گردانیدن از باب افعال یعنی
 پستبرد رستیکہ اللہ تعالیٰ مطلع و واقف گردانید
 آدم را بر چیزیکہ امانت نہادہ شد در آدم حقیقت
 آن و اس چیز شیونات الہی و اسرار نامتناہی ہند
 چنانکہ گفت و علم آدم الاسماء کلماء گردانیدہ شد
 آنچیزیکہ نہادہ شد در آدم در دو قبضہ حق تعالیٰ
 اور وہ چیز اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ یعنی صفات جمالیہ
 کی صفات جمالیہ و جلالیہ اند یا صفات فاعلیہ
 و قابلیہ در قبضہ واحد عالم شہادت است کہ
 انسان کبیر باشد در قبضہ دیگر آدم و فرزند او
 کہ انسان صغیر باشد و بیان کرد و امتیاز بخشید
 حق تعالیٰ مراتب ابنار آدم را در آدم کہ ہر کی از
 دیگرے نمود و امتیاز یافت چنانکہ گفت رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ مسح بیدہ و ظہر آدم
 و اخرج بینہ مثل الذر یا کشف کرد مراتب ابنار
 آدم را در آدم یعنی موجود کرد ہر را از آدم و یکی
 را فوق دیگرے ساخت و ممتاز از دوسے و در
 بعضے نسخہ بجائے و فی القبضۃ الاخری آدم
 دنبوہ یعنی دست دگر در دوی آدم است و فرزندان
 اذوق و لا اطلعن اللہ فی سری علی ما و در
 بمعنی مطلع اور عالم کرنا باب افعال سے ہے۔ یعنی
 جانو کہ جو چیز آدم میں امانت رکھی گئی تھی اُس کے حقیقت
 سے حق تعالیٰ نے آدم کو مطلع اور واقف کیا اور وہ امانت
 شینونات الہی و اسرار نامتناہی ہیں۔
 جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے و علم آدم الاسماء کلماء
 اور وہ چیز اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ یعنی صفات جمالیہ
 و جلالیہ ہیں یا صفات فاعلیہ و قابلیہ ہیں ایک ہاتھ یعنی
 قبضہ واحد عالم شہادت ہے اور وہ عالم شہادت انسان
 کبیر ہے۔ اور دوسرا قبضہ آدم اور اُس کے فرزند ان
 ہیں جو کہ انسان صغیر ہیں اور حق تعالیٰ نے مراتب ابنار
 آدم کو آدم میں بیان کیا اور کشف فرمایا اور امتیاز بخشا
 کہ ہر ایک ایک دوسرے سے ظہور و امتیاز پاتا ہے جیسا
 رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تحقیق اللہ نے
 اپنے ہاتھ سے پشت آدم کی چھو دیا اور پیدا ہو گئی اسکی ذریت
 مثل چوٹیوں کے آدم میں مراتب ابنار آدم کو کشف کیا یعنی
 آدم سے سب کو موجود کیا اور ایک کو دوسرے پر فوقیت
 دی اور ایک کو دوسرے سے ممتاز و جدا کیا اور بعضے نسخوں
 میں و فی القبضۃ الاخری آدم دنبوہ واقع ہے۔ اور دوسرا
 ہاتھ آدم میں ہے اور اُس کے فرزندوں میں۔

فی ہذا الامام الوالد اکبر جعلت فی ہذا الکتاب

منہ ما عدلی الاما وقت علیہ اطلعنی اس

قول نیز از باب افعال است بمعنی مذکور

و وقت از توقیف است بتقدیم قاف بر فا

معنی واقف گردانیدن صیغہ ماضی است

مرتلک واحد را مبنی است مرفوعہ یعنی ہر گاہ

مطلع و واقف گردانیدم را خدا تعالی در سر و

باطن من بوجہ خاص کہ در میان من و حق تعالی

باشد بر چیزیکہ امانت نہادہ شد دریں ایام

کہ پیشوای ہمہ باشد و والد بزرگتر از باقی پدر را

گردانیدم دریں کتاب کہ مخصوص الحکم باشد

و ذکر کردم در وی از امانت مذکور بہاں قدر

کہ معین و محدود کردہ شد برای من کہ بیان

کنیم بمردم : آن قدر سے کہ واقف و مطلع

گردانیدہ شدم بروی و والد اکبر روح

محمدی باشد و آدم را کبیر و از مسیحو اند

و جائزہ است کہ وقت از وقوف باشد

بمعنی اطلاع و تواند بود کہ مراد از امام مذکور

آدم صغی باشد کہ والد اکبر است در عالم ناسوت اکبر ہیں ۔

یعنی جس وقت کہ حق تعالی نے میرے سراور باطن میں

اُس خاص طریقہ سے کہ جو میان میرے اور حق تعالیٰ

کے ہے مطلع اور واقف کیا اُس چیز پر جو سبک پیشوای ہے

۔۔۔ امام والدوں سے بڑا والد ہے اُس کے اندر جو

امانت رکھی گئی اُس سے مجھ کو اطلاع دی گئی۔ اُس میں

سے میں نے اُسی قدر کہ جب قدر حق نے میرے واسطے مقرر

اور محدود کر دیا تھا لوگوں پر ظاہر کیا اور اس کتاب

فصوص الحکم میں تحریر کیا کل باتوں کو جو سبک مجھے اطلاع کیا گیا

اور والد اکبر روح محمدی ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور

آدم کو والد کبیر کہتے ہیں۔ اور جائزہ ہے کہ وقت وقوف

سے ہو بمعنی اطلاع۔ اور ہو سکتا ہے کہ امام مذکور سے

مراد آدم صغی اللہ ہوں جو کہ عالم ناسوت والد

آدم صغی باشد کہ والد اکبر است در عالم ناسوت اکبر ہیں ۔

قی فان ذلک لا یبطل کتاب دلائل العالم
 الوجود الا لیس قول دہ است
 یعنی سمجھو کہ جو خزانہ خداوندی اُس امام میں جو سب کا
 مرقول اور اکر لا ما دقت علیہ باشد یعنی
 پیشوا ہے رکھا گیا ہے اور اُس خزانہ مذکور سے مجھ کو حق تعالیٰ
 چہ بدرستیکہ آن گنجی کہ ندادہ شدہ است
 نے مطلع فرمایا ہے۔

در آن امام دو واقف شدہ ام من برآن
 بڑی بڑی کتاب اُس کا احاطہ نہیں کر سکتی چہ جائیکہ کتاب
 احاطہ نیکند بدان بیچ کتابی مطول چہ
 فصوص الحکم اُس کا کس طرح احاطہ کر سکتی ہے کہ مختصر ہے
 جائے کتاب فصوص الحکم کہ مختصر است
 اور یہ عالم جو فی الحال موجود ہے یہ بھی اُس کا احاطہ نہیں
 و ز عالمی کہ موجود باشد فی الحال چہ کمالات
 کر سکتا اسلئے کہ کمالات و حیوانات انسانی شامل کمالات

حیوانات عالم است باز یادتی پس
 و حیوانات عالم ہے پس اس امر کی گنجائش نہیں ہے کہ
 گنجائش آن نیست کہ عالم کمالات
 عالم کمالات و حیوانات انسانی کو لے سکے اور احاطہ
 انسانی را تواند در گرفت قل لو کان
 البحر مداد الکلمات ربی لتفقد البحر قبل
 اکل سمندر سیاہی ہو جائے اور آپ کے کلمات

ان تفقد کلمات ربی ق فاشہدۃ فی
 کو لکھنا شروع کر دیں تو سمندر ختم ہو جائیگا
 نوعدی ہذا لکنا کما حدی رسول اللہ
 اور رب کے کلمات کو نہ لکھ سکے اگرچہ اس کے
 صلی اللہ علیہ وسلم حکمتہ الہیۃ فی کلمتہ
 مدد کے لئے دوسرا سمندر بھی موجود ہو جائے۔
 آدمیۃ و ہو ہذا الباب لدر بعضی نسخہ
 اور بعض نسخوں میں شہدۃ کے بجائے شاہدۃ

شاہدۃ است بجای شہدۃ یعنی پس
 واقع ہے یعنی جو چیز کہ میرے حضور میں آئی
 چیز یکہ شاہد و حاضر شدہ برآں و شاہدہ
 اور میں نے اس کو دیکھا۔
 نمودم آنرا از آن چیز ہای کہ بطریق بات

ذکر میکنم می نهم آنرا دریں کتاب چنانچہ
محدود و معین ساخت مرا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم حکمتہ الہیہ است کہ
ثابت باشد در کلمہ آدمیہ و در بعض
نسخہ فص واقع است بالای حکمتہ الہیہ
یعنی اول ازال اسرار و معارف کہ بطریق
امانت می نهم دریں کتاب لیکن نہ بایست
ہوا و طبیعت است بلکہ بر طبق تجدید
و تعین حضرت قبلہ گاہی است رسالت
پناہی صلی اللہ علیہ وسلم چنانکہ گذشت
در خطبہ حکمتہ الہیہ است در کلمہ آدمیہ
و معنی حکمت الہیہ و کلمہ آدمی بالالگذشت
را و البتہ ایں حکمتہ از کلمہ تم کہ بعد از ایں
می آید مفہوم می شود از اینجا است کہ در
ذکر و بیان ایں فص را اول ساخت
و آن مشہود اول ہمیں باب است کہ
گذشت ہمیں زماں و از شرح قیصری
معلوم می شود کہ در نسخہ متن کہ باور سیدہ
است فہما است بجائے فہا و بریں تقدیر

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قدر کہ محدود
معین کر دیا تھا بطور امانت کے۔ اس کتاب نفوس الحکم
میں اُس کا ذکر میں کرتا ہوں اور لکھتا ہوں اور وہ
حکمت الہیہ ہے کہ جو کلمہ آدمیہ میں ہے۔ اور بعض نسخوں
میں پہلے حکمت الہیہ کے فص واقع ہے یعنی سب
سے پہلے اس کتاب نفوس الحکم میں جو اسرار و معارف
امانت کے طور پر لکھتا اور بیان کرتا ہوں وہ اپنے
طبیعت و خواہشات سے نہیں لکھتا بلکہ موافق تجدید
و تعین حضرت قبلہ گاہی رسالت پناہی صلی اللہ
علیہ وسلم لکھتا ہوں۔ جیسا کہ خطبہ میں گذرا کہ حکمتہ
الہیہ کلمہ آدمیہ میں ہے حکمتہ الہیہ اور کلمہ آدمی کے
معنی بھی بیان کئے گئے اور اولیت اس حکمت کی
کلمہ تم سے کہ بعد اُس کے آتا ہے معلوم ہوتی ہے
یہی وجہ ہے کہ سب سے پہلے اسی فص کا ذکر
اور بیان کیا اور مشہود اول یہی بات ہے۔ جیسا
کہ اس وقت گذرا۔

اور قیصری کے شرح سے معلوم ہوتا ہے کہ نسخہ
متن جو کہ اُن تک پہنچا ہے فہما کے جگہ فہا ہے۔
است فہما است بجائے فہا و بریں تقدیر

حکمت الہیہ مبتدا است و نما خبر آن ایسی صورت میں حکمت الہیہ مبتدا ہے اور فہما
 و در نسخہ اول عکس ایں و بریں اُس کی خبر ہے۔ اور اول نسخہ میں اس کے برعکس
 نسخہ من کہ در مآخذ و عد باشد ہے اور اس میرے نسخہ میں جاناؤذعیہ بیانہ ہے
 بیانہ است یعنی حکمت الہیہ کہ در کلمہ یعنی حکمت الہیہ جو کہ کلمہ آدمیہ ہے اُس چیز سے
 آدمیہ است بعض آنچیز است کہ تعلق رکھتی ہے کہ جس چیز کو میں نے مشاہدہ کیا
 مشاہدہ نمودہ ام و بطریق امانت ذکر ہے اور اس کتاب نصوص الحکم میں اُس کو رکھا
 میگویم آزادریں کتاب و دریں قول ہے اور ذکر کیا ہے۔ اور اس قول میں اشارہ ہے
 اشارہ است کہ حکم و معارف کتاب کہ حکم و معارف کتاب مذکور کے عارف باشد
 پیش عارف بطریق امانت اند کے سامنے بطور امانت کے رکھے گئے ہیں جس کی جس
 پس جز بمقدار ندہد نیز دریں قول قدر امانت اور جیسی استعداد ہے لے سکتا ہے کی نوشی
 اشارت است کہ جمیع معارف و حکم نہیں ہو سکتی اور یہ بھی اس قول میں اشارہ ہے کہ تمامی
 مشہود شیخ اند قدس سرہ العزیز حکم و معارف اس کتاب نصوص الحکم کے شیخ قدس سرہ کے مشہود ہیں

نہ سے الحکم

ابن عربی

ترجمہ۔ مولانا عبدالقدیر صدیقی

افادات شیخ محی الدین ابن عربی

شیخ محب اللہ الہ آبادی

ترجمہ۔ شاہ غلام مصطفیٰ مروندوی

شاہ محمد باقر آل آبادی

خصوص الکلم فی حل فصوص الحکم

مولانا اشرف علی تھانوی

کشف المحجوب

ابوالحسن سید علی بن عثمان ہجویری

ترجمہ۔ محمد علی چراغ

معانی الحکم (ہمتوں کی بلندی)

حضرت جنید بغدادی

احوال و افکار حضرت جنید بغدادی

ترجمہ۔ محمد علی چراغ

فوائد الفوائد

ملفوظات حضرت نظام الدین اولیاء

ترجمہ و تہذیب۔ رضیہ بیگم ممتاز لیاقت

خالد مصطفیٰ صدیقی

وانعات صوفیہ

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی

فتوح الغیب

ترجمہ۔ محمد علی چراغ



www.maktabah.org



www.maktabah.org



www.maktabah.org

قرآنیات

قرآن وحدیث کی ہدیشکونیائیں	مولانا محمد اسماعیل سنہلی
الفوز الکبیر فی اصول التفسیر	حضرت شاہ ولی اللہ
لغات القرآن	ترجمہ = رشید احمد انصاری
تصورات قرآن	الحاج عبدالکریم ہارکیہ
رہنمائے قرآن	مولانا ابوالکلام آزاد
اعمال قرآنی	ڈاکٹر میر ولی الدین
قرآنی دعائیں	مولانا اشرف علی تھانوی
قرآن معلومات کے آئینہ میں	حاجی محمد منیر قریشی
Concordance of	زاہد حسین انجم
The Quran	Gustava Flugel.

محمد ﷺ رسول اللہ	پڑھے / محمد علی چراغ
سیرت رسول اکرم ﷺ	مولانا اشرف علی تھانوی
انسان کامل ﷺ	حاجی محمد منیر قریشی
رحمت دو عالم ﷺ	مولانا شاہ عطاء اللہ خاں عطا
مکتوبات نبوی ﷺ	سید محبوب رضوی
علوم مہطنے ﷺ	مولانا احمد رضا خاں بریلوی
	ترجمہ = مولانا حامد رضا خاں بریلوی
	ترتیب = محمد غوث تاج شاہ قسوری

Maktabah Mujaddidiyah

www.maktabah.org

This book has been digitized by Maktabah Mujaddidiyah (www.maktabah.org).

Maktabah Mujaddidiyah does not hold the copyrights of this book. All the copyrights are held by the copyright holders, as mentioned in the book.

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah, 2012

Files hosted at Internet Archive [www.archive.org]

We accept donations solely for the purpose of digitizing valuable and rare Islamic books and making them easily accessible through the Internet. If you like this cause and can afford to donate a little money, you can do so through Paypal. Send the money to ghaffari@maktabah.org, or go to the website and click the Donate link at the top.